مدنی معاشرہ

یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ

جلد اول

تالیف

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

خلف الرشید

مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری

تخریج احادیث

مفتی محمد حذیفہ

ابن

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

مکتبہ ابن کثیر

مدنی معاشرہ

یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ

جلد اول

تالیف

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

خلف الرشید

مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری

تخریج احادیث

مفتی محمد حذیفہ

ناشر

الامین کتابستان دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم بندہ مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری مظاہری زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ نے قیام مدینہ منورہ کے زمانہ میں آپ کی مبارک اور عمدہ تالیف ''مدنی معاشرہ'' بہت ذوق وشوق سے مطالعہ کی۔ دورانِ مطالعہ مختلف مقامات پر اغلاط کی تصحیح کے ساتھ ساتھ چند جملوں کے اضافے بھی متعدد مقامات پر کردیئے۔ امید ہے کہ بارِ خاطر نہ ہوں گے۔

حق تعالیٰ شانہ وعم نوالہ آپ کی دیگر تالیفات کی طرح اس کو بھی اپنی پاک بارگاہ کی قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے۔ خلق خدا کو اس سے بھرپور نفع اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ عنوانات میں تنوّع کے ساتھ ساتھ کثرت سے احادیثِ مبارکہ کا ذخیرہ جمع کردیا گیا ہے۔

اللہ جل شانہ مبارک فرمائے، اور آپ کے لئے اُخروی ذخیرہ بنائے۔

بندہ

محمد شاہد غفرلہ سہارن پوری

نزیل مدینہ منورہ

حرم نبوی شریف

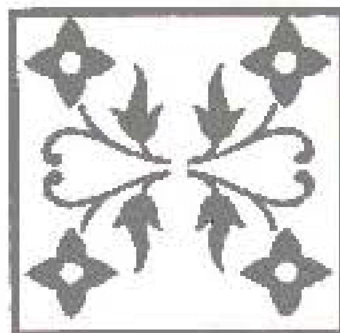
۶ / ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندہ کی کتاب مدنی معاشرہ کراچی میں چھپ گئی ہے، بندہ کے پاس جب اس کا نسخہ پہنچا تو کچھ کام باقی تھا۔ مولانا شاہد صاحب کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے، مدینہ منورہ کے قیام میں پوری کتاب دیکھی اور کچھ اہم مشورے دیئے۔ پھر بندہ نے حج کے سفر میں دیکھنا شروع کیا، اب اللہ کے فضل وکرم سے حج کے سفر میں مندرجۂ ذیل سطریں لکھ رہا ہوں۔ عرفات کے میدان میں نظر ثانی ہوکر یہ کتاب مکمل ہوئی، ۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق ۹ رذی الحجہ ۱۴۲۹ھ شام کو تین بج کر ۲۳ منٹ پر عرفات میں یہ کتاب پوری ہوئی، اللہ پاک اس کتاب کو اور اس حج کو میری زندگی کے ہر سانس کا کفارہ بنادے اور اپنی بارگاہ میں مقبولیت عطا فرمائے (آمین) اسی عرفات کے میدان میں بندہ دعا گو ہے کہ اے اللہ! اس کتاب کو اور بندہ کی دیگر کتابوں کو جو بھی پڑھتا رہے یا اللہ کی کوئی بندی پڑھتی رہے، اللہ اس کی قیامت تک کی آنے والی نسلوں کو قبول فرمائے، اور دونوں جہاں کی جنت عطا فرمائے، اور اس کی صلاحیت واستعداد کو دین کے لئے قبول فرمائے (آمین) اور اس کی ساری جائز مرادیں پوری فرمائے (آمین) اب یہ تحریر ختم کرتا ہوں، اس لئے کہ بندہ کے ذمہ احباب نے عرفات میں دعا طے فرمائی ہے۔ اللہ اس کتاب کو ہر قسم کی خیر عطا فرمائے (آمین)

اللہ کی رضا کا طالب
محمد یونس پالن پوری
۹ رذی الحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء

فہرست عنوانات



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

الحمد لله الذى أنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له وأشهد أن سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله أرسله اللّٰہ شاهداً ومبشرا ونذيراً وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

امابعد! حق تعالیٰ شانہ نے ہمارے نبی خاتم الانبیاء، سید الانبیاء، امام الانبیاء، محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، نہ یہ کہ صرف آپ انسان و جنات کے لئے رحمت ہیں بلکہ عالم سماء، عالم ارض، عالم بر و بحر، عالم حیوانات و جمادات و نباتات غرض یہ کہ سارے عالموں کے لئے آپ ﷺ کی ذات مبارک رحمت ہے، آپ ﷺ جو دین لے کر آئے وہ بھی رحمت ہے، جو زندگی گزارنے کے لئے مبارک اور آسان طریقے سکھائے وہ بھی سب کے لئے رحمت ہیں، جو کوئی ان طریقوں کو اپنے سینے سے لگائے گا وہ سب کے لئے رحمت بنے گا، عورت اپنے شوہر کے لئے، مرد اپنی بیوی کے لئے، ماں باپ اولاد کے لئے، اولاد ماں باپ کے لئے، ہر ایک اپنے خاندان کے لئے اور ساری انسانیت کے لئے رحمت بن سکتا ہے بشرطیکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے دین پر چلے، اور وہ دین مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے سارے شعبوں اور اجزاء پر مشتمل ہے جس میں عقائد بھی ہیں، عبادات بھی، معاملات، لین دین کے طریقے، اور معاشرت، رہن سہن، گھریلو زندگی کے طریقے بھی، اور اخلاق اور احسان

اور حسن سلوک کے طریقے بھی ہیں، یہ انسانوں کی غلط فہمی ہے کہ دین صرف عبادات، نماز، روزہ، زکوۃ، حج کا نام ہے، بلاشبہ یہ اسلام کے اہم ارکان ہیں لیکن دین صرف ان میں منحصر نہیں، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ترجمہ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا) اللہ تعالی کا مطالبہ انسانوں سے کامل دین میں داخل ہونے کا ہے، ارشاد باری عزّ اسمہ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ ترجمہ (اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ) بلکہ دین کے رنگ میں رنگ جانا مقصود ہے، ارشاد خداوندی ہے: ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ﴾ ترجمہ (ہمارے اوپر اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بہتر کون رنگ دینے والا ہے اور ہم تو اس کی بندگی کرنے والے ہیں)

بندہ کو یہ سطور لکھتے وقت میرے محسن و مشفق، مربی، عالم ربانی، حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہ یاد آرہے ہیں گویا میرے سامنے ہیں اور میں ان کو دیکھ رہا ہوں اور وہ فرمارہے ہیں جس کی دعوت زندگی بھر دیتے رہے کہ: اللہ تعالی کے وعدے دین کے سارے حصوں کے اختیار کرنے پر ہیں، دین کے کچھ حصے زندگی میں ہوں اور کچھ حصے زندگی میں نہ ہوں اس پر دین کی وہ طاقت ظاہر نہیں ہوتی جو ساری طاقتوں کو زیر کردے، جب دین کے سارے حصے زندگی میں زندہ ہوتے ہیں تو دین کی وہ طاقت ظاہر ہوتی ہے جس نے قوم عاد کی طاقت کو زیر کردیا تھا، اور فرعون کی طاقت جس پر زیر ہوئی تھی، اور جس نے قیصر و کسری کی طاقت کو مغلوب کیا تھا اور اخیر زمانے میں اس پورے دین پر دجال و یاجوج ماجوج کی طاقت زیر ہوگی، جس کی خبر حضرت رسول اکرم ﷺ نے دی ہے، اور میرے حضرت مولانا جس وقت ممبر پر یہ باتیں فرماتے تھے دل کی گہرائی میں اتر جاتی تھیں، اور حاضرین کے دلوں میں ایک امید پیدا

ہوجاتی تھی کہ ہمارا دین زبردست طاقت وقوت والا ہے، اور زندہ ہوکر رہے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ اس دین کی دعوت زندہ ہو اور دین کے سارے حصے زندہ ہوں، اور فرماتے تھے کہ جس دین کی طاقت پچھلے زمانے میں ظاہر ہوچکی اور اخیر زمانے میں بھی ظاہر ہوگی اس میں آج بھی وہ طاقت ہے، ہمارا دین بودا اور کمزور نہیں، قصور ہمارا ہے کہ ہم نے اس دین کو اپنی زندگی میں داخل نہیں کیا، اور مجمع میں بیان کے علاوہ انفرادی گفتگو میں بھی فرماتے تھے کہ مجھے بڑی فکر لگی رہتی ہے کہ یہ پورا دین مسلمانوں کی زندگی میں کیسے آئے، اور فرماتے جب پورا دین زندہ ہوگا تو اس کی مثال اس پھل دار درخت کی سی ہوگی جس کی جڑ مضبوط اور شاخیں بلندیوں پر ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ترجمہ (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی اچھی تمثیل کلمہ طیبہ کی بیان کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ خوب مضبوط ہے اور اس کی شاخیں خوب اونچائی میں جارہی ہیں وہ اپنا پھل ہر فصل میں اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا رہتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے تمثیلات اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ خوب سمجھ لیں) پھر اس درخت کے سائے میں غیر مسلم بھی بیٹھیں گے اور ان کی جانیں اور مال بھی محفوظ ہونگے اور دنیا میں امن وامان قائم ہوگا، اور فرماتے کہ دین میں قانونی حکم بھی ہیں جو ہر حال میں کرنے ہی ہیں اور اخلاقی حکم بھی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ ترجمہ (یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا اور احسان کرنے کا) عدل قانونی حکم کا نام ہے اور احسان اخلاقی حکم کا نام ہے۔ ہمارے دین میں غیر مسلم کے ساتھ بھی ہمدردی اور حسن سلوک کا حکم ہے، اس کو بہت سی مثالوں سے سمجھاتے اور فرماتے کہ یہ دین اس وقت زندہ ہوتا ہے جب ہر

مسلمان جان و مال لگا کر ترتیب نبوی پر محنت کرے، اور یہ فرماتے کہ میرا یہ لفظ یاد رکھنا، ترتیب نبوی پر محنت شرط ہے۔ پھر اس ترتیب نبوی کی تفصیل خوب سمجھاتے، تین تین گھنٹے کے بیانات بھی سنے، کبھی چار گھنٹے کا بیان بھی سنا، لیکن پھر بھی طبیعت اکتاتی نہیں تھی، اور دل چاہتا کہ ابھی تو وقت بہت کم گذرا ہے دل میں دعا کرتا رہتا اے اللہ! مولانا اور بھی بولیں اور بولتے ہی چلے جائیں۔

میرے حضرت مولانا کی باتوں میں ایک نورانیت تھی، ایک حلاوت تھی، ایک لذت تھی، روحانیت سے بھرپور بیان ہوتا، ایک خاص بات یہ تھی کہ ہر طبقہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ بیان میرے ہی لئے ہے، عام فہم الفاظ استعمال فرماتے کہ ایک دیہات کا رہنے والا بے پڑھا لکھا سمجھ لے، اور گہرا اتنا کہ علماء بھی حیران رہ جاتے، بیان کے بعد اکابر علماء سے انتہائی تواضع اور طلب سے پوچھتے آپ نے میرا بیان سنا کوئی غلطی ہو تو بلا تکلف فرمائیں، اور کبھی خوف خدا سے رو پڑتے لاکھوں کا مجمع بیان سنتا ہے مجھ سے ایسی غلطی نہ ہو جائے جس پر اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ ہو جائے، بیان سے پہلے بھی رو رو کر دعا مانگتے خوب دیکھا، اخیر عمر میں تو رقت بہت طاری ہو گئی تھی، بہر کیف! کہاں سے کہاں نکل گیا، کیا کروں لکھنے پر مجبور تھا اور بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے، غرض یہ کہ حضرت مولانا نے دین کے سارے حصوں کے زندگی میں لانے کی ترغیب دی تھی۔

اب ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یونس پالن پوری زید مجدہ نے ضرورت سمجھی کہ دین کے ان حصوں کو کھولا جائے، جس میں خاص کر معاشرت کا اہم باب ہے، چنانچہ مولانا محمد یونس زید مجدہ نے یہ کتاب لکھی ''مدنی معاشرہ'' (یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ) جو درحقیقت ان کے والد نور اللہ مرقدہ کی تمنا کو پورا کرنے کی ایک عملی شکل ہے۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمہ اللہ جب مجھے اور حضرت مولانا محمد یونس زید مجدہ کو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے

تو بہت خوش ہوتے اور مجھ سے بعد میں پوچھتے کیا بات کر رہے تھے، علمی، تبلیغی، دینی گفتگو سن کر بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ ایسے مذاکرے کرتے رہنا چاہئے، میرے حضرت مولانا رحمہ اللہ کتب دینیہ کے عاشق تھے اور فرماتے تھے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نہ لکھتے تو ہمیں یہ مبارک احادیث کیسے معلوم ہوتیں، اکابر تبلیغ نے بھی باوجود انتہائی مشغولیت کے کتابیں لکھی ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی کتابیں معروف ومشہور ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کی کتابیں امانی الاحبار، حیاۃ الصحابہ معروف ہیں، اور عربی حیاۃ الصحابہ پر میرے شیخ حضرت مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ کی تعلیق بھی ہے، اور مشکوۃ شریف کے منتخب ابواب بھی حضرت جی ثالث رحمہ اللہ کی ترتیب ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا محمد یونس زید مجدہ نے کردیا ہے، مجھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمہ اللہ کا یہ جملہ یاد آتا ہے عثمان! یہ نہ سمجھنا کہ یہ کتابیں بے کار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ایک ایک سطر کو ان شاء اللہ اس دعوت کی مبارک محنت کے ذریعہ زندہ کرے گا چنانچہ آج اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے، اور خوبی کی بات یہ ہے کہ اس کتاب ''مدنی معاشرہ'' کا کچھ حصہ خود اس شہر مبارک مدینہ منورہ اور مبارک مسجد مسجد نبوی میں ترتیب دیا گیا جس مبارک مسجد سے اور مبارک شہر سے یہ معاشرت سارے عالم میں پھیلی تھی، اور بندہ کی یہ سطریں بھی اسی جگہ لکھی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک شہر اور جوار رسول ﷺ کی برکتیں اس میں شامل فرما کر قبول فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

راقم السطور

بندہ محمد عثمان بن محمد کبیر احمد،

مقیم مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہر زمانہ میں انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اپنے احکامات لوگوں تک پہنچانے کے لئے ان مقدس لوگوں کو واسطہ بنایا، سب سے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی بابرکت ذات کو مبعوث فرمایا اور خود حضور اکرم ﷺ کی زبانی اعلان کروایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں) (الاعراف آیت ۱۵۸)

پھر حضور ﷺ نے دنیا میں آکر زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ بتایا، یعنی انسان اپنی دینی و دنیوی ضرورتیں کس طرح پوری کرے اسکا راستہ بتایا، یہی راستہ سنت کہلاتا ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب آیت ۲۱) ترجمہ: (تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ایک عمدہ نمونہ ہے) اب وہ طریقہ کیا ہے، اور وہ سنتیں کیا ہیں، اس موضوع پر ہزاروں نے قلم اٹھایا ہے اور بہت سی کتابیں وجود میں آئیں جن سے امت کا ہر طبقہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔

ان ہی کتابوں کے مطالعہ کے دوران بندہ نے کچھ مواد جمع کرنا شروع کیا، پھر کچھ عرصہ میں اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا تو اس کو کتابی شکل دینے کا داعیہ پیدا ہوا لیکن

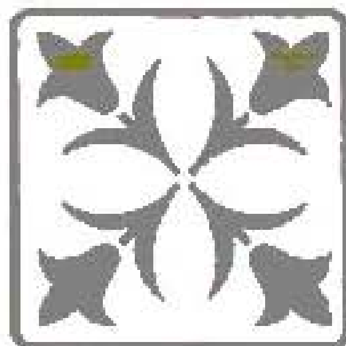
کتابی شکل دینے میں کچھ امور کی ضرورت تھی، ایک تو احادیث کے حوالوں کی ضرورت تھی، دوسرے یہ کہ ان بکھرے ہوئے مضامین کو ترتیب دینے کی ضرورت تھی، چونکہ میں اپنی مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکتا تھا اس لئے یہ کام بندہ کے بیٹے مفتی محمد حذیفہ سلمہ نے انجام دیا۔ احادیث کی تخریج بھی کی، مضامین کی ترتیب بھی دی، اور غائر نظر سے از اول تا آخر کتاب کا مطالعہ بھی کیا، (اللہ جل شانہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور سعادت دارین سے نوازے! آمین) اس طرح یہ کتاب طویل عرصہ میں مکمل ہوئی، جو اب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے یہ مدنی معاشرہ کا پہلا حصہ ہے اور اس کے دوسرے حصہ پر کام ہورہا ہے ان شاء اللہ عنقریب وہ بھی آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میری نجات اخروی کا سبب بنادے اور میری زندگی کے ہر سانس کا کفارہ بنادے! آمین یارب العالمین۔

اللہ کی رضا کا طالب

محمد یونس پالن پوری

۱۱/رجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵/جولائی ۲۰۰۸ء



کھانے پینے کے متعلق اسلامی تعلیم

فرمایا رحمت کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ:

① کھانے کی برکت ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا)

(ترمذی کتاب الطعام، باب ما جاء فی الوضوء قبل الطعام وبعده-١٨٤٦)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیجئے، طہارت اور نظافت کا تقاضا ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو۔

② بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

(بخاری کتاب الاطعمة-٥٣٧٦، مسلم کتاب الاشربة)

حدیث کی دعا: بسم اللّٰه وَعَلٰی بَرَكَةِ اللّٰه پڑھ کر کھانا شروع کیجئے اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم اللّٰہ اوّلہٗ و آخرہٗ کہہ لیجئے۔ یاد رکھئے جس کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے لئے جائز کر لیتا ہے۔

③ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ (بخاری کتاب الاطعمة-٥٣٧٦)

④ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھایئے۔ ضرورت پڑنے پر بائیں ہاتھ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

⑤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (یعنی برتن کے چاروں طرف ہاتھ نہ مارو اپنی طرف سے کھاؤ)(ترمذی-١٨٤٨، بخاری-٥٣٧٦، مسلم-٥٢٦٩)

⑥ بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھاؤ نہ پیو کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔(مسلم-٥٢٦٧)

⑦ جو شخص کسی برتن میں کھانا کھائے پھر اُسے صاف کرے تو اس کے لئے

برتن استغفار کرتا ہے۔(ابن ماجه، ابواب الاطعمة- ٣٢٧١)

⑧ جب تمہارے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو جو (تنکا وغیرہ) لگ جائے اُس کو ہٹا کر لقمہ کھالو اور شیطان کے لئے مت چھوڑو۔ جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لو تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔(مسلم-٥٣٠١)

⑨ برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ بلکہ کناروں سے کھاؤ کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔(ترمذی-١٨٠٥)

⑩ پلیٹ میں اپنی طرف کے کنارے سے کھایئے، دوسروں کی طرف سے نہ کھایئے۔

⑪ آپس میں ایک ساتھ مل کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ کیونکہ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔(ابو داؤد-٣٧٦٤)

⑫ جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اُتار دو اس سے تمہارے قدموں کو آرام ملے گا۔(دارمی)

⑬ پانی اونٹ کی طرح ایک سانس میں مت پیو بلکہ دو تین سانس میں پیو۔

⑭ اور جب پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب پی کر منہ سے برتن ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔(ترمذی-١٨٨٥، باب ما جاء في التنفس في الاناء)

⑮ دستر خوان اُٹھانے سے پہلے نہ اُٹھو۔

⑯ اگر کسی دوسرے شخص کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو تو جب تک وہ کھاتا رہے اپنا ہاتھ نہ روکو اگرچہ پیٹ بھر چکا ہو، تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو۔ اگر کھانا چھوڑنا بھی ہو تو عذر کر دو۔(ابن ماجه، باب النهي ان يقام عن الطعام حتى يرفع ... الخ - ٣٢٩٥)

⑰ مشکیزے میں منہ لگا کر مت پیو (بخاری، باب الشرب من فم السقاء - ٥٦٢٧) لوٹے، گھڑے، صراحی یا بوتل وغیرہ کو منہ لگا کر پینا بھی اسی ممانعت میں

داخل ہے۔ آج کل کے مشروبات پیپسی وغیرہ وغیرہ اسی ممانعت میں داخل ہے، گلاس میں ڈال کر پیجئے۔

⑱ برتن میں نہ سانس لو نہ پھونک مارو۔

(ترمذی-۱۸۸۸، باب ما جاء فی کراھیة النفخ فی الشراب)

⑲ کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہ ماریئے۔ اندر سے آنے والا سانس گندا اور زہریلا ہوتا ہے۔

⑳ کھڑے ہو کر مت پیو۔ (ترمذی-۱۸۷۹)

㉑ برتن میں پھٹی ٹوٹی جگہ منہ لگا کر نہ پیو۔

(ابوداؤد، باب فی الشرب من ثلمة القدح-۳۷۲۲)

㉒ جلتا اُبلتا کھانا جس سے ہاتھ منہ جلے اور زبان جلے، اُس کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ایسے کھانے کو تھوڑی دیر ڈھک کر رکھ دیا جائے، جب اُس کی وہ حرارت ختم ہو جائے تب اُس کے کھانے کا ارادہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کرنا برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور یہ بات صحیح ہے اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

㉓ کھانے کے لئے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیے، خاکساری کے ساتھ اُکڑوں بیٹھیے یا دوزانو ہو کر بیٹھیے یا ایک گھٹنا بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیے، خدا کے رسول ﷺ اسی طرح بیٹھتے تھے۔ (بخاری. باب الاکل متکئا. ۵۳۹۸)

㉔ ہمارے پیارے رسول ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔

(بخاری، باب الاکل متکئا-۵۳۹۸)

㉕ تین انگلیوں سے کھایئے اور اگر ضرورت ہو تو چھنگلی چھوڑ کر چار انگلیوں سے کام لیجئے۔ اور انگلیاں جڑوں تک سا نے سے پرہیز کیجئے۔

㉖ نوالہ نہ زیادہ بڑا لیجئے اور نہ زیادہ چھوٹا اور ایک نوالہ نگلنے کے بعد ہی دوسرا نوالہ منہ میں دیجئے۔

㉗ روٹی سے انگلیاں ہرگز صاف نہ کیجئے، یہ بڑی بے ادبی اور رزق کی

توہین ہے۔

(۲۸) روٹیوں کو جھاڑنے اور پٹکنے سے بھی پرہیز کیجئے۔

(۲۹) نوالہ گر جائے تو اُٹھا کر صاف کر لیجئے یا دھو لیجئے اور کھا لیجئے۔

کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیئے۔ پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا، دل کو بھایا تو کھالیا، پسند نہ آیا تو چھوڑ دیا۔

(بخاری، باب ما عاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم طعاما - ۵۴۰۹)

(۳۰) کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجئے۔

(۳۱) کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجئے۔

(۳۲) بلا ضرورت کھانے کو نہ سونگھئے۔ یہ بری عادت ہے، کھانے کے دوران نہ بار بار اس طرح منہ کھولیے کہ چبتا ہوا کھانا نظر آئے اور نہ بار بار منہ میں اُنگلی ڈال کر دانتوں میں سے کچھ نکالیے۔ اس سے دستر خوان پر بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہے۔

(۳۳) کھانا بھی بیٹھ کر کھایئے اور پانی بھی بیٹھ کر پیجئے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں اور پانی بھی پی سکتے ہیں۔

(۳۴) پلیٹ میں جو کچھ رہ جائے اگر رقیق ہو تو پی لیجئے ورنہ انگلی سے چاٹ کر پلیٹ صاف کر لیجئے۔

(۳۵) پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پیجئے۔ اس سے پانی بھی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور آسودگی بھی ہو جاتی ہے اور یکبارگی پورے برتن کا پانی پیٹ میں اُنڈیل لینے سے کبھی کبھی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

(۳۶) کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجئے اور پھر ہاتھ دھو لیجئے۔

(۳۷) پھل وغیرہ کھا رہے ہوں تو ایک ساتھ دو - دو عدد یا دو - دو قاشیں نہ اُٹھایئے۔

(۳۸) لوٹے کی ٹوٹی یا صراحی یا اسی طرح کی دوسری چیزوں سے پانی نہ پیجئے۔

ایسے برتن میں پانی لے کر پیجئے جس میں پیتے وقت منہ میں جانے والا پانی نظر آئے تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پیٹ میں نہ جائے۔

(۳۹) کھانے سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔

"حمد وثنا اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا"

(ابو داؤد، باب ما یقول الرجل اذا طعم - ۳۸۵۰)

(۴۰) جس کی دعوت کی گئی اور اُس نے قبول نہ کی تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی (ابو داؤد، کتاب الاطعمة - ۳۷۴۱)

(۴۱) اور جو شخص بغیر دعوت کے (کھانے کے لئے) داخل ہو گیا وہ چور بن کر اندر گیا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابو داؤد، کتاب الاطعمة - ۳۷۴۱)

فرمایا رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین ﷺ نے کہ:

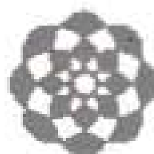
(۴۲) جب کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں جواب دو۔ وَعَلَیْكَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئك السلام)

(۴۳) مریض کی عیادت کی تکمیل یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا جائے اور تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل یہ ہے کہ مصافحہ کر لیا جائے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۳۱)

(۴۴) جب دو مسلمان ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ضرور ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۲۷)



مجلس کے متعلق اسلامی تعلیم

فرمایا معلم انسانیت سرورِ کائنات ﷺ نے کہ:

(۱) مجلسیں امانت ہیں یعنی مجلس میں جو باتیں سنیں ان کا دوسری جگہ نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے اور گناہ ہے۔

(ابو داؤد، باب فی نقل الحدیث - ٤٨٦٨)

(۲) کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جاؤ۔

(۳) اور بیٹھنے والوں کو چاہئے کہ آنے والوں کو جگہ دینے کے لئے مجلس کشادہ کرلیں (بخاری، باب اذا قیل لکم تفسحوا...الخ - ٦٢٧٠)

(۴) جب مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر آہستہ سے دو آپس میں باتیں نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا (بخاری، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث - ٦٢٨٨) کسی ایسی زبان میں باتیں کرنا جس کو تیسرا آدمی نہیں جانتا وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

(۵) کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھ جائے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراھیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنھما - ٢٧٥٢)

(۶) مجلس میں سب لوگ متفرق نہ بیٹھیں بلکہ مل مل کر بیٹھیں۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التحلق - ٤٨٢٣)

(۷) جب کوئی مسلمان بھائی تمہارے پاس آئے تو جگہ ہونے کے باوجود اس کے اکرام کے لئے ذرا سا کھسک جاؤ۔ (بیہقی)

(۸) ہر چیز کا سردار ہوتا ہے اور مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے۔ (طبرانی)

چھینک اور جمائی کے وقت اسلامی تعلیم

فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ:

① جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

② اور جواب میں اس کا ساتھی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔

③ اور چھینکنے والا یَھْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب اذا عَطَسَ کیف یشمت – ٦٢٢٤)

④ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو ہاتھ یا کپڑے سے چہرۂ مبارک ڈھانک لیتے تھے اور چھینک کی آواز بلند نہ ہونے دیتے تھے۔

(ترمذی، کتاب الادب – ٢٧٤٥)

⑤ اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جب تم کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر روک لو کیونکہ جمائی کے سبب منہ کھل جانے سے شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

(ابو داؤد، باب فی التثاءب – ٥٠٢٦)

⑥ اور ایک حدیث میں ہے کہ جمائی آئے تو ''ہا'' کی آواز نہ نکالو، اس سے شیطان ہنستا ہے۔

(ابو داؤد–٥٠٢٨، بخاری، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاءب – ٦٢٢٣)

عورتوں اور لڑکیوں کے لئے مخصوص اسلامی تعلیم

① مردوں سے علیحدہ ہو کر چلیں۔

② راستوں کے درمیان سے نہ گزریں بلکہ کناروں پر چلیں۔

③ چاندی کے زیور سے کام چلانا بہتر ہے۔

④ جو عورت شان (بڑائی) ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی تو

عذاب ہوگا(ابو داؤد، کتاب الخاتم - ۴۲۳۸)

⑤ عورت کو اپنے ہاتھ میں مہندی لگاتے رہنا چاہئے۔

(ابو داؤد، باب فی الخضاب للنساء کتاب الترجل)

⑥ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عورت کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نہ آئے (یعنی بہت معمولی خوشبو ہو)(ترمذی، کتاب الادب - ۲۷۸۶)

⑦ باریک کپڑے نہ پہنیں۔

⑧ اگر دوپٹہ باریک ہو تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں۔

(ابو داؤد، باب فی لبس القباطی للنساء - ۴۱۱۶)

⑨ بجنے والا زیور نہ پہنیں۔ (ابو داؤد، باب ما جاء فی الجلاجل)

⑩ جو عورتیں مردوں کی شکل وصورت اختیار کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

(ابو داؤد، باب فی لباس النساء - ۴۰۹۷)

استنجے کے متعلق اسلامی آداب

فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ:

① جب پاخانہ جاؤ تو پیشاب کے مقام کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوؤ۔

(ترمذی - ۱۵)

② اور استنجاء داہنے ہاتھ سے صاف نہ کرو۔(ترمذی-۱۵)

③ بڑا استنجاء تین پتھروں (یا تین ڈھیلوں) سے کرو(ابو داؤد، باب الاستنجاء بالاحجار) اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔(ابو داؤد، باب الاستنجاء بالماء)

④ جب پاخانہ جاؤ تو قبلہ رُخ ہوکر اور قبلہ کی طرف کو پشت کر کے نہ بیٹھو۔

(بخاری - ۱۴۴)

⑤ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لئے (مناسب) جگہ تلاش کر

لو (ابو داؤد، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ - ۱) مثلاً پردہ کا دھیان کرو اور ہوا کے رُخ پر نہ بیٹھو۔

⑥ ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہیں پیشاب نہ کرو (بخاری، باب البول فی الماء الدائم - ۲۳۸) جیسے تالاب، حوض وغیرہ۔

⑦ غسل خانے میں پیشاب نہ کرو کیونکہ اکثر وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ (ابو داؤد، باب فی البول فی المستحم - ۲۷)

⑧ کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرو۔

(ابو داؤد، باب النہی عن البول فی الجحر - ۲۹)

⑨ پاخانہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کرو۔ (مسند احمد)

⑩ پانی کے گھاٹوں پر، راستوں میں، سایہ کی جگہوں میں (جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں) پاخانہ نہ کرو (ابو داؤد، باب المواضع التی نہی عن البول فیہا - ۲۶)

⑪ بسم اللہ کہہ کر پاخانہ میں داخل ہو، کیونکہ بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرم کی جگہوں کے درمیان آڑ ہے۔ (ترمذی)

⑫ لید اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو۔ (ترمذی-۱۸)

⑬ ندی، نہر کے گھاٹ پر، عام راستوں پر اور سایہ دار مقامات پر قضائے حاجت کے لئے نہ بیٹھئے اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور ادب و تہذیب کے بھی خلاف ہے۔

⑭ جب پاخانہ جانا ہو تو جوتا پہن کر اور سر کو ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپ کر جایئے اور جاتے وقت یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ.

(بخاری، باب مایقول عند الخلاء، کتاب الوضوء - ۱۴۲ و مسلم)

"خدایا تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں سے، ان شیطانوں سے بھی جو مذکر ہیں

اوران سے بھی جو مؤنث ہیں۔

اور جب پاخانے سے باہر آئیں تو یہ دُعاء پڑھیئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

ابن ماجه، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء – ۳۰۱)

"خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی ہے اور مجھے عافیت بخشی"

متفرق آداب

① اکڑ مکڑ کر اتراتے ہوئے نہ چلو۔ (قرآن شریف، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۷)

② کوئی مرد عورتوں کے درمیان نہ چلے۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال – ۵۲۷۳)

③ بیچ میں ایک دن چھوڑ کر کنگھا کیا کرو یعنی روزانہ کنگھے کا شغل پسند نہیں فرمایا۔ (ترمذی، کتاب اللباس-۱۷۵۶)

④ اللہ تعالیٰ کو صفائی ستھرائی پسند ہے لہٰذا اپنے گھروں سے باہر جو جگہیں خالی پڑی ہیں ان کو صاف رکھا کرو۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب النظافة – ۲۷۹۹)

⑤ اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا (یا جاندار کی تصویر ہو) (بخاری، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة – ۵۹۶۰)

⑥ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور اندر سے پوچھے کون ہے تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام بتادو۔ (بخاری، کتاب الاستیذان – ۶۲۵۰)

⑦ چھپ کر کسی کی بات نہ سنو۔ (مسلم-۲۵۳۶)

⑧ جب کسی کو خط لکھو تو شروع میں اپنا نام لکھ دو۔

(ابوداؤد، کتاب الادب – ۵۱۳۴)

⑨ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے اجازت لے لو پھر اندر جاؤ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان – ۶۲۴۶)

⑩ اور اجازت سے پہلے اندر نظر بھی نہ ڈالو۔

(بخاری، کتاب الاستیذان - ٦٢٤١)

⑪ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان - ٦٢٤٥)

⑫ اور اجازت لیتے وقت دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہو بلکہ دائیں بائیں کھڑے ہو جاؤ۔(ابو داؤد، کتاب الاستیذان، ٥١٧٤)

⑬ اپنی والدہ کے پاس جانا ہو تو بھی اجازت لے کر جاؤ۔(مالک)

⑭ کسی کی چیز مذاق میں لے کر نہ چل دو۔(ابو داؤد، کتاب الادب-٥٠٠٣)

⑮ ننگی تلوار (جو نیام سے باہر ہو) دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہ دو۔(ابو داؤد، کتاب الجهاد - ٢٥٨٨) اسی طرح چاقو، چھری وغیرہ کھلی ہوئی کسی کو نہ پکڑاؤ، اگر ایسا کرنا پڑے تو اس کے ہاتھ میں دستہ دے دو۔

⑯ زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ اس کا اُلٹ پھیر اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

(مسلم، کتاب الالفاظ من الادب-٥٨٦٢)

⑰ ہوا کو برا مت کہو۔(ابو داؤد، باب ما یقول اذا هاجت الریح-٥٠٩٧)

⑱ بخار کو بھی برا کہنا منع ہے۔(ابن ماجہ)

⑲ جب چھوٹے بچے کی زبان چلنے لگے تو اسے پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہلاؤ۔

(حصن حصین)

⑳ اور سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ اور نماز پڑھنے کا حکم دو۔

㉑ اور جب اولاد دس سال کی ہو جائے تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو(ترمذی ، کتاب الصلاة باب متی یؤمر الصبی بالصلاة-٤٠٧)

㉒ جب شام کا وقت ہو جائے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب رات کا کچھ ابتدائی حصہ گزر جائے تو

بچوں کو باہر جانے کی اجازت دے دو۔

(۴۳) اور رات کو اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور مشکیزوں کو تسموں سے باندھ دو۔

(۴۴) اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اگر ڈھانکنے کو کچھ بھی نہ ملے تو کم از کم برتن کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دو۔

(بخاری، مسلم، کتاب الاشربة - ۵۲۵۰)

ایک روایت میں برتنوں کے ڈھانکنے اور مشکیزوں کو تسمہ لگانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ (یعنی عمومی مرض، طاعون وغیرہ) یہ وبا جس ایسے برتن پر گزرتی ہے جس پر ڈھکن نہ ہو یا ایسے مشکیزے پر جو تسمے سے بندھا ہوا نہ ہو تو اس وبا کا کچھ حصہ ضرور اس برتن اور مشکیزے میں نازل ہو جاتا ہے۔ (مسلم، کتاب الاشربة - ۵۲۵۵)

جب رات کو لوگوں کا چلنا پھرنا بند ہو جائے (یعنی راستوں اور گلی کوچوں میں آمدورفت بند ہو جائے) تو ایسے وقت میں باہر کم نکلو۔ اللہ جل شانہ انسانوں کے علاوہ اپنی دوسری مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ (یعنی شیاطین کو گھومنے کی آزادی دے دی جاتی ہے) جس کی وجہ سے وہ پھیل جاتے ہیں (مسند احمد ۳/۳۰۷ مستدرک الحاکم برقم ۱۵۸۴) ان باتوں کو یاد کرو بچوں اور بچیوں کو یاد کراؤ اور ان سب کو عمل میں لاؤ۔

کسی کا ہدیہ حقیر نہ جانو

ہدیہ لینے دینے میں بھی شیطان بہت سے رخنے ڈال دیتا ہے اور ایسی نفسانیت کی باتیں سمجھاتا ہے جو ہدیہ دینے سے باز رکھتی ہیں، چنانچہ بہت سی عورتوں پر یہ نفسانیت سوار ہو جاتی ہے اور کہتی ہیں کہ ذرا سی چیز کا کیا دینا؟ کسی کو کچھ دے تو ٹھکانے کی چیز تو

دے دو، جلیبی کیا بھیجیں کوئی کیا کہے گا؟ اس سے تو نہ بھیجنا ہی بہتر ہے۔

اسی طرح ہدیہ قبول کرنے میں بھی شیطان چھوٹائی بڑائی کا سوال سُجھا دیتا ہے، اگر کسی پڑوسن نے معمولی چیز ہدیہ میں بھیج دی تو کہتی ہیں کہ نگوڑی نے کیا بھیجا ہے، نہ اپنی حیثیت کا خیال کیا نہ ہماری عزت کا، بھیجنے میں شرم بھی نہ آئی۔ گویا بھیجنے کا شکریہ تو درکنار طعن و تشنیع کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے اور کئی کئی دن غیبتیں ہوتی رہتی ہیں اگر کئی سال کے بعد کسی بات پر اَن بن ہوگئی تو یہ بات بھی دہرائی جاتی ہے کہ تو نے کیا بھیجا تھا، ذرا سی کڑھی میں ایک پھلکی ڈال کر۔

قربان جایئے اس حکیم و معالج ﷺ کے جس کو خالقِ کائنات جل مجدہٗ نے دلوں کی بیماریوں سے آگاہ فرمایا، اور ساتھ ہی ان کے علاج بھی بتائے، معالج نے دکھتی رَگ پر ہاتھ رکھا اور اندر کا چور پکڑا اور فرمایا:

"کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لئے کسی چیز کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے"

(بخاری، کتاب الادب، باب لا تحقرن جارة لجارتها–٦٠١٧)

اللہ اللہ کیسا جامع جملہ ہے۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ حدیثِ بالا کے الفاظ سے دونوں طرح کا مطلب نکل سکتا ہے، دینے والی دیتے وقت کم نہ سمجھے جو میسر ہو دے دے اور جس کے پاس پہنچے وہ بھی حقیر نہ جانے خواہ کیسا ہی کم اور معمولی ہدیہ ہو۔

بطورِ مثال حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری کا کھر ہی ایک عورت دوسری عورت کے پاس بھیج سکتی ہو تو بھیجنے والی کم سمجھ کر رُک نہ جائے اور دوسری عورت اس کے قبول کرنے کو اپنی کسرِ شان نہ سمجھے۔ ہر چھوٹا بڑا ہدیہ بشاشت سے قبول کرو اور دل و زبان سے شکر ادا کرو۔ بھیجنے والی کے لئے دُعا کرو، اللہ سے اس کے لئے برکت کی دُعا مانگو۔

(اصلاحی مضامین، صفحہ ٨٦، جلد ١)

سچائی اختیار کرنے والوں کو بہت بڑی خوشخبری ہے

دین اسلام میں صدق یعنی سچائی کی بہت بڑی اہمیت ہے، سورۂ زمر میں ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

(سورۂ زمر، آیت:۳۳)

"اور جو شخص سچ لے کر آیا اور سچ کی تصدیق کی یہ لوگ متقی ہیں"

اس آیت میں سچائی اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں صفت تقویٰ سے متصف بتایا ہے۔ سورۂ حجرات میں فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ.

"بلاشبہ مؤمن وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں"

اس میں یہ بتا دیا کہ ایمان میں سچائی ہونا لازم ہے۔ اگر دین کی کسی بات کو نہ مانا یا عقائد دینیہ کے کسی عقیدہ میں شک کیا تو وہ لوگوں کے سامنے بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کر دے گا لیکن ایمان میں شک ہونے کی وجہ سے اللہ کے ہاں مؤمن نہ ہوگا، بلکہ منافق ہوگا کیونکہ اس کے ایمان میں سچائی نہیں ہے۔ پھر عملی طور پر بھی ایمان کے تقاضوں کو پورا کر کے دکھانا لازم ہے، اللہ کی راہ میں مالوں سے، جانوں سے جہاد کریں، اور یہ سب کچھ دل کی گہرائی سے پوری سچائی کے ساتھ ہو۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے نہ جان جانے کی پرواہ ہو نہ مال خرچ ہونے سے نفس میں کوئی ہچکچاہٹ اور چبھن محسوس ہوتی ہو۔

جو بھی عمل کریں اس میں نیت کی سچائی ہو یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو، بندوں کو معتقد بنانا، ان سے تعریف کروانا، اعمالِ صالحہ کے ذریعہ دنیا طلب کرنا اور مال حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ جیسی عبادت مخلوق کے سامنے کرے جو خالص اللہ کے لئے ہو ایسی ہی عبادت تنہائی میں کرے۔ ایسا نہ کرے کہ لوگوں کے سامنے لمبی اور اچھی نماز پڑھے اور تنہائی میں نماز پڑھے تو جلدی جلدی نمٹا دے۔ نہ رکوع وسجدہ ٹھیک ہو، نہ تلاوت صحیح ہو، نہ خشوع وخضوع ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب بندہ ظاہر میں نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے اور پھر علیحدہ تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تب بھی اچھی طرح نماز پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا (کہ سچ مچ یہ میرا بندہ ہے) (رواہ ابن ماجہ، کما فی المشکوۃ، صفحہ ٤٥٥)

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک صاحب جو بزرگ سمجھے جاتے تھے، اپنے ایک لڑکے کے ساتھ بادشاہ کے یہاں مہمان ہوئے، وہاں اُنہوں نے نماز لمبی پڑھی اور کھانا کم کھایا، جب واپس گھر آئے تو اہل خانہ سے کھانا طلب کیا۔ لڑکے نے کہا کہ ابا جان نماز بھی دوبارہ پڑھئے کیونکہ جیسے وہاں کھانا کم کھانا اللہ تعالیٰ کے لئے نہ تھا ایسے ہی لمبی نماز بھی اللہ کے لئے نہ تھی۔

جب بندہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اسے ظاہر سے اور باطن سے اللہ کا ہی بندہ بننا لازم ہے۔ زبان سے اللہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ اور عملی طور پر دنیا کا بندہ، خواہشوں کا بندہ، دینار اور درہم کا بندہ، یہ شانِ عبدیت کو زیب نہیں دیتا۔ دعوائے بندگی میں سچا ہونا لازم ہے۔

جب دُعا کرے تو دُعا میں بھی سچائی ہونی چاہئے یعنی جب یوں کہے: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں تو پوری طرح متوجہ ہو کر حقیقی سائل بن کر سوال کرے، زبان سے دُعا کے الفاظ جاری ہوں، لیکن دل غافل ہو۔ اور یہ بھی پتہ نہیں

کہ کیا مانگ رہا ہے۔ یہ سچ اور سچائی کے خلاف ہے، جب اللہ سے مغفرت کی دُعا مانگے تو سچے دل سے حضور قلب کے ساتھ مغفرت طلب کرے، ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو یوں کہہ رہا ہو کہ میں مغفرت چاہتا ہوں لیکن دل اور کہیں لگا ہوا ہو، یہ صدق اور سچائی کے خلاف ہے۔ اسی لئے حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے فرمایا کہ اِسْتِغْفَارُنَا یُحْتَاجُ اِلَی اسْتِغْفَارٍ کَثِیْرٍ کہ "ہمارا استغفار کرنا بھی صحیح استغفار نہیں ہے، اس لئے بھی استغفار کی ضرورت ہے (ذکرہ ابن الجزری فی الحصن الحصین)

اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے اور سچی قسم کھائے، آئندہ کسی عمل کے کرنے پر قسم کھائے تو قسم کو پورا کرے (بشرطیکہ گناہ کرنے کی قسم نہ کھائی ہو) اسی طرح سے اگر کوئی نذر مانے تو وہ بھی پوری کرے، (شرط اس میں بھی وہی ہے کہ گناہ کی نذر نہ ہو) جب کسی نیک کام کرنے کا ارادہ اور وعدہ کرے تو سچا کر دکھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر غزوۂ بدر میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے، اس کا بہت رنج ہوا، کہنے لگے: افسوس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مشرکین سے جنگ کی اور میں اس میں شریک نہ ہوا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین سے قتال کرنے کا موقع دیا تو میں جان جوکھوں میں ڈال کر دکھادوں گا۔ آئندہ سال جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور اس میں مسلمان شکست کھا گئے تو اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ! میں مشرکین کے عمل سے برأت ظاہر کرتا ہوں اور یہ جو مسلمانوں نے شکست کھائی ان کی طرف سے معذرت پیش کرتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے اُحد سے ورے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کہا اور مشرکین سے بھڑ گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم میں تلواروں اور تیزوں کے اسّی (۸۰) سے کچھ اوپر زخم تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ، سورۂ الاحزاب، آیت: ۲۳ (مؤمنین میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا، جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور) (جلد ۵، صفحہ ۱۹۱، وعزاہ الی الترمذی والنسائی والبیھقی فی الدلائل و رواہ البخاری مختصراً جلد ۲، صفحہ ۷۰۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد سے فارغ ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مقتول پڑا ہوا دیکھا اور آیت: رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ تلاوت فرمائی۔

(در منثور، صفحہ ۱۹۱، جلد ۱، عن الحاکم و البیھقی فی الدلائل)

سچ اور جھوٹ اقوال میں منحصر نہیں، اعمال واحوال اور لباس اور دعاوی اور عزائم ان سب میں سچ اور جھوٹ کی شان پیدا ہوجاتی ہے۔ ہر مؤمن بندہ اپنی نگرانی کرے اور سچ ہی کو اختیار کرے اور ہر طرح کے جھوٹ سے بچے۔ جو شخص عالم نہ ہو طرزِ گفتگو سے ظاہر نہ کرے کہ میں عالم ہوں۔ اگر کوئی شخص عالم بھی ہو اور مسئلہ معلوم نہ ہو تو اٹکل سے مسئلہ نہ بتائے۔ کیونکہ اس میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں جانتا ہوں اور یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھر اٹکل سے بتانے میں غلطی ہوجاتی ہے اس میں اپنا بھی نقصان ہے اور سوال کرنے والے کو بھی دھوکہ دینا ہے اور گمراہ کرنا ہے۔

اگر کسی کے پاس مال یا علم وعمل کا کمال نہ ہو تو اپنی حقیقی حالت کے خلاف ظاہر نہ کرے، کیونکہ یہ صدق وسچائی کے خلاف ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے اگر میں جھوٹ موٹ (اسے جلانے کے لئے) یوں کہہ دوں کہ شوہر نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور حقیقت میں نہ دیا ہو تو کیا اس میں کچھ گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ

۲۸۱، از: بخاری، کتاب النکاح باب المتشبع بما لم ینل... الخ –۵۲۱۹ و مسلم)
کہ جس شخص نے جھوٹ موٹ یہ ظاہر کیا کہ مجھے یہ چیز دی گئی ہے حالانکہ وہ اسے نہیں دی گئی اس کی ایسی مثال ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لئے۔ (یعنی سر سے پاؤں تک وہ جھوٹا ہی جھوٹا ہو گیا) اس حدیث کا مفہوم بہت عام ہے ہر قسم کے جھوٹے دعویداروں کو شامل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی جانوں کی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

① جب بولو تو سچ بولو ② وعدوں کو پورا کرو ③ جو امانتیں تمہارے پاس رکھی جائیں انہیں ادا کرو ④ اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرو ⑤ اپنی نظر کو نیچا کرو۔ ⑥ اپنے ہاتھوں کو (ظلم اور زیادتی سے) بچائے رکھو۔

(مشکوۃ المصابیح، صفحہ ٤١٥)

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے کہا، آ میں تجھے دے رہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اسے کچھ بھی نہ دیتی تو تیرے اعمال نامہ میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

(مشکوۃ المصابیح، صفحہ ٤١٦)

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو راضی کرنے کے لئے بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان برابر سچ اختیار کرتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرنے

کی فکر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اور جھوٹ ہی کے لئے فکر مند رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذّاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(رواہ البخاری، کتاب الادب باب قول اللّٰہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنو اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرے اندر چار خصلتیں ہوں تو ساری دنیا بھی تجھ سے جاتی رہے تو کوئی ڈر نہیں۔

① امانت کی حفاظت ② بات کی سچائی۔ ③ اخلاق کی خوبی۔ ④ لقمہ کی پاکیزگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۴۵)

صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی بھی ضرورت ہے، اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی فکر کریں، اُن کے ساتھ رہیں اور اُن کی کتابیں پڑھیں، کتاب بھی بہترین ساتھی ہے مگر کتاب معتبر ہو، اچھائی سکھاتی ہو اور معتبر علماء کی لکھی ہوئی ہو۔ سورۂ توبہ آیت: ۱۱۹ میں فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"

حضراتِ مفسرین کرام نے اس کا ایک مطلب تو یہ لکھا ہے کہ كُوْنُوْا مِثْلَهُمْ فِي الصِّدْقِ کہ جو سچے لوگ ہیں انہی کی طرح ہو جاؤ یعنی ایمان اور اعمال و اقوال میں صدق کو اختیار کرو اور صادقین کی راہ پر چلو اور دوسرا مطلب جو ظاہری الفاظ سے متبادر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

جو اچھوں کی صحبت اُٹھائے گا، اس میں خوبی پیدا ہوگی اور جو بُروں کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی چلی جائیں گی اور اس کا نفس انہی برائیوں سے مانوس

ہو جائے گا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ.

''صرف مؤمن کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا (یعنی طعام ضیافت) متقی کے سوا کوئی نہ کھائے'' (رواہ الترمذی، کتاب الزھد، باب صحبة المومن–۲۳۹۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، سوتم میں سے ہر شخص غور کرے کہ اس کی دوستی کس سے ہے؟ اگر اچھے لوگوں سے دوستی ہے تو وہ اچھا ہے اگر برے لوگوں سے دوستی ہے تو سمجھ لے کہ برا آدمی ہے۔

(رواہ الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث الرجل علی دین خلیله–۲۳۷۸)

پس ہر شخص کو معاشرت کے لئے اٹھنے بیٹھنے کے لئے، مسافرت کے لئے اور مصاحبت کے لئے اور مجالست کے لئے صادقین کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے، جیسے ساتھی ہوں گے ویسا ہی خود ہو جائے گا اور یہ ایسی چیز ہے جس کا عموماً مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سچوں کے ساتھ ہونے میں تقویٰ کی صفت سے بھی متصف ہوں گے کیونکہ تقویٰ کا حکم دینے کے بعد سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم دیا ہے۔

سورۂ مائدہ، آیت: ۱۱۹ میں فرمایا:

''قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝''

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی

اور خوش ہیں، یہ بڑی بھاری کامیابی ہے"
سچائی اختیار کرنے والوں کو بہت بڑی خوشخبری ہے جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنَ الصَّادِقِیْنَ
(اصلاحی مواعظ، صفحہ ۱۵۵-۱۶۰)

اولاد کی پرورش اس طرح کیجئے

① اولاد کو خدا کا انعام سمجھئے اور خوشی منایئے

اولاد کو خدا کا انعام سمجھئے، ان کی پیدائش پر خوشی منایئے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دیجئے۔ خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ استقبال کیجئے اور خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک بندے کی پرورش کی توفیق بخشی اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین و دنیا کا جانشیں چھوڑ جائیں۔

② اولاد نہ ہو تو خدا سے دعا کیجئے

اولاد نہ ہو تو خدا سے صالح اولاد کے لئے دُعا کیجئے، جس طرح خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لئے دُعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ۝ (آل عمران، آیت: ۳۸)

"میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما۔ بیشک تو دُعا کا سننے والا ہے"

③ اولاد کی پیدائش کو بوجھ نہ سمجھئے

اولاد کی پیدائش پر کبھی دل تنگ نہ ہو، معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ

سے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو اپنے حق میں ایک مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

(۴) اولاد کو ضائع کرنا بھیانک ظلم ہے

اولاد کو کبھی ضائع نہ کیجئے۔ پیدا ہونے سے پہلے یا پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کرنا بدترین سنگ دلی، بھیانک ظلم، انتہائی بزدلی اور دونوں جہاں کی تباہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

(الانعام، آیت: ۱۴۰)

''وہ لوگ انتہائی گھاٹے میں ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو ناسمجھی میں اپنی حماقت سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔''

اور خدا نے انسانی کوتاہ نظری کا دل نشین جواب دیتے ہوئے صاف صاف ممانعت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ، اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا. (بنی اسرائیل، آیت: ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم ہی تمھیں بھی رزق دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے''

ایک بار ایک صحابی نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: شرک پوچھا، اس کے بعد، فرمایا، تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔

(بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشیۃ ان یاکل معہ – ۶۰۰۱)

⑤ ولادت والی عورت کے پاس آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی مندرجہ ذیل دو آیتیں، سورۂ فلق، سورۂ ناس پڑھ کر دم کیجئے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَاۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۝ (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۵۵)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ و جاوید، نظامِ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ نہ وہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے۔ اس سے بھی وہ واقف ہے اور انسان اس کے علم میں سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جتنا علم وہ خود انسان کو دینا چاہے، اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی حفاظت و نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور صاحبِ عظمت ہے"

سورۂ اعراف کی دو آیتیں یہ ہیں:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةًؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝

(سورۃ الاعراف: آیات ۵۴ — ۵۵)

''حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اپنے تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، اُسی نے سورج، چاند اور تارے پیدا کئے جو اُس کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں، سن رکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے خدا سارے جہانوں کا مالک اور پروردگار۔ اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ٥ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ٥ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ٥ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ٥ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ٥

''تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی اور بدی سے اندھیرے کی جب سمٹ آئے اور بدی سے عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک ماریں اور بدی سے برا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے''

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ٥ مَلِكِ النَّاسِ٥ اِلٰهِ النَّاسِ٥ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ٥ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ٥

''تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی بدی سے اُس کی جو پھسلائے اور چھپ جائے وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں''

(۶) نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیے

ولادت کے بعد نہلا دُھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کان میں اذان و اقامت فرمائی۔ (طبرانی)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کے یہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ اُمُّ الصِّبْیَان کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابویعلیٰ، ابن سنی)

پیدا ہوتے ہوئے بچے کے کان میں خدا اور رسول کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے۔ علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''تحفۃ الودود'' میں فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی آواز پہنچے۔ اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل اسلام ہوگا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے۔ اذان اور اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادتِ الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔

⑦ نومولود کے لئے کسی مردِ صالح سے تحنیک کروایئے

اذان و اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوایئے اور بچے کے لئے خیر و برکت کی دُعا کروایئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعابِ مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لگا دیا۔ اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔

(مسلم، کتاب الآداب – ۵۶۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ تحنیک فرماتے اور اُن کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرتے۔

(مسلم – ۵۶۱۹)

﴿تحنیک کہتے ہیں کھجور وغیرہ کو چبا کر خوب نرم کر کے بچے کے تالو میں لگانے کو﴾

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اُس کی تحنیک کے لئے مکے کی کھجور منگوائی جو آپ کے گھر میں موجود تھی اور ایک نیک بی بی اُم علی رحمۃ اللہ علیہا سے تحنیک کے لئے درخواست کی۔

⑧ بچہ کے لئے بہتر نام تجویز کیجئے

بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کیجئے جو یا تو پیغمبروں کے نام پر ہو یا خدا کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا گیا ہو۔ جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا، اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔

(ابو داؤد، کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء-۴۹۴۸)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا کو تمہارے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو (مسلم، کتاب الاداب-۵۵۸۷-۵۵۹۸) اور (''مسلم-۵۵۸۶'') میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھو، میری کنیت پر مت رکھو۔

⑨ بچہ کا غلط نام رکھا ہے تو بدل کر اچھا نام رکھئے

اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اُس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غلط نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

(ابو داؤد باب فی تغیر الاسم القبیح - ۴۹۵۲)

حضرت زینب، ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، ان کا نام برّہ تھا۔ برّہ کے معنی ہیں پاکباز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا کہ خود ہی اپنی پاکبازی کا دَم بھرتی ہو۔ لوگوں نے کہا پھر کیا نام رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زینب نام رکھو۔

(ابو داؤد، باب فی تغییر الاسم القبیح-۴۹۵۳)

⑩ بچہ کا عقیقہ کیجئے اور مونڈے ہوئے بالوں کے برابر

سونا یا چاندی خیرات کیجئے

ساتویں دن عقیقہ کیجئے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کیجئے۔ لیکن لڑکے کی طرف سے دو بکرے کرنا ضروری نہیں ہے، ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں۔ اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال اُتروا کر اُس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔

(ترمذی، باب من العقیقة و باب ما جاء فی العقیقة و باب العقیقة بشاة)

ساتویں دن ختنہ بھی کرا دیجئے۔ لیکن کسی وجہ سے نہ کرائیں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرائیں۔ ختنہ اسلامی شعار ہے۔

⑪ بچہ جب بولنے لگے تو سب سے پہلے کلمہ سکھایئے

جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سکھایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سکھا دو۔ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو'' (ابن سنی)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے خاندان میں جب کسی بچہ کی زبان کھل جاتی تو آپ ﷺ اس کو سورۃ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے، جس میں توحید کی پوری تعلیم کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے:

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا○ (سورۂ فرقان، آیت ۲)

''وہ خدا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی موزوں تقدیر مقرر فرمائی'' (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱ / ۳۰۶)

⑫ ماں بچہ کو اپنا دودھ بھی پلاوے

بچے کو اپنا دودھ بھی پلایئے، ماں پر بچے کا یہ حق ہے، قرآن نے اولاد کو ماں کا بھی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ توحید کا درس، رسول ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلائے اور اس محبت کو اس کے قلب وروح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پرورش کی ذمہ داری بابا پر ڈال کر اپنا بوجھ ہلکا نہ کیجئے بلکہ اس خوشگوار دینی فریضہ کو انجام دے کر روحانی سکون اور سرور محسوس کیجئے۔

⑬ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے

بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری زندگی ذہن ودماغ پر چھایا رہتا ہے اور ایسے بچے بالعموم زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔

⑭ اولاد کو بات بات پر جھڑکنے سے سختی سے پرہیز کیجئے

اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے، جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے

اوران کی کوتاہیوں پر بے زار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے حکمت وسوز کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجئے، اور اپنے طرزِ عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہرحال غالب رکھئے کہ ان کی کوئی خلاف شرع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گے۔

⑮ اولاد کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کیجئے

اولاد کے ساتھ ہمیشہ، شفقت، محبت، نرمی کا برتاؤ کیجئے اور حسب ضرورت و حیثیت ان کی ضروریات پوری کر کے ان کو خوش رکھئے اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات اُبھاریئے۔

ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کہئے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہئے؟ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا:

امیر المؤمنین! اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہے، کمر کی ٹیک ہے، ہماری حیثیت ان کے لئے زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے اور ہمارا وجود ان کے لئے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم انہی کے ذریعہ بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو اُن کو خوب دیجئے اور اگر کبھی گرفتہ دل ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجئے۔ نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے، آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر نا قابل برداشت بوجھ نہ بنئے کہ وہ آپ کی زندگی سے اُکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں، آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، یہ حکیمانہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا:

احنف! خدا کی قسم جس وقت آپ میرے پاس آکر بیٹھے، میں یزید کے خلاف غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔

پھر جب حضرت احنف تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور یزید سے راضی ہو گئے اور اسی وقت یزید کو دو سو درہم اور دو سو جوڑے بھجوائے۔ یزید کے پاس جب یہ تحفے پہنچے تو یزید نے یہ تحفے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے سو درہم اور سو جوڑے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجوا دیئے۔

(۱۶) چھوٹے بچوں سے پیار کیجئے

چھوٹے بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیریئے، بچوں کو گود میں لیجئے، پیار کیجئے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجئے۔ ہر وقت تند خو اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہیے، اس طرزِ عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لئے والہانہ جذبۂ محبت بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے اندر خود اعتمادی بھی پیدا نہیں ہوتی اور ان کی فطری نشو و نما پر بھی خوشگوار اثر نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تعجب ہوا اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: اگر خدا نے تمہارے دل سے رحمت و شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (بخاری، باب رحمة الولد و تقبيله و معانقة-۵۹۹۷)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دَور میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کسی اہم عہدے پر تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے ان کے گھر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کچھ گراں گزری۔ امیر المؤمنین نے پیشانی کے اُتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے بولے۔ کہیے

آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے۔

عامر رضی اللہ عنہ کو موقع مل گیا۔ بولے امیر المؤمنین! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ سب اپنی اپنی جگہ دم سادھ کر چپ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے سوز کے ساتھ کہا:

''عامر رضی اللہ عنہ! آپ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے۔

⑰ اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے مزین کیجئے

اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لئے اپنی کوشش وقف کر دیجئے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیجئے یہ آپ کی دینی ذمہ داری بھی ہے، اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی بھی۔ قرآن میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (سورۂ تحریم، آیت: ۶)

''مومنو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے''

اور جہنم کی آگ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے بہرہ مند ہو اور اس کی زندگی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزر رہی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی ادب الولد– ۱۹۵۲)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا

ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقۂ جاریہ کر جائے، دوسرے یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔ تیسرے صالح اولاد جو باپ کے لئے دُعا کرتی رہے۔

(ابن ماجه، كتاب العلم باب ثواب معلم الناس)

دراصل اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات، دینی تعلیمات اور پیغامِ توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور مؤمن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لئے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

⑱ بچوں کو سات (۷) سال کا ہونے پر نماز سکھائیے

بچے جب سات (۷) سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز سکھائیے۔ نماز پڑھنے کی تلقین کیجئے اور اپنے ساتھ مسجد لے جا کر شوق پیدا کیجئے اور جب وہ دس (۱۰) سال کے ہو جائیں اور نماز میں کوتاہی کریں تو انہیں مناسب سزا بھی دیجئے اور اپنے قول وعمل سے ان پر واضح کر دیجئے کہ نماز کی کوتاہی کو آپ برداشت نہ کریں گے بہت زیادہ نہ ماریئے بلکہ مارنے میں گرمی نرمی دونوں ہونی چاہئے۔

⑲ دس (۱۰) سالہ بچوں کے بستر الگ الگ کر دیجئے

بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دیجئے اور ہر ایک کو الگ الگ چارپائی پر سلایئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات (۷) سال کے ہو جائیں اور نماز کے لئے ان کو سزا دو جب وہ دس (۱۰) سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو'' (ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة– ۴۹۵)

⑳ ہمیشہ بچوں کی طہارت و نظافت کا خیال رکھئے

بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھئے، ان کی طہارت، نظافت اور غسل وغیرہ کا خیال

رکھئے، کپڑے بھی پاک صاف رکھئے، البتہ زیادہ بناؤ سنگھار اور نمود و نمائش سے پرہیز کیجئے۔ لڑکی کے کپڑے بھی نہایت سادہ رکھئے اور زرق برق لباس پہنا کر بچوں کے مزاج خراب نہ کیجئے۔

(۲۱) دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب بیان نہ کیجئے

دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب نہ بیان کیجئے اور کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس لگانے سے بھی سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

(۲۲) بچوں کے سامنے بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجئے

بچوں کے سامنے کبھی بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجئے بلکہ اُن کی ہمت بڑھانے کے لئے اُن کی معمولی اچھائیوں کی بھی دل کھول کر تعریف کیجئے۔ ہمیشہ ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ یہ کارگاہ حیات میں اونچے سے اونچا مقام حاصل کرسکیں۔

(۲۳) بچوں کو دینی قصے اور قرآن خوش الحانی سے پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں

بچوں کو نبیوں کے قصے، صالحین کی کہانیاں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مجاہدانہ کارنامے ضرور سناتے رہیں۔ تربیت و تہذیب، کردار سازی اور دین سے شغف کے لئے اس کو انتہائی ضروری سمجھئے اور ہزار مصروفیتوں کے باوجود اس کے لئے وقت نکالئے اکثر و بیشتر ان کو قرآن پاک بھی خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایئے اور موقع بہ موقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پر اثر باتیں بھی بتایئے اور ابتدائی عمر ہی سے اُن کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

(۲۴) غریبوں کو صدقہ خیرات اپنے بچوں کے ہاتھوں دلوایئے

کبھی کبھی بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کچھ کھانا یا پیسے وغیرہ بھی دلوایئے تاکہ ان میں غریبوں کے ساتھ سلوک اور سخاوت و خیرات کا جذبہ پیدا ہو۔ اور کبھی کبھی یہ موقع بھی فراہم کیجئے کہ کھانے پینے کی چیزیں بہن بھائیوں میں خود ہی تقسیم کریں تاکہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی عادت پیدا ہو۔

(۲۵) بچوں کی بے جا ضد پوری نہ کیجئے

بچوں کی بے جا ضد پوری نہ کیجئے بلکہ حکمت کے ساتھ اُن کی یہ عادت چھڑانے کی کوشش کیجئے۔ کبھی کبھی مناسب سختی بھی کیجئے۔ بے جا لاڈ پیار سے اُن کو ضدی اور خودسر نہ بنایئے۔

(۲۶) چیخنے چلانے سے خود بھی پرہیز کیجئے اور بچوں کو بھی تاکید کیجئے

کرخت آواز سے بولنے اور گلا پھاڑ کر چیخنے چلانے سے خود بھی پرہیز کیجئے اور ان کو بھی تاکید کیجئے کہ درمیانی آواز میں نرمی کے ساتھ گفتگو کریں اور آپس میں بھی ایک دوسرے پر چیخنے چلانے سے سختی کے ساتھ بچیں۔

(۲۷) بچوں کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈلوایئے

بچوں کو عادت ڈالئے کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ ہر کام میں نوکروں کا سہارا نہ لیں۔ اس سے بچے کاہل، سست اور اپاہج بن جاتے ہیں۔ بچوں کو جفاکش، محنتی اور سخت کوش بنایئے۔

(۲۸) بچوں میں باہم لڑائی ہونے پر اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کیجئے

بچوں میں باہم لڑائی ہو جائے تو اپنے بچہ کی بے جا حمایت نہ کیجئے۔ یہ خیال رکھئے کہ اپنے بچہ کے لئے آپ کے سینے میں جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے

میں اپنے بچوں کے لئے ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے بچے کے قصوروں پر نگاہ رکھئے اور ہر پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ میں اپنے بچہ کی کوتاہی اور غلطی کی کھوج لگا کر حکمت اور مسلسل توجہ سے اُس کو دور کرنے کی پرسوز کوشش کیجئے۔

(۲۹) اولاد کے مابین ہمیشہ برابری کا سلوک کیجئے

اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری کا سلوک کیجئے اور اس معاملہ میں بے اعتدالی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کیجئے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچے کی طرف زیادہ میلان ہو تو معذوری ہے لیکن سلوک و برتاؤ اور لین دین میں ہمیشہ انصاف اور مساوات کا لحاظ رکھئے اور کبھی بھی کسی ایک کے ساتھ ایسا امتیازی سلوک نہ کیجئے جس کو دوسرے بچے محسوس کریں۔ اس سے دوسرے بچوں میں احساسِ کمتری، نفرت، مایوسی اور آخرکار بغاوت پیدا ہوگی اور یہ برے جذبات فطری صلاحیتوں کے پروان چڑھنے میں زبردست رکاوٹ اور اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے سمِ قاتل ہیں۔

ایک بار حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو ساتھ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک غلام تھا، وہ میں نے اپنے اس لڑکے کو بخش دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام بخشا ہے۔ بشیر رضی اللہ عنہ بولے، نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو تم واپس لے لو۔ اور فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا سلوک کرو۔ اب حضرت بشیر رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور نعمان سے اپنا دیا ہوا غلام واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر مجھے گناہ پر گواہ نہ بناؤ میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''پھر ایسا کام مت کرو'' (بخاری، کتاب الھدیہ-۲۵۸۶ و مسلم)

(۳۰) بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے

بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے ایک ہمہ وقتی خوش معلم ہے جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں۔ بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا: ''یہاں آ، میں تجھے چیز دوں گی''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا، پوچھا تم بچے کو کیا دینا چاہتی ہو''؟ والدہ بولیں میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ سے فرمایا: ''اگر تم دینے کا بہانہ کر کے بلاتیں اور بچے کے آنے پر کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا'' (ابو داؤد، باب التشدید فی الکذب - ۴۹۹۱)

(۳۱) لڑکی پیدا ہونے پر بھی خوشی منایئے، لڑکے کی طرح

لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منایئے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی خدا کا عطیہ ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے حق میں لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ لڑکی کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھانا اور دل شکستہ ہونا اطاعت شعار مومن کے لئے کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ ناشکری بھی ہے اور خدائے علیم و کریم کی توہین بھی۔

حدیث میں ہے کہ ''جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو''۔ وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں،

''یہ کمزور جان ہے جوایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک خدا کی مدد اُس کے شامل حال رہے گی'' (طبرانی)

(۳۲) لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی سے کیجئے

لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی، روحانی مسرت اور دینی احساس کے ساتھ کیجئے۔ اور اُس کے صلے میں خدا سے بہشتِ بریں کی آرزو کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی، انہیں تعلیم وتہذیب سکھائی اور اُن کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ خدا ان کو بے نیاز کردے۔ تو ایسے شخص کے لئے خدا نے جنت واجب فرمادی۔ اُس پر ایک آدمی بولا، اگر دو ہی ہوں تو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دولڑکیوں کی پرورش کا بھی یہی صلہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کی پرورش پر بھی یہی بشارت دیتے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی النفقة علی البنات والاخوات - ۱۹۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی، وہ میں نے اُس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدھی آدھی دونوں بچیوں میں بانٹ دی اور خود نہ کھائی۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرکے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اُس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔

(ترمذی باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات ۱۹۱۵)

لڑکی ضعیف جنس ہے اور اس سے کما کر دینے کی اُمیدیں بھی وابستہ نہیں ہوتی ہیں، اس لئے لڑکیاں بہت سے خاندانوں میں مظلوم و مقہور ہو کر زندگی گزارتی ہیں، ان کے واجب حقوق بھی پامال کر دیئے جاتے ہیں چہ جائیکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے لڑکیوں کی پرورش کرنے اور خیر خبر رکھنے والے کو بشارت سنائی کہ ایسا شخص دوزخ سے محفوظ رہے گا اور لڑکیوں کی یہ خدمت اس کے لئے دوزخ سے بچانے کے لئے آڑ بن جائے گی۔ اپنی لڑکی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی یتیم بچی ہو، ان سب کی پرورش کی یہی فضیلت ہے۔ بہت سی عورتیں سوتیلی لڑکیوں پر ظلم کرتی ہیں اور بہت سے مرد اپنی بیوہ لڑکی یا غیر شادی شدہ لڑکی سے گھبرا جاتے ہیں جس کا نکاح ہونے میں کسی وجہ سے دیر ہو، اور بعض مرد نئی بیوی کی وجہ سے پہلی بیوی کی اولاد پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا لازم ہے۔ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتاؤں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر سے) واپس آ گئی، تمہارے علاوہ کوئی اس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۲۵، از ابن ماجہ، ابواب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات - ۳۶۶۷)

(۳۳) لڑکے، لڑکیوں کے مابین یکساں محبت کا اظہار کیجئے

لڑکی کو حقیر نہ جانئے، نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملہ میں ترجیح دیجئے۔ دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا اظہار کیجئے اور یکساں سلوک کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اُس نے جاہلیت کے طریقے پر اُسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اُس کو حقیر جانا اور نہ لڑکے کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی اور زیادہ سمجھا تو ایسے

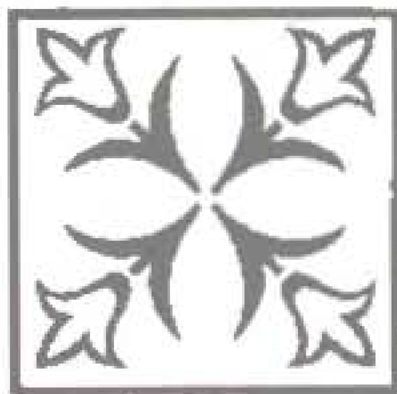
آدمی کو خدا جنت میں داخل کرے گا" (ابو داؤد، باب فی فضل من عال تیامی - ٥١٤٦)

(۳۴) جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی سے دیجئے

جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی اور اہتمام کے ساتھ دیجئے یہ خدا کا فرض کردہ حصہ ہے اس میں کمی بیشی کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکی کا حصہ دینے میں حیلے کرنا یا اپنی صواب دید کے مطابق کچھ دے دلا کر مطمئن ہو جانا اطاعت شعار مومن کا کام نہیں ہے۔ ایسا کرنا خیانت بھی ہے اور خدا کے دین کی توہین بھی۔

(۳۵) مذکورہ عملی تدبیروں کے ساتھ دُعا بھی کرتے رہئے

ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دُعا بھی کرتے رہئے۔ خدائے رحمٰن ورحیم سے توقع ہے کہ وہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پرسوز دُعائیں ضائع نہ فرمائے گا۔



ازدواجی زندگی اس طرح گزاریئے

اسلام جس اعلیٰ تہذیب وتمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور کامیاب بنائیں۔ خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے اور اس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب وفرائض سے بخوبی واقف بھی ہوں، اور ان آداب و فرائض کو بجالانے کے لئے پوری دل سوزی، خلوص اور یکسوئی کے ساتھ سرگرمِ کار بھی۔ ذیل میں ہم پہلے ان آداب وفرائض کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق شوہر سے ہے اور پھر اُن آداب وفرائض کو جن کا تعلق بیوی سے ہے۔

(۱) بیوی کے حقوق کشادہ دلی سے ادا کیجئے

بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزاریئے۔ اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کیجئے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روِش اختیار کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو''

اور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی:

''لوگو! سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی

شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو اُن لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ'' (ریاض الصالحین، باب الوصیة بالنساء)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجئے جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایانِ شان ہو۔

۴ جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیئے

جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیئے۔ اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روِش اختیار کیجئے۔ اگر اس میں شکل وصورت یا عادات واخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ اس کو برداشت کیجئے اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، درگزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ ''اور مصالحت خیر ہی خیر ہے''

اور مؤمنین کو ہدایت کی گئی ہے:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(النساء: ۱۹)

''پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر خدا نے اس میں تمہارے لئے بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو''

اسی مفہوم کو نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:

''کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو

ناپسند ہے تو ہوسکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے“

(مسلم، کتاب الرضاع – ۳٦٤٥)

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کرلے تو پھر کسی خاندان میں گھریلو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روش یہی ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہوسکتا ہے کہ خدا اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین وایمان اور سیرت واخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لئے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روحِ سعید وجود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور رہتی زندگی تک کے لئے باپ کے حق میں صدقۂ جاریہ بنے یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اس کو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو یا پھر اس کی قسمت سے دنیا میں خدا اس مرد کو کشادہ روزی اور خوش حالی سے نوازے، بہرحال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجئے بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے دھیرے دھیرے گھر کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کی کوشش کیجئے۔

③ بیوی کے ساتھ عفو وکرم کی روِش اختیار کیجئے

عفو وکرم کی روِش اختیار کیجئے اور بیوی کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کیجئے۔ عورت عقل وخرد کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے۔ اس لئے صبر وسکون، رحمت وشفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کیجئے اور صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کیجئے۔

خدا کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (تغابن: ۱۴)

"مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم عفو و کرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ خدا بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو"

(بخاری، مسلم، کتاب النکاح، باب الوصیة بالنساء - ۳۶۴۴)

④ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجئے

بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجئے اور پیار و محبت سے پیش آیئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں" (ابن ماجہ، باب حسن معاشرۃ النساء - ۱۹۷۷)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے۔ گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے، اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رُخ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر

والوں کی دلجوئی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتیں، جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو سب اِدھر اُدھر چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تا کہ میرے ساتھ کھیلیں (مسلم، کتاب فضائل الصحابة–٦٢٨٧)

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ رُک گئے اور اپنے دستِ مبارک سے چادر کا پلّو لے کر اُن کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں (اسد الغابہ)

⑤ پوری فراخ دِلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے

پوری فراخدلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ کیجئے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون و مسرت محسوس کیجئے۔ کھانا، کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے۔ اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر و انعام کا مستحق بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔ ان میں سب سے زیادہ

اجروثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا"

(ریاض الصالحین، باب النفقة علی العیال)

⑥ بیوی کو دینی تعلیم دیجئے

بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھائیے۔ دین کی تعلیم دیجئے۔ اسلامی اخلاق سے آراستہ کیجئے اور اُس کی تربیت اور سدھار کے لئے۔ ہر ممکن کوشش کیجئے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بحسن و خوبی ادا کر سکے۔ خدا کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ط

"ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"

(سورۃ تحریم، آیت:۶)

نبی کریم ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے: "وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ آیَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ" (الاحزاب، آیت ۳۴)

"اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں اُن کو یاد رکھو"

قرآن میں نبی کریم ﷺ کے واسطے سے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا.

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہئے" (سورۂ طٰہٰ، آیت:۱۳۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے'' (ابوداؤد، باب قیام اللیل-۱۳۰۹)

خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ شب میں خدا کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقۂ حیات کو جگاتے اور کہتے اُٹھو، اُٹھو نماز پڑھو، اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے: وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

⑦ کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجئے

اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔ سفر پر جاتے تو قرعہ ڈالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں، اور اُس نے اُن کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا'' (ترمذی، باب ما جاء فی التسویة بین الضرائر-۱۱۴۱)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور برتاؤ میں مساوات برتنا ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر خدا کے یہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔

⑧ بیوی نہایت خوش دلی سے شوہر کی اطاعت کرے

نہایت خوش دلی سے اپنے شوہر کی اطاعت کیجئے اور اس اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کیجئے، اس لئے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور جو بندی خدا کے حکم کی تعمیل کرتی

ہے وہ اپنے خدا کو خوش کرتی ہے۔ قرآن میں ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ ”نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے“

(ابو داؤد، باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا - ۲۴۵۸)

شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے عورت کو تنبیہ کی ہے:

”دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں اُن کے سروں سے اونچی نہیں اُٹھتیں۔ اُس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک کہ لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آ جائے“۔

(الترغیب و الترھیب، باب ترھیب العبد من الاباق من سیدہ-۳)

⑨ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجئے

اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجئے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بھی دور رہئے جن سے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ بھی ہو۔ خدا کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھنے کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہو جائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انسانی کمزوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھ لے، اپنی آبرو کی حفاظت کرلے، اپنے

شوہر کی فرماں بردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے"
(الترغیب والترہیب)

⑩ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جایئے

شوہر کی اجازت اور مرضی کے بغیر گھر سے باہر نہ جایئے اور نہ ایسے گھروں میں جایئے جہاں شوہر آپ کا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیجئے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا مانے" (الترغیب والترہیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارۂ چشم و ابرو ہی پر عمل کیجئے اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنایئے۔

⑪ ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجئے

ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجئے۔ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے اور خدا کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور

خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔" (ترمذی)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لئے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بناء پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں" (بخاری، کتاب النکاح-۵۱۹۳)

(۱۲) اپنے شوہر کی رفاقت کی قدر کیجئے

اپنے شوہر سے محبت کیجئے اور اس کی رفاقت کی قدر کیجئے۔ یہ زندگی کی زینت کا سہارا اور راہِ حیات کا عظیم معین و مددگار ہے۔ خدا کی اس عظیم نعمت پر خدا کا بھی شکر ادا کیجئے اور اس نعمت کی بھی دل و جان سے قدر کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

"نکاح سے بہتر کوئی چیز دو محبت کرنے والوں کے لئے نہیں پائی گئی"

(ابن ماجه، باب ما جاء فی فضل النکاح - ۱۸۴۷)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں: "کاش آپ ﷺ کے بجائے میں بیمار ہوتی" نبی کریم ﷺ کی دوسری بیویوں نے اس اظہارِ محبت پر تعجب سے ان کی طرف دیکھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں" (الاصابۃ)

(۱۳) شوہر کا احسان مان کر اس کی شکر گزار رہئے

شوہر کا احسان مانئے اس کی شکر گزار رہئے۔ آپ کا سب سے بڑا محسن آپ کا شوہر ہی تو ہے جو ہر طرح آپ کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے، آپ کی ہر ضرورت کو پورا

کرتا ہے، اور آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچا کر آرام محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا:

''تم پر جن کا احسان ہے اُن کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کی ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کافی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے، پھر خدا اُن کو شوہر عطا فرماتا ہے، پھر خدا اس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اُٹھتی ہے میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں'' (الادب المفرد، باب التسلیم علی النساء)

ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی، حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی'' (نسائی)

۱۴ شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجئے

شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجئے اور جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اُٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائیے اور ہر طرح اُس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں، اور یہی حال دوسری صحابیہ خواتین کا بھی تھا۔

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر

اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔ اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔'' (مسند احمد)

⑮ شوہر کے گھر بار اور مال و اسباب کی حفاظت کیجئے

شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر سمجھئے، اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے، شوہر کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت و سلیقے سے خرچ کیجئے۔ شوہر کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھئے، قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں، بچوں پر نہایت مہربان ہیں اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں'' (بخاری، کتاب النکاح -۵۰۸۲)

اور نبی کریم ﷺ نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مومن کے لئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے، اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ (ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء – ۱۸۵۷)

⑯ شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے (شوہر) کے کھانے میں خرچ کرے اور بگاڑ کا طریقہ اختیار کرنے

والی نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور جو خزانچی ہے (جس کے پاس رقم یا مال محفوظ رہتا ہے اگر چہ وہ مالک نہیں ہے مگر اس مال میں سے مالک کے حکم کے مطابق جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو) اس کو بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے۔ (جیسے مالک کو ملا) غرض ایک مال سے تین شخصوں کو ثواب ملے گا۔ ① کمانے والا ② اس کی بیوی جس نے صدقہ کیا ③ اس کا خزانچی اور کیشئر (جس نے مال نکال کر دیا) اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی یعنی ثواب بٹ کر نہیں ملے گا بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا ثواب دیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، از: بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اجر المرأۃ اذا اتصدقت او اطعمت...الخ و مسلم، کتاب الزکوۃ - ۲۳٦٤)

بہت سی عورتیں طبیعت کی کنجوس ہوتی ہیں اگر شوہر کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو برا مانتی ہیں اور منہ بناتی ہیں۔ اگر ان کے پاس کچھ رکھا ہو اور شوہر کسی کو دینے کے لئے کہے تو برے دل سے نکال کر دیتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روپیہ کے ساتھ کلیجہ نکل آ رہا ہے، بھلا ایسا کر کے اپنا ثواب کھونے سے کیا فائدہ؟ بعض نیک بخت کسی ضرورت مند کا کھانا مقرر کرنا چاہتے ہیں مگر بیوی آڑے آجاتی ہے، اگر شوہر نے مقرر کر ہی دیا تو ہر روز کھانا نکالتے وقت جھک جھک کرتی ہیں اس سے شوہر بھی آزردہ ہوجاتا ہے اور کھانا کھانے والے کا بھی دل دُکھتا ہے اور اپنا ثواب بھی کھوتی ہیں۔

⑰ صفائی وغیرہ کا پورا اہتمام کیجئے

صفائی، سلیقہ اور آرائش وزیبائش کا بھی پورا پورا اہتمام کیجئے۔ گھر کو بھی صاف ستھرا رکھئے اور ہر چیز کو سلیقے سے سجائیے اور سلیقے سے استعمال کیجئے۔ صاف ستھرا گھر، قرینے سے سجے ہوئے صاف ستھرے کمرے، گھریلو کاموں میں سلیقہ اور سگھڑ پن، بناؤ سنگار

کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی پیار و محبت اور خیر و برکت سے مالا مال ہوتی ہے، بلکہ ایک بیوی کے لئے اپنی عاقبت بنانے اور خدا کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔

ایک بار بیگم عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ بیگم عثمان نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں اور کوئی بناؤ سنگار نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت تعجب ہوا اور اُن سے پوچھا:

''بی بی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟''

اس تعجب سے اندازہ کیجئے کہ سہاگنوں کا اپنے شوہروں کے لئے بناؤ سنگار کرنا کیسا پسندیدہ فعل ہے۔

ایک بار ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہننے سے منع فرمایا تو کہنے لگیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اس کی نظروں سے گر جائے گی'' (نسائی، کتاب الزینۃ - ۵۱۴۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت اور پھر بعد میں سکوت سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ سونے کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے مگر چونکہ یہ عیش پسندی اور تعیش تک پہنچاتا ہے اس لئے سونے کا استعمال بطور عیش پسندی اور مفاخرت کے مکروہ ہے، لیکن اگر شوہر کے لئے بناؤ سنگار کے لئے ہے تو جائز ہے۔



والدین کے ساتھ سلوک اس طرح کیجئے

① ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھئے

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے، اور اس حسن سلوک کی توفیق کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھئے، خدا کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق ماں باپ ہی کا ہے۔ ماں باپ کے حق کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ ماں باپ کے حق کو خدا کے حق کے ساتھ بیان کیا ہے اور خدا کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تاکید کی ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاط

(بنی اسرائیل، آیت: ۲۳)

''اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''اس کے بعد کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ ''حسن سلوک'' میں نے پوچھا: ''اس کے بعد'' فرمایا: ''خدا کی راہ میں جہاد کرنا''

(بخاری، کتاب الادب، باب البر والصلۃ – ۵۹۷۰ و مسلم)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لئے بیعت کرتا ہوں اور خدا سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تمہارے

ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے۔ اس نے کہا، جی ہاں بلکہ (خدا کا شکر ہے) دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو کیا تم واقعی خدا سے اپنی ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو؟" اس نے کہا، جی ہاں میں خدا سے اجر چاہتا ہوں" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو"

(مسلم، کتاب البر والصلة والادب–٦٥٠٧)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "یارسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟" ارشاد فرمایا: "ماں باپ ہی تمہاری جنت ہے اور ماں باپ ہی دوزخ" (ابن ماجہ، ابواب الادب–٣٦٦٢)

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہوگے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔

④ والدین کے شکر گزار رہئے

محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی شرافت کا اوّلین تقاضا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے وجود کا سبب والدین ہیں۔ پھر والدین ہی کی پرورش اور نگرانی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو پہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قربانی، بے مثل جانفشانی اور انتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہمارا سینہ ان کی عقیدت واحسان مندی اور عظمت ومحبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ ان کا شکر گزار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (ہم نے وصیت کی) کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو۔

ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیجئے اور ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی

کوئی ایسی بات نہ کہئے جوان کو ناگوار ہو، بالخصوص بڑھاپے میں جب مزاج کچھ چڑچڑا اور کھرا ہو جاتا ہے اور والدین کچھ ایسے تقاضے، مطالبے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں، اس وقت بھی ہر بات کو خوشی خوشی برداشت کیجئے اور ان کی کسی بات سے اُکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہرگز نہ کیجئے جوان کو ناگوار ہو، اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگے:

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَاط (بنی اسرائیل، آیت:۲۳)

''اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اُف تک نہ کہو، نہ اُنہیں جھڑکیاں دو''

دراصل بڑھاپے کی عمر میں بات کی برداشت نہیں رہتی اور کمزوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے، اس لئے ذرا ذرا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے، لہٰذا اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول وعمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے''

(ترمذی، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین — ۱۸۹۹، ابن حبان، حاکم)

یعنی اگر کوئی اپنے خدا کو خوش رکھنا چاہے تو وہ اپنے والد کو خوش رکھے، والد کو ناراض کر کے وہ خدا کے غضب کو بھڑکائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ جس طرح تم ان کو رُلا کر آئے ہو''

(ابو داؤد، کتاب الجهاد باب فی الرجل یغزو وابواه کارهان — ۲۵۲۸)

دل و جان سے ماں باپ کی خدمت کیجئے۔ اگر آپ کو خدا نے اس کا موقع دیا ہے تو دراصل یہ اس بات کی توفیق ہے کہ آپ خود کو جنت کا مستحق بنا سکیں اور خدا کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ ماں باپ کی خدمت ہی سے دونوں جہاں کی بھلائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو، اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور صلۂ رحمی کرے۔ (الترغیب و الترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی برّ الوالدین وصلتھما ... الخ – ۱۶)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو پایا یا کسی ایک کو۔ اور پھر (اُن کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا'' (مسلم، باب رغم انف من ادرک ابویہ...الخ– ۶۵۱۰)

ایک موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی۔ اور ایک صحابی کو جہاد میں جانے سے روک کر والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ اُس نے کہا، جی ہاں زندہ ہیں۔ ارشاد فرمایا: جاؤ اور اُن کی خدمت کرتے رہو، یہی جہاد ہے (بخاری و مسلم، کتاب البر والصلة– ۶۵۰۴)

ماں باپ کا ادب و احترام کیجئے اور کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کیجئے جو اُن کے احترام کے خلاف ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. (بنی اسرائیل:۲۳)

''اوران سے احترام کی بات کیجئے''

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طیسلہ بن میاس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کیوں نہیں، خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، جی ہاں میری والدہ زندہ ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اگر تم ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو، ان کے کھانے پینے کا خیال رکھو تو ضرور جنت میں جاؤ گے، بشرطیکہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو''

(الادب المفرد، باب لین الکلام لوالدیہ — ۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا ایک سے پوچھا، یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اُس نے کہا، یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا، دیکھو! نہ اُن کا نام لینا، نہ کبھی اُن سے آگے آگے چلنا اور نہ کبھی اُن سے پہلے بیٹھنا۔

(الادب المفرد، باب لا یسمی الرجل اباہ، ولا یجلس قبلہ ولا یمشی امامہ — ٤٤)

(۴) والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آیئے

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ. (بنی اسرائیل، آیت:۲۴)

''اور عاجزی اور نرمی سے اُن کے سامنے جھکے رہو''

عاجزی سے جھکے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اُن کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔ اور کبھی اُن کے سامنے اپنی بڑائی نہ جتاؤ اور نہ اُن کی شان میں گستاخی کرو۔

والد سے محبت کیجئے اور اُس کو اپنے لئے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے، اُس کے بدلے خدا

اُس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے، لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول ﷺ! گر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں! اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی، خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (تنگ دلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے''

(مشکوٰۃ، باب البر و الصلۃ الفصل الثالث)

④ ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کیجئے

ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کیجئے۔ اگر وہ کچھ زیادتی بھی کر رہے ہوں تب بھی خوشدلی سے اطاعت کیجئے اور اُن کے عظیم احسانات کو پیش نظر رکھ کر ان کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کیجئے۔ جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یمن کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''یمن میں تمہارا کوئی ہے''؟ اس نے کہا (جی ہاں) میرے ماں باپ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''انہوں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ اُس نے کہا نہیں (میں نے اُن سے تو اجازت نہیں لی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو تم واپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو، اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ (اُن کی خدمت میں رہ کر) ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو'' (ابو داؤد، باب فی الرجل یغزو و ابواہ کارھان — ٢٥٣٠)

والدین کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ایک شخص میلوں دور سے آتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں دین کی سربلندی کے لئے جہاد میں شریک ہو، لیکن نبی کریم ﷺ اس کو لوٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جہاد میں شرکت بھی تم اس صورت میں کر سکتے ہو جب تمہارے ماں باپ دونوں

تمہیں اجازت دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ان ہدایات واحکام میں خدا کا اطاعت گزار رہا، جو اُس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں، تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں خدا کے بھیجے ہوئے احکام وہدایات سے منہ موڑے ہوئے ہے تو اُس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس آدمی نے پوچھا، اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ فرمایا: ہاں اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔

(مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ الفصل الثالث)

ماں باپ کو اپنے مال کا مالک سمجھئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجئے۔ قرآن پاک میں ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ (البقرہ، آیت:۲۱۵)

"لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اس کے اوّلین حقدار والدین ہیں"

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کے باپ کو بلوایا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوڑھے شخص سے تحقیق فرمائی۔ تو اُس نے کہنا شروع کیا۔

"خدا کے رسول ﷺ! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی، میں مالدار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔ آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست وقوی ہے، میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مالدار ہے۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے"

بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رحمتِ عالم ﷺ رو پڑے اور بوڑھے کے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے"

⑤ ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ سلوک کیجئے

ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی اُن کے ساتھ سلوک کیجئے، اُن کا ادب و احترام اور اُن کی خدمت برابر کرتے رہئے۔ البتہ اگر وہ شرک و معصیت کا حکم دیں تو اُن کی اطاعت سے انکار کر دیجئے اور اُن کا کہا ہرگز نہ مانئے۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا. (سورۃ لقمان، آیت:۱۵)

"اور اگر ماں باپ دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اُس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے متنفر ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتی رہو" (بخاری، باب صلة الوالد المشرك - ۵۹۷۸)

⑥ ماں باپ کے لئے برابر دعا کرتے رہئے

ماں باپ کے لئے برابر دُعا کرتے رہئے اور ان کے احسانات کو یاد کر کے خدا

کے حضور گڑگڑایئے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لئے رحم و کرم کی درخواست کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا.

''اور دُعا کرو کہ پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح ان دونوں نے بچپن میں پرورش فرمائی تھی۔'' (بنی اسرائیل، آیت:۲۴)

یعنی اے پروردگار بچپن کی بے بسی میں، جس زحمت و جانفشانی اور شفقت و محبت سے انہوں نے میری پرورش کی۔ اور میری خاطر اپنے عیش کو قربان کیا! پروردگار اب یہ بڑھاپے کی کمزوری اور بے بسی میں مجھ سے زیادہ خود رحمت و شفقت کے محتاج ہیں۔ خدایا! میں ان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا، تو ہی ان کی سرپرستی فرما اور ان کے حالِ زار پر رحم کی نظر کر۔

⑦ ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھئے

ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھئے۔ ماں طبعاً زیادہ کمزور اور حساس ہوتی ہے۔ اور آپ کی خدمت و سلوک کی نسبتاً زیادہ ضرورت مند بھی۔ پھر اس کے احسانات اور قربانیاں بھی باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں اس لئے دین نے ماں کا حق زیادہ بتایا ہے اور ماں کے ساتھ سلوک کی خصوصی ترغیب دی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط (الاحقاف، آیت:۱۵)

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی۔ اس کی ماں تکلیف اُٹھا اُٹھا کر اس کو پیٹ میں لیے لیے پھری اور تکلیف ہی سے جنا، اور پیٹ میں اُٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ (تکلیف دہ) مدت تیس مہینے ہے''

قرآن پاک نے ماں باپ دونوں کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیہم دُکھ اٹھانے اور کٹھنائیاں جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسیاتی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جاں نثار ماں، باپ کے مقابلے میں تمہاری خدمت وسلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ اور پھر اسی حقیقت کو خدا کے رسول ﷺ نے بھی کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: ''اے خدا کے رسول ﷺ! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پوچھا، پھر کون؟'' آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں۔ اس نے پوچھا، پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تیری ماں۔ اس نے کہا، پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔

(بخاری، باب من احق الناس بحسن الصحبة – ۵۹۷۱)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کروں اور اسی لئے آیا ہوں کہ آپ ﷺ سے اس معاملہ میں مشورہ لوں (فرمایئے کیا حکم ہے؟) نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہاری والدہ (زندہ) ہیں؟ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، جی ہاں (زندہ ہیں)۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر جاؤ اور انہی کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت انہی کے قدموں میں ہے''

(ابن ماجه، ابواب الجهاد باب الرجل يغزو وله ابوان – ۲۷۸۱)

حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کے دَور میں موجود تھے مگر آپ ﷺ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ ان کی ایک بوڑھی ماں تھیں۔ دن رات انہی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی بڑی آرزو تھی اور کون مومن

ہوگا جو اس تمنا میں نہ تڑپتا ہو کہ اس کی آنکھیں دیدارِ رسول ﷺ سے روشن ہوں۔ چنانچہ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے آنا بھی چاہا لیکن نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ فریضۂ حج ادا کرنے کی بھی ان کے دل میں بڑی آرزو تھی لیکن جب تک ان کی والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد ہی یہ آرزو پوری ہوسکی۔

⑧ رضاعی ماں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیجئے

رضاعی ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیجئے، اس کی خدمت کیجئے۔ اور ادب واحترام سے پیش آیئے۔ حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرمارہے ہیں۔ اتنے میں ایک عورت آئیں اور نبی کریم ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی، وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ (ابو داؤد، باب فی بر الوالدین – ۵۱۴۴)

⑨ ماں باپ وفات کے بعد بھی حسن سلوک کے حقدار ہیں

والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا خیال رکھئے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے ذیل کی باتوں پر کاربند رہئے۔

ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعائیں برابر کرتے رہئے۔

قرآن پاک نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.

"پروردگار میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور سب ایمان والوں کو اس

روز معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا'' (سورۂ ابراہیم، آیت:۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے کہ یہ کیونکر ہوا۔ خدا کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتی رہی (اور خدا نے اس کو قبول فرمالیا) (الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتهما)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے، صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں، ایک صدقۂ جاریہ، دوسرے اس کا پھیلایا ہوا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔ تیسرے وہ صالح اولاد جو اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتی رہے''

(ابن ماجه، باب ثواب معلم الناس الخير – ۲٤۱)

(۱۰) والدین کی کہی ہوئی وصیت کو پورا کیجئے

والدین کے کیئے ہوئے عہدو پیان اور وصیت کو پورا کیجئے۔ ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے کچھ وعدے کئے ہوں گے، اپنے خدا سے کچھ عہد کیا ہوگا، کوئی نذر مانی ہوگی۔ کسی کو کچھ مال دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔ اُن کے ذمہ کسی کا قرض رہ گیا ہوگا اور ادا کرنے کا موقع نہ پاسکے ہوں گے، مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی۔ آپ اپنے امکان بھران سارے کاموں کو پورا کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری والدہ نے نذر مانی تھی، لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے وفات پاگئیں، کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کرسکتا ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! تم ضرور ان کی طرف سے نذر پوری

کردو" (بخاری، کتاب الوصایا، باب ما یستحب لمن توفی فجاءۃ...الخ -۲۷۶۱)

⑪ باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہئے

باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہئے۔ ان کا احترام کیجئے، اُن کو اپنے مشوروں میں اپنے بزرگوں کی طرح شریک رکھئے، اُن کی رائے اور مشوروں کی تعظیم کیجئے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سب سے زیادہ نیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست احباب کے ساتھ بھلائی کرے۔" (مسلم. کتاب البر والصلۃ و الادب ۶۵۱۳)

ایک بار حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ تو حضرت یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا، تم یہاں کہاں؟ یوسف بن عبداللہ نے کہا میں یہاں محض اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں۔ کیونکہ والد بزرگوار سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔ (مسند احمد ۶/۴۵۰)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینے آیا تو میرے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا، میں تو نہیں جانتا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اُس کو چاہئے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اور پھر فرمایا: بھائی میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد میں گہری دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نبا ہوں اور اس کے حقوق ادا کروں۔

(ابن حبان، الترغیب و الترھیب، کتاب البر والصلۃ – ۳۴)

⑫ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہئے

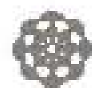
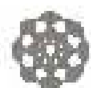
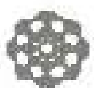
ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی برابر نیک سلوک کرتے رہئے اور رحم کے اُن رشتوں کا پوری طرح پاس ولحاظ رکھئے۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پرواہی دراصل والدین سے بے نیازی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آباؤ واجداد سے ہرگز بے پرواہی نہ برتو، ماں باپ سے بے پرواہی برتنا خدا کی ناشکری ہے۔

⑬ ماں باپ سے سلوک میں کوتاہی ہو جائے تو مایوس نہ ہوں

اگر زندگی میں خدانخواستہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہے تو پھر بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ مرنے کے بعد ان کے حق میں برابر خدا سے دُعائے مغفرت کرتے رہئے۔ توقع ہے کہ خدا آپ کی کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ کا شمار اپنے صالح بندوں میں فرما دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے برابر دُعا کرتا رہے، اور خدا سے ان کی بخشش کی دُعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے"۔

لباس اگر ہو تو ایسا ہو

① شرم وحیا اور ستر پوشی والے لباس پہنئے

لباس ایسا پہنئے جو شرم وحیا، غیرت وشرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس سے تہذیب وسلیقہ اور زینت وجمال کا اظہار ہو۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًاط

(الاعراف، آیت: ۲٦)

''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے زینت اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہو''

'ریش' دراصل پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ پرندے کے پر اُس کے لئے حسن وجمال کا بھی ذریعہ ہیں اور جسم کی حفاظت کا بھی۔ عام استعمال میں ریش کا لفظ جمال وزینت اور عمدہ لباس کے لئے بولا جاتا ہے۔

لباس کا مقصد زینت وآرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اوّلین مقصد قابل شرم حصوں کی ستر پوشی ہے۔ خدا نے شرم وحیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے جنت کا لباسِ فاخرہ اُتروالیا گیا تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ اس لئے لباس میں اس مقصد کو سب سے مقدم سمجھئے اور لباس ایسا منتخب کیجئے جس سے ستر پوشی کا مقصد بخوبی پورا ہو سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اہتمام رہے کہ لباس موسمی اثرات سے جسم کی حفاظت کرنے والا بھی ہو، اور ایسا سلیقے کا لباس ہو جو زینت وجمال اور تہذیب کا بھی ذریعہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے پہن کر آپ کوئی عجوبہ یا کھلونا

بن جائیں اور لوگوں کے لئے ہنسی اور دل لگی کا موضوع مہیا ہو جائے۔

لباس پہنتے وقت یہ سوچئے کہ یہ وہ نعمت ہے جس سے خدا نے صرف انسان کو نوازا ہے۔ دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں اس امتیازی بخشش و انعام پر خدا کا شکر ادا کیجئے اور اس امتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی خدا کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجئے۔ لباس خدا کی ایک زبردست نشانی ہے، لباس پہنیں تو اس احساس کو تازہ کیجئے اور جذباتِ شکر کا اظہار اُس دُعا کے الفاظ میں کیجئے جو نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

② بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے

بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی مراد ہے اور ظاہری پرہیزگاری کا لباس بھی۔ یعنی ایسا لباس پہنئے جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو، جس سے کبر و غرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لئے مشابہت کا ذریعہ ہو مردوں سے اور نہ مردوں کے لئے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہنئے جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے اُن کے لئے مقرر کی ہیں۔

③ کپڑے دائیں طرف سے پہنئے

جب تم (کپڑے) پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔

(ابن ماجه، باب اليتمن في الوضوء - ٤٠٢)

④ نیا کپڑا پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجئے

اور حضور اکرم ﷺ کی پڑھی جانے والی دُعا پڑھئے

نیا لباس پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجئے کہ خدا نے اپنے فضل و کرم

سے یہ کپڑا عنایت فرمایا۔ اور شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر نیا لباس پہننے کی وہ دُعا پڑھے جو نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، کرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ. (ابو داؤد، کتاب اللباس – ۴۰۲۰)

"خدایا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر کا خواہاں ہوں اور جس چیز کے لئے بنایا گیا ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے"

دُعا کا مطلب یہ ہے کہ خدایا تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرا بخشا ہوا لباس انہی مقاصد کے لئے استعمال کروں جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس سے ستر پوشی کر سکوں، اور بے شرمی، بے حیائی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے میں اس کے ذریعہ اپنے جسم کی حفاظت کر سکوں اور اس کو زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں، کپڑے پہن کر نہ تو دوسروں پر اپنی بڑائی جتاؤں، نہ غرور اور تکبر کروں، اور نہ تیری اس نعمت کو استعمال کرنے میں شریعت کی ان حدود کو توڑوں جو تو نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص نئے کپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرانے کپڑے کسی غریب کو خیرات میں دے دے۔ اور نئے کپڑے پہنتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَآ اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ.

''ساری تعریف اور حمد اُس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں، اور جو اس زندگی میں میرے لئے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہے''

جو شخص بھی نیا لباس پہنتے وقت یہ دُعا پڑھے گا، خدا تعالیٰ اس کو زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے گا''

(ابن ماجہ، کتاب اللباس - ۳۵۵۷)

کپڑے پہنتے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھئے، قمیص، کرتہ، شیروانی اور کوٹ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین پہنیے اور اسی طرح پائجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھے پیر میں پائنچہ ڈالئے۔ نبی کریم ﷺ جب قمیص پہنتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر اُلٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں ڈالتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر اُلٹا پاؤں اُلٹے جوتے میں ڈالتے اور جوتا اُتارتے وقت پہلے اُلٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے پھر سیدھا پاؤں نکالتے۔

⑤ کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے

کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ کوئی ایذا پہنچائے۔ نبی کریم ﷺ ایک بار جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔ پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ ﷺ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اُڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اُسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ نکل کر دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا: ''ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے'' (طبرانی)

⑥ لباس سفید پہنئے

لباس سفید پہنئے ، سفید لباس مردوں کے لئے پسندیدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''سفید کپڑے پہنا کرو، یہ بہترین لباس ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہئے اور سفید ہی کپڑے میں مُردوں کو دفن کرنا چاہئے''

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما جاء ما یستحب من الاکفان – ۹۹٤)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، اس لئے کہ سفید کپڑا زیادہ صاف ستھرا رہتا ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو''

(ابن ماجه، باب البیاض من الثیاب)

زیادہ صاف ستھرا رہنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس پر ذرا سا داغ دھبہ بھی لگے تو فوراً محسوس ہو جائے گا۔ اور آدمی فوراً دھو کر صاف کرلے گا۔

رنگین کپڑا ہوگا تو اس پر داغ دھبہ جلد نظر نہ آسکے گا اور جلد دھونے کی طرف توجہ نہ ہوگی صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سفید لباس پہنا کرتے تھے (بخاری، کتاب اللباس، باب الثیاب البیض – ۵۸۲۷) یعنی آپ ﷺ نے خود بھی سفید لباس پسند کیا اور اُمت کے مردوں کو بھی اسی کو پہننے کی ترغیب دی۔

⑦ پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھئے

پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھئے۔ جو لوگ غرور و تکبر میں اپنا پائجامہ اور لنگی وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی نظر میں وہ ناکام اور نامراد لوگ ہیں اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو ان سے بات کرے گا نہ اُن کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ اُن کو پاک و صاف کرکے جنت میں داخل کرے گا بلکہ ان کو انتہائی

دردناک عذاب دے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ ناکام ونامراد لوگ کون ہیں؟

ارشاد فرمایا: ”ایک وہ جو غرور اور تکبر میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جو احسان جتاتا ہے۔

اور تیسرا وہ شخص ہے جو جھوٹی قسموں کے سہارے اپنی تجارت کو چمکانا چاہتا ہے“

(مسلم، کتاب الایمان-۲۹۳)

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں: ”میں ایک بار مدینہ منورہ میں جارہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا: ”اپنا تہبند اوپر اٹھالو کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی نجاست سے بھی۔“ میں نے گردن پھیر کر جو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے۔ بھلا اس میں کیا تکبر اور غرور ہوسکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے لئے میری اتباع ضروری نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنے تو فوراً میری نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہبند پر پڑی، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے (سنن نسائی ۵/۴۸۴ شمائل ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”ٹخنوں سے اونچا پائجامہ اور لنگی وغیرہ رکھنے سے آدمی ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ ہوجاتا ہے“۔ بڑا ہی معنی خیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کی گندگی سے میلا اور خراب ہوگا۔ پاک صاف نہ رہ سکے گا اور یہ بات ذوقِ طہارت ونظافت پر نہایت گراں ہے۔ پھر ایسا کرنا کبر وغرور کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبر وغرور باطنی گندگی ہے اور اگر یہ مصلحتیں نہ بھی ہوں تو مومن کے لئے تو یہ فرمان ہی سب کچھ ہے کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے“ (القرآن)

اور ابوداؤد کی حدیث میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی لرزہ خیز سزا بیان

فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے اوراس کے نیچے ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جتنا حصہ لٹکے گا وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص غرور اور گھمنڈ میں اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا۔ قیامت کے دن خدا اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار-۴۰۹۳)

⑧ مرد ریشمی کپڑا نہ پہنے

ریشمی کپڑا نہ پہنئے۔ یہ عورتوں کا لباس ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے مردوں کو عورتوں کا سا لباس پہننے اور ان کی سی شکل وصورت بنانے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’ریشمی لباس نہ پہنو کہ جو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا‘‘ (بخاری، کتاب اللباس - ۵۸۳۰ و مسلم، کتاب اللباس - ۵۴۱۰)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

’’اس ریشمی کپڑے کو پھاڑ کر اور اس کے دوپٹے بنا کر ان فاطماؤں میں تقسیم کر دو‘‘ (مسلم، کتاب اللباس-۵۴۲۲)

(فاطماؤں سے مراد یہ تین قابل احترام خواتین ہیں: ① فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ② فاطمہ بنت اسد، حضرت علی کی والدہ محترمہ ③ فاطمہ بنت حمزہ حضرت امیر حمزہ عم رسول ﷺ کی بیٹی) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کے لئے ریشمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ خواتین کے دوپٹے بنا دو ورنہ کپڑا تو دوسرے کاموں میں بھی آسکتا ہے۔

⑨ عورتیں باریک کپڑے نہ پہنیں کہ جس سے بدن جھلکے،

چست لباس بھی نہ پہنیں کہ بدن کی بناوٹ نظر آئے

عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں سے بدن جھلکے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں جس میں سے بدن کی ساخت اور زیادہ پرکشش ہو کر نمایاں ہو، اور وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی آبرو باختہ عورتوں کو عبرتناک انجام کی خبر دی ہے۔

''وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو رجھاتی ہیں اور خود دوسروں پر ریجھتی ہیں۔ اُن کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ٹیڑھے ہیں۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔ درانحالیکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے'' (مسلم، کتاب اللباس-۵۵۸۲)۔

ایک بار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ سامنے آئیں تو آپ ؐ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا:

''اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے''

(ابو دائود، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المراۃ من زینتھا – ٤١٠٤)

تہبند اور پائجامہ وغیرہ پہننے کے بعد بھی ایسے انداز سے لیٹنے اور بیٹھنے سے بچئے جس میں بدن کھل جانے یا نمایاں ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک جوتا پہن کر نہ چلا کرو اور تہبند میں ایک زانو اُٹھا کر اکڑوں نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ اور چادر پورے بدن پر اس انداز سے نہ لپیٹو کہ کام کاج کرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے میں بھی ہاتھ نہ نکل سکے اور نہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے

پاؤں پر رکھو" (کہ اس طرح ستر پوشی میں بے احتیاطی کا اندیشہ ہے)

(مسلم، کتاب اللباس، باب النھی عن اشتمال الصماء... الخ)

⑩ لباس میں مرد و زن ایک دوسرے کا رنگ ڈھنگ نہ اپنائیں

لباس میں عورتیں اور مرد ایک دوسرے کا سا رنگ ڈھنگ نہ اختیار کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں" (بخاری، کتاب اللباس-۵۸۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا لباس پہنے" (ابوداؤد کتاب اللباس۔ باب فی لباس النساء ۴۰۹۷)

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت ہے جو مردوں کے سے جوتے پہنتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں" (ابوداؤد-۴۰۹۹)

خواتین دوپٹہ اوڑھے رہنے کا اہتمام رکھیں اور اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپائے رکھیں۔ دوپٹہ ایسا باریک نہ اوڑھیں جس سے سر کے بال نظر آئیں۔ دوپٹے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس سے زینت کو چھپایا جائے۔ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (النور:۳۱)

"اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں"

ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ کی چادر آئی۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبی کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتا بنا لو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو مگر اُن سے

کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی للنساء – ٤١١٦)

کتاب وسنت کی اس صریح ہدایت کو پیش نظر رکھ کر احکام الٰہی کے مقصد کو پورا کیجئے اور چار گرہ کی پٹی کو گلے کا ہار بنا کر خدا اور رسول کے احکام کا مذاق نہ اڑائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "جب یہ حکم نازل ہوا تو عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر موٹے کپڑے چھانٹے اور اُن کے دوپٹے بنائے"

(ابو داؤد، باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن – ٤١٠٢)

(۱۱) لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنئے

لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنئے۔ نہ ایسا لباس پہنئے جس سے فخر ونمائش کا اظہار ہو اور آپ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولت مندی کی بے جا نمائش کریں اور نہ ایسا لباس پہنئے جو آپ کی وسعت سے زیادہ قیمتی ہو اور آپ فضول خرچی کے گناہ میں مبتلا ہوں، اور نہ ایسے شکستہ حال بنے رہیں کہ ہر وقت آپ کی حالت سوال بنی رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر آئیں بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت وحیثیت کے لحاظ سے موزوں باسلیقہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں۔

بعض لوگ پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر شکستہ حال بنے رہتے ہیں اور اس کو دینداری سمجھتے ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیادار سمجھتے ہیں جو صاف ستھرے سلیقے کے کپڑے پہنتے ہیں، حالانکہ دینداری کا یہ تصور سراسر غلط ہے۔ حضرت ابوالحسن عامی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شاذلی نے جواب دیا، بھائی یہ شان وشوکت، عظمت و شان والے خدا کی حمد وشکر کا اظہار ہے اور تمہاری یہ شکستہ حالی صورتِ سوال ہے۔ تم

زبان حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو"۔ دراصل دینداری کا انحصار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباسِ فاخرہ پہننے پر۔ دینداری کا دارومدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر و غرور دکھائے۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا، کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، دریافت فرمایا، کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا، خدا نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔

(مشکوٰۃ، کتاب اللباس الفصل الثانی)

مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ یہ تو خدا کی ناشکری ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے ہمارے یہاں تشریف لائے۔ تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا، کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (یعنی صابون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا (مشکوٰۃ، کتاب اللباس الفصل الثانی)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو، سر میں تیل لگا ہوا ہو، جوتے بھی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے میرا کوڑہ بھی نہایت عمدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ اس کی گفتگو سنتے رہے، پھر فرمایا: ''یہ ساری ہی باتیں پسندیدہ ہیں اور خدا اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے'' (مستدرک احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے، اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہو جایا کرو) خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن کر سنور کر جائے'' (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا'' ایک شخص نے کہا، ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خدا خود صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے) غرور تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے'' (مسلم، کتاب الایمان، باب الکبر — ۲۶۵)

کھاؤ، پیو اور صدقہ کرو اور پہنو (لیکن) اس حد تک کہ فضول خرچی اور غرور (یعنی شیخی پن) کی ملاوٹ نہ ہو (مسند احمد، ابن ماجہ، کتاب اللباس — ۳۶۰۵)

جس نے (دنیا میں) نام و نمود کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا (مسند احمد، ابن ماجہ کتاب اللباس — ۳۶۰۶)

(۱۴) پہننے، اوڑھنے اور بناؤ سنگھار کرنے میں بھی ذوق کا پورا خیال رکھئے

پہننے اوڑھنے اور بناؤ سنگار کرنے میں بھی ذوق اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھئے۔ گریبان کھولے کھولے پھرنا، اُلٹے سیدھے بٹن لگانا، ایک پائینچہ چڑھانا اور ایک نیچا رکھنا اور ایک جوتا پہنے پہنے چلنا یا اُلجھے ہوئے بال رکھنا۔ یہ سب ہی باتیں ذوق اور سلیقے کے خلاف ہیں۔

ایک دن نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اُس کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور داڑھی کو سنوارو۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بنا سنوار کر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں کہ آدمی کے بال اُلجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شخص شیطان ہے'' (مشکوۃ، باب الترجل الفصل الثالث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اُتار کر چلو۔

(ترمذی، کتاب اللباس باب ما جاء فی کراھیۃ المشی فی النعل الواحدۃ-۱۷۷٤)

اور اسی حدیث کی روشنی میں علماء دین نے ایک آستین اور ایک موزہ پہننے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

جوتا پہنتے وقت پہلے داہنے پاؤں میں جوتا ڈالو۔

اور جب جوتے اُتارو تو پہلے بایاں پاؤں نکالو۔

(بخاری، باب ینزع نعلہ الیسری – ۵۸۵٦)

سرخ اور شوخ رنگ، زرق برق پوشاک اور نمائشی سیاہ اور گیروا کپڑے پہننے سے بھی پرہیز کیجئے۔ سرخ اور شوخ رنگ اور زرق برق پوشاک عورتوں ہی کے لئے مناسب ہے اور ان کو بھی حدود کا خیال رکھنا چاہئے۔ رہے نمائشی لمبے چوڑے جبے یا سیاہ اور گیروا جوڑے پہن کر دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری دکھانا اور اپنا امتیاز جتانا تو یہ سراسر کبر و غرور کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسے عجیب و غریب اور مضحکہ خیز کپڑے بھی نہ پہنئے جس کے پہننے سے آپ خواہ مخواہ عجوبہ بن جائیں اور لوگ آپ کو ہنسی اور دل لگی کا موضوع بنالیں۔

(۱۴) ہمیشہ سادہ اور باوقار لباس پہنئے

ہمیشہ سادہ، باوقار اور مہذب لباس پہنئے اور لباس پر ہمیشہ اعتدال کے ساتھ خرچ کیجئے۔ لباس میں عیش پسندی اور ضرورت سے زیادہ نزاکت سے پرہیز کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''عیش پسندی سے دور رہو، اس لئے کہ خدا کے پیارے بندے عیش پرست نہیں ہوتے'' (مشکوٰۃ، باب فضل الفقراء الفصل الثالث)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض خاکساری اور عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کی تو خدا اس کو شرافت اور بزرگی کے لباس سے آراستہ فرمائے گا۔

(ابو داؤد، کتاب صفة القیامة–۲۴۸۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے'' (ابوداؤد)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خدا کے بہت سے بندے جن کی ظاہری حالت نہایت ہی معمولی ہوتی ہے بال پریشان اور غبار میں اٹے ہوئے کپڑے معمولی

اور سادہ ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظر میں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو خدا اُن کی قسم کو پورا ہی فرما دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ایک براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں" (ترمذی، کتاب المناقب-۳۸۵۴)

⑭ ناداروں کو لباس پہنائیے

خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے ان ناداروں کو بھی پہنائیے جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جنت کا سبز لباس پہنا کر اُس کی تن پوشی فرمائے گا" (ترمذی، كتاب صفة القيامة - ۲٤٤۹)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے، پہننے والے کے بدن پر رہیں گے، پہنانے والے کو خدا اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا"

(ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء فی ثواب من کسا مسلما - ۲٤۸٤)

⑮ اپنے خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق

اچھا لباس پہنائیے

اپنے ان نوکروں اور خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنائیے جو شب و روز آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے

ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کی سہار سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اُس کی مدد کرے" (بخاری، کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاهلية ... الخ ۳۰ و مسلم)

طہارت ونظافت

خدا نے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے" (مسلم، کتاب الطہارۃ-۵۳۴) یعنی آدھا ایمان تو یہ ہے کہ آدمی روح کو پاک و صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال رکھے۔ روح کی طہارت ونظافت یہ ہے کہ اس کو کفر وشرک اور معصیت وضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے صالح عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک وصاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔

طہارت ونظافت کے آداب

(۱) سو کر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالئے، کیا معلوم سوتے میں آپ کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہو۔

(۲) غسل خانے کی زمین پر پیشاب کرنے سے پرہیز کیجئے بالخصوص جب غسل خانے کی زمین کچی ہو۔

(۳) ضروریات سے فراغت کے لئے نہ قبلہ رُخ بیٹھئے اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ کیجئے۔ فراغت کے بعد ڈھیلے اور پانی سے استنجاء کیجئے یا صرف پانی سے طہارت حاصل کیجئے۔ لید، ہڈی اور کوئلے وغیرہ سے استنجاء نہ کیجئے اور استنجاء کے بعد صابون یا

مٹی سے خوب اچھی طرح ہاتھ دھو لیجئے۔

④ جب پیشاب پاخانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھانے نہ بیٹھے، فراغت کے بعد کھانا کھائیے۔

⑤ کھانا وغیرہ کھانے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیجئے، وضو میں بھی دائیں ہاتھ سے کام لیجئے اور استنجاء اور ناک وغیرہ صاف کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کیجئے۔

⑥ نرم جگہ پر پیشاب کیجئے تاکہ چھینٹیں نہ اُڑیں، اور ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیجئے، ہاں اگر زمین بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا کوئی اور واقعی مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں، لیکن عام حالات میں یہ بڑی گندی عادت ہے جس سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیے۔

⑦ ناک صاف کرنے یا بلغم تھوکنے کے لئے احتیاط کے ساتھ اُگالدان استعمال کیجئے یا لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی ضروریات پوری کیجئے۔

⑧ بار بار ناک میں انگلی ڈالنے اور ناک کی گندگی نکالنے سے پرہیز کیجئے۔ اگر ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اچھی طرح اطمینان سے صفائی کر لیجئے۔

⑨ رومال میں بلغم تھوک کر ملنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ الا یہ کہ مجبوری ہو۔

⑩ منہ میں پان بھر کر اس طرح باتیں نہ کیجئے کہ مخاطب پر چھینٹیں اُڑیں اور اُسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمباکو اور پان کثرت سے کھاتے ہوں تو منہ صاف رکھنے کا بھی انتہائی اہتمام کیجئے اور اس کا بھی لحاظ رکھئے کہ بات کرتے وقت اپنا منہ مخاطب کے قریب نہ لے جائیں۔

⑪ وضو کافی اہتمام کے ساتھ کیجئے اور اگر ہر وقت ممکن نہ ہو تو اکثر باوضو رہنے کی کوشش کیجئے جہاں پانی میسر نہ ہو، تیمم کر لیا کیجئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر وضو

شروع کیجئے اور وضو کے بعد یہ دُعا پڑھیے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(ترمذی، باب ما يقول بعد الوضوء — ۵۵)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ خدایا! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور بہت زیادہ پاک وصاف رہنے والے ہیں۔''

اور وضو سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھیے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (نسائی ٦ / ٥)

''خدایا تو پاک و برتر ہے اپنی حمد وثنا کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''قیامت کے روز میری اُمت کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کی پیشانیاں اور وضو کے اعضا نور سے جگمگا رہے ہوں گے پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھالے'' (بخاری ومسلم، کتاب الطہارۃ -۵۸۰)

⑫ پابندی کے ساتھ مسواک کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے اُمت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں اُن کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابوداؤد، باب السواک -۴۶) ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے، آپ ﷺ نے دیکھا تو تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔

⑬ ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ہی غسل کیجئے۔ جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیجئے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز میں شرکت کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے

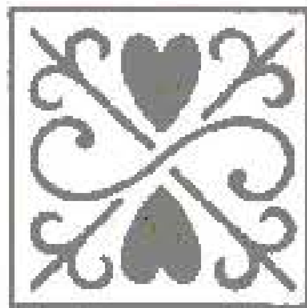
فرمایا: امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! امانت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا، اس سے بڑھ کر خدا نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے، پس جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کر لے۔

⑭ ناپاکی کی حالت میں نہ مسجد میں جائیے اور نہ مسجد میں سے گزریئے۔ اور اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر تیمّم کر کے مسجد میں جائیے اور گزریئے۔

⑮ بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے، ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بے ڈھنگے بالوں کو قینچی سے درست کر لیجئے، آنکھوں میں سرمہ بھی لگایئے، ناخن ترشوانے اور صاف رکھنے کا بھی اہتمام کیجئے اور سادگی اور اعتدال کے ساتھ مناسب زیب و زینت کا اہتمام کیجئے۔

⑯ چھینکتے وقت منہ پر رومال رکھ لیجئے تاکہ کسی پر چھینٹ نہ پڑے، چھینکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ "تمام تعریف اللہ کے لئے ہے" کہئے۔ سننے والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ "خدا آپ پر رحم فرمائے" کہے اور اس کے جواب میں یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ "خدا آپ کو ہدایت بخشے" کہئے۔

⑰ خوشبو کا کثرت سے استعمال کیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اُٹھنے کے بعد جب ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور لگاتے۔



صحت اس طرح سنبھالیئے

(۱) صحت خدا کی عظیم نعمت ہے

صحت خدا کی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی، صحت کی قدر کیجئے اور اُس کی حفاظت میں کبھی لاپرواہی نہ برتیئے۔ ایک بار جب صحت بگڑ جاتی ہے تو پھر بڑی مشکل سے بنتی ہے۔ جس طرح حقیر دیمک بڑے بڑے کتب خانوں کو چاٹ کر تباہ کر ڈالتی ہے۔ اسی طرح صحت کے معاملے میں معمولی سی خیانت اور حقیر بیماری زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ صحت کے تقاضوں سے غفلت برتنا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بے حسی بھی ہے اور خدا کی ناشکری بھی۔

انسانی زندگی کا اصل جوہر عقل واخلاق اور ایمان وشعور ہے۔ اور عقل واخلاق اور ایمان وشعور کی صحت کا دارومدار بھی بڑی حد تک جسمانی صحت پر ہے۔ عقل ودماغ کی نشوونما، فضائل اخلاق کے تقاضے، اور دینی فرائض کو ادا کرنے کے لئے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور اور مریض جسم میں عقل ودماغ بھی کمزور ہوتے ہیں۔ اور ان کی کارگزاری بھی نہایت ہی حوصلہ شکن اور جب زندگی اُمنگوں، ولولوں اور حوصلوں سے محروم ہو، اور ارادے کمزور ہوں، جذبات سرد اور مضمحل ہوں تو ایسی بے رونق زندگی جسمِ ناتواں کے لئے وبال بن جاتی ہے۔

زندگی میں مومن کو جو اعلیٰ کارنامے انجام دینا ہیں اور خلافت کی جس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو، عقل ودماغ میں قوت ہو، ارادوں میں مضبوطی ہو، حوصلوں میں بلندی ہو اور زندگی ولولوں، اُمنگوں اور اعلیٰ جذبات سے بھرپور ہو۔ صحت مند اور زندہ دل افراد سے ہی زندہ قومیں بنتی ہیں اور ایسی ہی قومیں کارگاہِ حیات میں اعلیٰ قربانیاں پیش کر کے اپنا مقام

پیدا کرتی ہیں اور زندگی کی قدر و عظمت سمجھاتی ہیں۔ ہمیشہ خوش و خرم، ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہیے، خوش باشی، خوش اخلاقی، مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پر کشش اور صحت مند رکھئے۔ غم، غصہ، رنج و فکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی اُلجھنوں سے دور رہیے۔ یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی اُلجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو'' (مشکوٰۃ)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جارہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خدا اس سے بے نیاز ہے کہ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو''

(مسلم، کتاب النذر – ٤٢٤٧)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چال چل رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو روکا اور پوچھا: ''تمہیں کیا بیماری ہے''؟ اُس نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے''۔ آپؓ نے اپنا دُرّہ اُٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا: ''راستہ پر پوری قوت کے ساتھ چلو۔''

نبی کریم ﷺ جب راستے پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے کسی نشیب میں اُتر رہے ہوں۔

(ترمذی، کتاب المناقب – ٣٦٣٧)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا''

(ترمذی، کتاب المناقب، باب ما رأیت احدا اکثر تبسما – ٣٦٤١)

اور نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو جو دُعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ. (مسلم، ترمذی، کتاب الدعوات - ۳۵۷۲)

"خدایا میں اپنے کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، پریشانی سے، غم سے، بے چارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں"

اپنے جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیے، جسمانی قوتوں کو ضائع نہ کیجئے، جسمانی قوتوں کا یہ حق ہے کہ اُن کی حفاظت کی جائے اور اُن سے اُن کی برداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اتنا ہی عمل کرو جتنا کرسکنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔ اس لئے کہ خدا نہیں اُکتا تا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ" (بخاری)

حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ دھوپ میں کھڑے ہوگئے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تو وہ سائے کی طرف ہٹ گئے۔

(الادب المفرد، باب لا یجلس علی حرف الشمس - ۱۱۷۴)

اور آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں رہے اور کچھ سائے میں۔

قبیلۂ باہلہ کی ایک خاتون حضرت مجیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میرے ابا رسول اللہ ﷺ کے یہاں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ اور دین کی کچھ اہم باتیں معلوم کرکے گھر واپس آگئے۔ پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (تو نبی ﷺ اُنہیں بالکل نہ پہچان سکے) تو اُنہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نہیں، میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا، اپنا تعارف کراؤ۔'' اُنہوں نے کہا: ''میں قبیلہ باہلہ کا ایک فرد ہوں، پچھلے سال بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا'' تو نبی کریم ﷺ نے کہا، ''یہ تمہاری حالت کیا ہو رہی ہے، پچھلے سال جب آئے تھے تب تو تمہاری شکل وصورت اور حالت بڑی اچھی تھی۔'' اُنہوں نے بتایا کہ جب سے میں آپ ﷺ کے پاس سے گیا ہوں، اس وقت سے اب تک برابر روزے رکھ رہا ہوں، صرف رات میں کھانا کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے خواہ مخواہ اپنے کو عذاب میں ڈالا (اور اپنی صحت برباد کر ڈالی) پھر آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھو، اور اس کے علاوہ ہر مہینے ایک روزہ رکھ لیا کرو۔'' اُنہوں نے کہا، ''حضور ﷺ! ایک دن سے زیادہ کی اجازت دیجئے۔ ارشاد فرمایا: اچھا ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کرو۔ اُنہوں نے پھر کہا، حضور ﷺ! کچھ اور زیادہ کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا، ہر مہینے میں تین دن۔'' اُنہوں نے کہا، حضور ﷺ! کچھ اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا ہر سال اشہر حُرم (رجب، شوال، ذیعقدہ اور ذی الحجہ) میں روزے رکھو، اور چھوڑ دو۔ ایسا ہی ہر سال کرو۔'' یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا، اُن کو ملایا پھر چھوڑ دیا (اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ رجب، شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں روزے رکھا کرو اور کسی سال ناغہ بھی کر دیا کرو) (ابوداؤد، باب فی صوم اشہر الحرم ۲۴۲۸)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ذلیل کرے۔'' لوگوں نے پوچھا، ''مومن بھلا کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اپنے آپ کو ناقابل برداشت آزمائش میں ڈال دیتا ہے'' (ترمذی)

④ جفاکشی اور بہادری کی زندگی گذاریئے

ہمیشہ سخت کوشی، جفاکشی، محنت، مشقت اور بہادری کی زندگی گزاریئے، ہر طرح

کی سختیاں جھیلنے اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالیئے اور سخت جان بن کر سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کا اہتمام کیجئے۔ آرام طلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کاہل، عیش کوش، پست ہمت اور دنیا پرست نہ بنئے۔

نبی کریم ﷺ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ "معاذ! اپنے کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا، اس لئے کہ خدا کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے" (مشکوٰۃ، باب فضل الفقراء الفصل الثالث)

اور حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے" (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ ﷺ تیرنے سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اس لئے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔ ایک بار ایک تالاب میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے چند صحابی تیر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرما دی، کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ آپ ﷺ تیرتے ہوئے اُن تک پہنچے اور جا کر اُن کی گردن پکڑ لی۔

نبی کریم ﷺ کو سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا، آپ ﷺ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے اپنی آستین سے اس کا منہ پونچھتے اور صاف کرتے۔ اُس کی ایال کے بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اُس کی پیشانی سے قیامت تک کے لئے وابستہ ہے"۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تیر چلانا سیکھو۔ گھوڑے پر سوار ہوا کرو، تیر اندازی کرنے والے مجھے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں سے بھی زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اُس نے خدا کی نعمت

کی قدر نہیں کی۔" (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب الرمی-۲۵۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خطرے کے موقع پر مجاہدین کی پاسبانی کی اُس کی یہ رات شب قدر سے زیادہ افضل ہے۔ (حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "میری اُمت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں اُس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تو کسی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس زمانہ میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ٹوٹ پڑیں گی؟ ارشاد فرمایا: نہیں، اُس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی، بلکہ تم بڑی تعداد میں ہوگے، البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہوگے۔ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں پست ہمتی گھر کرلے گی اس پر ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پست ہمتی کس وجہ سے آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے۔"

(النہایہ فی الفتن والملاحم، باب ذکر انواع من الفتن، صفحہ ۳۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین زندگی اس شخص کی زندگی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے خدا کی راہ میں اس کو اُڑاتا پھرتا ہے، جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوڑ گیا، قتل اور موت سے ایسا بے خوف ہے گویا اُس کی تلاش میں ہے" (مشکوۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاوّل)

(۳) خواتین بھی سخت کوشی اور محنت ومشقت کی زندگی گزاریں

خواتین بھی سخت کوشی اور محنت ومشقت کی زندگی گزاریں، گھر کا کام کاج اپنے

ہاتھوں سے کریں، چلنے پھرنے اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، آرام طلبی سستی اور عیش کوشی سے پرہیز کریں اور اولاد کو بھی شروع سے سخت کوش، جفاکش اور سخت جان اُٹھانے کی کوشش کریں۔ گھر میں ملازم ہوں تب بھی اولاد کو بات بات میں ملازم کا سہارا لینے سے منع کریں، اور عادت ڈلوائیں کہ بچے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ باورچی خانے کا کام خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، کپڑے دھوتیں، سینے پرونے کا کام کرتیں اور محنت مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدانِ جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو، اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اُس کے چہرے بشرے سے محنت کی تھکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگجا پن بھی ظاہر ہو رہا ہو، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔“ آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے فرمایا:

④ سحر خیزی کی عادت ڈالیئے

سحر خیزی کی عادت ڈالیئے۔ سونے میں اعتدال کا خیال رکھئے، نہ اتنا کم سوئیے کہ جسم کو پوری طرح آرام و سکون نہ مل سکے اور اعضاء میں تھکان اور شکستگی رہے اور نہ اتنا زیادہ سوئیے کہ سستی اور کاہلی پیدا ہو۔ رات کو جلد سونے اور صبح کو جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیئے۔

صبح اُٹھ کر خدا کی بندگی بجا لائیے۔ اور چمن یا میدان میں ٹہلنے اور تفریح کرنے

کے لئے نکل جایئے۔ صبح کی تازہ ہوا صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ روزانہ اپنی جسمانی قوت کے لحاظ سے مناسب اور ہلکی پھلکی ورزش کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: عشاء کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے جس کو کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا پھر گھر والوں سے ضرورت کی بات چیت کرنی ہو۔

⑤ ضبطِ نفس کی عادت ڈالیئے

ضبطِ نفس کی عادت ڈالیئے۔ اپنے جذبات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھیے۔ اپنے دل کو بہکنے، خیالات کو منتشر ہونے اور نگاہ کو آوارہ ہونے سے بچایئے خواہشات کی بے راہ روی اور نظر کی آوارگی سے قلب و دماغ، سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال، ملاحت و کشش اور مردانہ صفات کی دلکشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہمت، پست حوصلہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"آنکھوں کا زنا بدنگاہی اور زبان کا زنا بے حیائی کی گفتگو ہے۔ نفس تقاضے کرتا ہے اور شرمگاہ یا تو اُس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب؟"

کسی حکیم و دانا نے کہا:

مسلمانو! بدکاری کے قریب نہ پھٹکو، اس میں تین خرابیاں ہیں:

① آدمی کے چہرے کی رونق اور کشش جاتی رہتی ہے۔

② آدمی پر فقر و افلاس کی مصیبت نازل ہوتی ہے۔

③ اور اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔

⑥ نشہ آور چیزوں سے بچیئے

نشہ آور چیزوں سے بچیئے۔ نشہ آور چیزیں دماغ کو بھی متاثر کرتی ہیں اور معدے کو بھی۔ شراب تو خیر حرام ہے ہی اس کے علاوہ بھی جو نشہ لانے والی چیزیں ہیں اُن سے بھی پرہیز کیجئے۔

⑦ ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھئے

ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھئے۔ جسمانی محنت میں، دماغی کاوش میں، ازدواجی تعلق میں، کھانے پینے میں، سونے اور آرام کرنے میں فکر مند رہنے اور ہنسنے میں، تفریح میں اور عبادت میں، رفتار و گفتار میں غرض ہر چیز میں اعتدال رکھئے اور اس کو خیر و خوبی کا سرچشمہ تصور کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے۔ ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی بھلی ہے اور عبادت میں درمیانی روش کیا ہی بہتر ہے'' (مسند بزار، کنز العمال)

⑧ کھانا وقت پر کھائیے

کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیے۔ پُرخوری سے بچیئے، ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کیجئے۔ کھانا بھوک لگنے پر ہی کھائیے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اُٹھ جائیے۔ بھوک سے زیادہ تو ہرگز نہ کھائیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے''

(ترمذی، کتاب الاطعمة-١٨١٨)

صحت کا دارومدار معدے کی صحت مندی پر ہے۔

''معدہ بدن کے لئے حوض کی مانند ہے اور رگیں اس حوض سے سیراب ہونے

والی ہیں پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحت سے سیراب ہو کر لوٹیں گی اور اگر معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوس کر لوٹیں گی''

(مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، الفصل الثالث)

کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے'' (ترمذی، کتاب الاطعمۃ - ۱۸۲۰)

⑨ ہمیشہ سادہ کھانا کھایئے

ہمیشہ سادہ کھانا کھایئے۔ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھایئے، زیادہ گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیجئے۔ مسالوں، چٹخاروں اور ضرورت سے زیادہ لذت طلبی سے پرہیز کیجئے۔ ایسی غذاؤں کا اہتمام کیجئے جو زود ہضم اور سادہ ہوں اور جن سے جسم کو صحت اور توانائی ملے۔ محض لذت طلبی اور زبان کے چٹخاروں کے پیچھے نہ پڑیئے۔

نبی کریم ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔ زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے۔ گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ خدا نے ہم کو آگ نہیں کھلائی ہے اور کبھی ارشاد فرماتے، گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ گوشت پسند فرماتے اور خاص طور پر دست، گردن اور پیٹھ کا گوشت رغبت سے کھاتے۔ درحقیقت جسم کو قوت بخشنے اور مجاہدانہ مزاج بنانے کے لئے گوشت ایک اہم اور لازمی غذا ہے اور مومن کا سینہ ہمہ وقت مجاہدانہ جذبات سے آباد رہنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کئے بغیر مر گیا اور اُس کے دل میں اُس کی آرزو بھی نہیں تھی، وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا''

(مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاوّل)

⑩ کھانا اطمینان سے اور چبا کر کھایئے

کھانا نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ خوب چبا چبا کر کھایئے۔ غم و غصہ، رنج

اور گھبراہٹ کی حالت میں کھانے سے پرہیز کیجئے۔ خوشی اور ذہنی سکون کی حالت میں اطمینان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ جسم کو قوت پہنچاتا ہے اور رنج و فکر اور گھبراہٹ میں جو کھانا نگلا جاتا ہے وہ معدہ پر بُرا اثر ڈالتا ہے اور اس سے جسم کو خاطر خواہ قوت نہیں مل پاتی۔ دستر خوان پر نہ تو بالکل افسردہ اور غم زدہ ہو کر بیٹھئے اور نہ حد سے بڑھی ہوئی خوش طبعی کا مظاہرہ کیجئے کہ دستر خوان پر قہقہے بلند ہونے لگیں۔ کھانے کے دوران قہقہے لگانا بعض اوقات جان کے لئے خطرہ کا باعث بن جاتا ہے۔

دستر خوان پر اعتدال کے ساتھ ہنستے بولتے رہئے، خوشی اور نشاط کے ساتھ کھانا کھایئے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کیجئے اور جب بیمار ہو تو پرہیز بھی پورے اہتمام سے کیجئے۔

اُمّ منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، وہ بھی نوش فرمانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو روک دیا، کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو تم مت کھاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رُک گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے رہے۔ اُم منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چقندر لے کر پکائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! یہ کھاؤ یہ تمہارے لئے مناسب غذا ہے۔"

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی صفة ادام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس سے فرماتے جاتے۔ کھایئے، کھایئے، جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصرار سے باز آتے۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوشگوار فضا اور خوشی کے ماحول میں مناسب گفتگو کرتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔

(۱۱) دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجئے

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کیجئے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجئے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ۔ دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ۔ رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیلولہ پانچ گھنٹہ کا ہو بلکہ تھوڑی دیر آرام کر کے اپنے کام پر لگ جاؤ۔

(۱۲) آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجئے

آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجئے۔ تیز روشنی سے آنکھیں نہ لڑائیے۔ سورج کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھئے، زیادہ مدھم یا زیادہ تیز روشنی میں نہ پڑھئے۔ ہمیشہ صاف اور معتدل روشنی میں مطالعہ کیجئے۔ زیادہ جاگنے سے بھی پرہیز کیجئے۔ دھول غبار سے آنکھوں کو بچائیے، آنکھوں میں سرمہ لگائیے اور ہمیشہ آنکھیں صاف رکھنے کی کوشش کیجئے، کھیتوں، باغوں اور سبزہ زاروں میں سیر و تفریح کیجئے۔ سبزہ دیکھنے سے نگاہوں پر اچھا اثر پڑتا ہے آنکھوں کو بدنگاہی سے بچائیے۔ اس سے آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، مومن کا فرض ہے کہ وہ خدا کی اس نعمت کی قدر کرے اُس کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ اس کی حفاظت اور صفائی کا اہتمام رکھے۔ وہ ساری تدبیریں اختیار کرے جن سے آنکھوں کو فائدہ پہنچے اور ان باتوں سے بچا رہے جن سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اسی طرح جسم کے دوسرے اعضاء اور قویٰ کی حفاظت کا بھی خیال رکھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”لوگو! آنکھوں میں اثمد سرمہ لگایا کرو۔ سرمہ آنکھ کے میل کو دور کرتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے“

(ترمذی، کتاب اللباس، باب الاکتحال – ۱۷۵۷)

(۱۴۳) دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجئے

دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجئے۔ دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمے پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دانت مضبوط بھی رہتے ہیں۔ مسواک کی عادت ڈالیئے، منجن وغیرہ کا بھی استعمال رکھئے۔ پان یا تمباکو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو خراب نہ کیجئے۔ کھانے کے بعد بھی دانتوں کو اچھی طرح صاف کرلیا کیجئے۔

دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف فرماتے" (بخاری، کتاب الوضوء، باب السواك-۲۴۵، مسلم-۵۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ہم نبی کریم ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتے تھے، جس وقت بھی خدا کا حکم ہوتا آپ ﷺ اُٹھ بیٹھتے تھے اور مسواک کرتے تھے۔ پھر وضو کر کے نماز ادا فرماتے تھے" (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تم لوگوں کو مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر چکا ہوں (نسائی، باب الاکثار فی السواك)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور خدا کو راضی کرنے والی ہے۔"

(نسائی، باب الترغیب فی السواك-۵)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اگر میں اپنی اُمت کے لئے شاق نہ سمجھتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (نسائی-۷)۔

ایک بار آپ ﷺ سے ملنے کے لئے کچھ مسلمان خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا: "تمہارے دانت پیلے کیوں نظر آرہے ہیں؟ مسواک کیا کرو" (مسند احمد)

⑭ بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجئے

بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجئے۔ ان ضرورتوں کو روکنے سے معدے اور دماغ پر نہایت برے اثرات پڑتے ہیں۔

⑮ طہارت و نظافت کا پورا اہتمام کیجئے

پاکی، طہارت اور نظافت کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ قرآن حکیم میں ہے:
''خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے جو بہت زیادہ پاک و صاف رہتے ہیں''

(التوبہ، آیت ۱۰۸)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے''

(مشکوۃ، کتاب الطھارۃ)

صفائی اور پاکیزگی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے طہارت کے تفصیلی احکام دیئے ہیں اور ہر معاملے میں طہارت و نظافت کی تاکید کی ہے۔ کھانے، پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھئے۔ انہیں گندہ ہونے سے بچایئے اور مکھیوں سے حفاظت کیجئے۔ برتنوں کو صاف ستھرا رکھئے۔ لباس اور لیٹنے بیٹھنے کے بستروں کو پاک صاف رکھئے۔ اُٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھئے۔ جسم کی صفائی کے لئے وضو اور غسل کا اہتمام کیجئے۔ جسم اور لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور پاکیزگی سے روح کو بھی سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور تازگی ملتی ہے اور بحیثیت مجموعی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب سے میں اسلام لایا ہوں ہر نماز کے لئے باوضو رہتا ہوں''

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کل تم مجھ سے

پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟" بولے: یارسول اللہ ﷺ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر کے ہمیشہ وضو کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا ہوں"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر خدا کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن غسل کیا کرے، اور اپنے سر اور بدن کو دھویا کرے"

(بخاری، کتاب الجمعة باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل ... الخ – ۸۹۸)

راستہ اس طرح چلئے

① درمیانی چال چلئے

راستے میں درمیانی چال چلئے نہ اتنا جھپٹ کر چلئے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے لئے تماشا بن جائیں اور نہ اتنے سست ہو کر رینگنے کی کوشش کیجئے کہ لوگ بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کرنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اُٹھا کر رکھتے، قدم گھسیٹ کر کبھی نہ چلتے۔

② وقار اور نیچی نگاہ سے چلئے

ادب و وقار کے ساتھ نیچے دیکھتے ہوئے چلئے اور راستہ میں اِدھر اُدھر ہر چیز پر نگاہ ڈالتے ہوئے نہ چلئے۔ ایسا کرنا سنجیدگی اور تہذیب کے خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ چلتے وقت اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے جیسے کوئی بلندی سے پستی کی طرف اُتر رہا ہو۔ آپ ﷺ وقار کے ساتھ ذرا تیز چلتے اور بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے اور چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ دیکھتے۔

③ خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلئے

خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلئے۔ اکڑتے ہوئے نہ چلئے، نہ تو آپ اپنی

ٹھوکر سے زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ پہاڑوں کی اونچائی کو پہنچ سکتے ہیں، پھر بھلا اکڑنے کی کیا گنجائش ہے۔

(۴) ہمیشہ جوتے پہن کر چلیے

ہمیشہ جوتے پہن کر چلیے۔ ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے پرہیز کیجیے۔ جوتے کے ذریعے پاؤں کانٹے کنکر اور دوسری تکلیف دہ چیزوں سے بھی محفوظ رہتا ہے اور موذی جانوروں سے بھی بچا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکثر جوتے پہنے رہا کرو۔ جوتا پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے''۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال - ۴۱۳۳)

(۵) راستہ چلنے میں تہذیب ووقار کا بھی لحاظ رکھئے

راستہ چلنے میں حسن ذوق اور تہذیب ووقار کا بھی لحاظ رکھئے، یا تو دونوں جوتے پہن کر چلیے یا دونوں جوتے اُتار کر چلیے۔ ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا بڑی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ اگر واقعی کوئی معذوری نہ ہو تو اس بدذوقی اور بے تہذیبی سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں اُتار کر چلے''

(ترمذی، کتاب اللباس-۱۷۷۴)

(۶) چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے

چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے تاکہ اُلجھنے کا خطرہ نہ رہے۔ نبی کریم ﷺ چلتے وقت اپنا تہبند ذرا اُٹھا کر سمیٹ لیتے۔

(۷) ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلیے

ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلیے۔ آگے چل چل کر اپنی

امتیازی شان نہ جتائیے۔ کبھی کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ، ہاتھ میں لے کر بھی چلئے۔ نبی کریم ﷺ ساتھیوں کے ساتھ چلنے میں کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے پیچھے چلتے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔

⑧ راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے

راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ راستے میں رُک کر یا بیٹھ کر آنے جانے والوں کو تکنے سے پرہیز کیجئے اور اگر کبھی راستہ میں رکنا یا بیٹھنا پڑے تو راستہ کا حق ادا کرنے کے لئے چھ باتوں کا خیال رکھئے۔

① نگاہیں نیچی رکھئے۔
② تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجئے۔
③ سلام کا جواب دیجئے۔
④ نیکی کی تلقین کیجئے اور بری باتوں سے روکیئے۔
⑤ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایئے۔
⑥ اور مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجئے۔

⑨ راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے

راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے۔ برے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجئے۔

⑩ راستے میں مرد اور عورت مل جل کر نہ چلیں

راستے میں مرد اور عورت مل جل کر نہ چلیں۔ عورت کو بیچ راستے سے بچ کر کنارے کنارے چلنا چاہئے اور مردوں کو چاہئے کہ اُن سے بچ کر چلیں۔ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ٹکرائیں۔

(۱۱) عورتیں پردہ کا مکمل اہتمام کریں

شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پر چلیں تو برقع یا چادر سے اپنے جسم، لباس اور زیب وزینت کی ہر چیز کو خوب اچھی طرح چھپالیں اور چہرے پر نقاب ڈالے رہیں۔

(۱۲) عورتیں راستہ میں ان چیزوں سے بچیں

کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلیں جس میں چلتے وقت جھنکار پیدا ہو دبے پاؤں چلیں تاکہ اُس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

عورتیں پھیلنے والی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں، ایسی عورتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

(۱۳) گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھئے

گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھئے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ وَاَنْ نَّضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَآ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔

(مسند احمد، ترمذی، کتاب الدعوات-۳۴۲۷)

"خدا ہی کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگمگا دے۔ ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور ہمیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر ظلم کر بیٹھیں یا کوئی

اور ہم پر زیادتی کرے یا ہم خود نادانی پر اُتر آئیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے"

⑭ بازار جائیں تو یہ دعا پڑھیں

بازار جائیں تو یہ دُعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ بِهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً ط

"خدا کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں) خدایا میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں میں جھوٹی قسم کھا بیٹھوں یا ٹوٹے (نقصان) کا کوئی سودا کر بیٹھوں"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دُعا پڑھ لے، خدا اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا، دس لاکھ خطائیں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کردے گا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط

(ترمذی، باب ما یقول اذا دخل السوق - ۳۴۲۹)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اقتدار اُسی کا ہے وہی شکر و تعریف کا مستحق ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ وہی زندۂ جاوید ہے، اس کے لئے موت نہیں، ساری بھلائی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

سفر اس طرح کیجئے

① سفر جمعرات کے دن شروع کیجئے

سفر کے لئے ایسے وقت روانہ ہونا چاہئے کہ کم سے کم وقت خرچ ہو اور نمازوں کے اوقات کا بھی لحاظ رہے۔ نبی کریم ﷺ خود سفر پر جاتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو عام طور پر جمعرات کے دن کو مناسب خیال فرماتے۔

② سفر تنہا نہ کیجئے

سفر تنہا نہ کیجئے۔ ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھ لیجئے۔ اس سے راستہ میں سامان وغیرہ کی حفاظت اور دوسری ضروریات میں بھی سہولت رہتی ہے۔ اور آدمی بہت سے خطرات سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرے۔'' (بخاری، کتاب الجهاد، باب السیر وحده – ۲۹۹۸)

ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مسافر سے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے۔ مسافر بولا، یارسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے، میں اکیلا آیا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرجل یسافر وحده–۲۶۰۷)

اور چار ساتھ ہوں تو بہت ہی اچھا ہے۔ (ابوداؤد)

③ عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ساتھ سفر کرنا چاہئے

عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ہمراہ سفر کرنا چاہئے۔ ہاں اگر ایک آدھ دن کا معمولی

سفر ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط یہی ہے کہ کبھی تنہا سفر نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جو عورت خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا کرے۔ وہ اتنا بڑا سفر اسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اُس کے والد ہوں، بھائی ہو، شوہر ہو یا اس کا اپنا لڑکا ہو یا پھر اور کوئی محرم ہو۔ (مسلم، کتاب الحج-۳۲۷۰)

اور ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ عورت کو ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر بھی تنہا نہ جانا چاہئے۔ (مسلم، کتاب الحج-۳۲۶۸)

(۴) سواری جب حرکت میں آئے تو یہ دُعا پڑھئے

سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دُعا پڑھئے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ، وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ط (مسلم، ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل اذا سافر، ترمذی)

"پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے، یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ خدایا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں، خدایا ہم پر یہ سفر آسان فرما دے اور اس کا فاصلہ ہمارے لئے مختصر کر دے۔ خدایا تو ہی اس سفر میں رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگراں ہے، خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں، سفر کی مشقتوں سے،

ناگوار منظر سے، اور اپنے مال سے، اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔"

⑤ راستے میں دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال کیجئے

راستے میں، دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھیے۔ راستہ کے ساتھی کا بھی حق ہے۔ قرآن میں ہے: وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ "اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ حسن سلوک کرو" پہلو کے ساتھی سے مراد ہر ایسا آدمی ہے جس سے کہیں بھی کسی وقت آپ کا ساتھ ہو جائے۔ سفر کے دوران کی مختصر رفاقت کا بھی یہ حق ہے کہ آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول و عمل سے اُس کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہنچے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے، جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے، اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف وہی جو خدا کی راہ میں شہادت پائے" (مشکوۃ، باب آداب السفر الفصل الثالث)

اور فرمایا کہ سفر میں جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد کھانے پینے کی چیزیں ہوں تو اُن لوگوں کا خیال کرے جن کے پاس اپنا توشہ نہ ہو۔ (مسلم)

⑥ سفر پر روانہ ہوتے وقت اور واپسی پر دو رکعت پڑھیے

سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اور واپس آنے پر دو رکعت شکرانے کے نفل پڑھیے۔ نبی کریم ﷺ کا یہی عمل تھا۔

⑦ بلندی پر چڑھتے وقت یہ دعا پڑھیے

جب آپ کی گاڑی، بس یا جہاز بلندی پر چڑھے یا اُترے تو یہ دُعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَّلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ط

’’خدایا! تجھے ہر بزرگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے، حمد و شکر ہر حال میں تیرا ہی حق ہے‘‘

⑧ رات کو کہیں محفوظ مقام پر قیام کیجئے

رات کو کہیں قیام کرنا پڑے تو محفوظ مقام پر قیام کیجئے۔ جہاں چور ڈاکو سے بھی آپ کی جان و مال محفوظ ہو اور موذی جانوروں کا بھی کوئی کھٹکا نہ ہو۔

⑨ سفر کی ضرورت پوری ہونے پر جلدی واپس ہو جایئے

سفر کی ضرورت پوری ہونے پر گھر واپس آنے میں جلدی کیجئے۔ بلاضرورت گھومنے پھرنے سے پرہیز کیجئے۔

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے تمہیں نیند سے اور کھانے پینے سے روکتا ہے، لہٰذا جب وہ کام پورا ہو جائے جس کے لئے گئے تھے تو جلد گھر واپس ہو جاؤ (مسلم-۴۹۶۱)

⑩ سفر سے واپسی پر بغیر اطلاع گھر نہ آیئے

سفر سے واپسی پر یکا یک بغیر اطلاع، رات کو گھر میں نہ آیئے۔ پہلے سے اطلاع دیجئے، ورنہ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجئے کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کے لئے تیار ہو سکیں۔

آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو چاشت کے وقت مدینہ میں داخل ہوتے اور پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر ذرا دیر لوگوں کی ملاقات کے لئے وہیں تشریف فرما رہتے۔

(ابو داؤد. باب فی الصلاۃ عند القدوم من السفر ۲۷۸۱)

⑪ سفر میں کوئی ساتھی ہوں تو ان کے آرام کا خیال رکھئے

سفر میں اگر جانور ساتھ ہوں تو ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھئے اور اگر

کوئی سوار ہو تو اس کی ضروریات اور حفاظت کا بھی اہتمام کیجئے آپ کا ڈرائیور ہو تو اس کے آرام کا خیال کیجئے چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔

جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ (یعنی ان پر سوار ہو کر کھڑا کئے ہوئے باتیں نہ کرو کیونکہ اس سے جانوروں کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ باتیں کرنی ہیں تو زمین پر اُتر جاؤ، جب چلنے لگو تو پھر سوار ہو جاؤ۔

(ابو دائود، کتاب الجهاد، باب فی الوقوف علی الدابته - ۲۵۶۷)

جب منزل پر اتریں تو جانوروں کے کجاوے اور زینیں کھول دیں بعد میں نفل نماز میں (یا کسی اور کام میں) مشغول ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی عمل تھا۔

(ابو دائود، کتاب الجهاد، باب فی نزول المنازل، ۲۵۵۱)

جب سرسبزی کے زمانے میں جانوروں پر سفر کرو تو اونٹوں (اور دوسرے جانوروں) کو ان کا حق دے دو جو زمین میں ہے یعنی ان کو چراتے ہوئے لے جاؤ۔

اور جب خشک سالی میں سفر کرو (جبکہ جنگل میں گھاس پھوس نہ ہو) تو رفتار میں تیزی اختیار کرو (تاکہ جانور جلدی منزل پر پہنچ کر آرام پا لے) اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے پہلے سفر ختم کر دو کہ جانور بالکل بے جان ہو جائے۔ (مسلم-۴۹۶۰)

جانوروں کے گلے میں تانت نہ ڈالو کیونکہ اس سے گلا کٹ جانے کا خطرہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

اور جب رات کو جنگل میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ میں قیام کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ رات کو طرح طرح کے جانور اور زہریلے کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں اور راستے میں پھیل جاتے ہیں۔ (ترمذی، ابواب الادب-۲۸۵۸)

جب کسی منزل پر اُترو تو سب اکٹھے قیام کرو اور ایک ہی جگہ رہو اور دور دور قیام نہ کرو۔ (ابوداؤد)

جب کوئی شخص اپنی سواری پر بٹھانے لگے اور آگے بٹھانے کی درخواست کرے

تو اُسے بتا دو کہ آگے بیٹھنے کا تیرا ہی حق ہے پھر بھی وہ آگے بیٹھنے کی درخواست کرے تو قبول کرلو (ترمذی، ابواب الآداب، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ۲۷۷۳)

(۱۲) سفر میں مذکورہ چیزیں ساتھ رکھئے

جاڑے کے موسم میں ضروری بستر وغیرہ ساتھ رکھئے اور میزبان کو بے جا پریشانی میں مبتلا نہ کیجئے۔

سفر میں پانی کا برتن لوٹا اور جانماز اور قبلہ نما آلہ ساتھ رکھئے۔ تاکہ استنجا، وضو، نماز اور پانی پینے کی تکلیف نہ ہو۔

(۱۳) چند آدمی ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرما لیجئے

چند آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرما لیجئے، البتہ ہر شخص اپنا ٹکٹ، ضرورت بھر رقم اور دوسرا ضروری سامان اپنے قبضے میں رکھے۔

اور فرمایا کہ سفر میں اپنے ساتھیوں کا سردار وہ ہے جو اُن کا خدمت گزار ہو۔ جو شخص خدمت میں آگے بڑھ گیا کسی عمل کے ذریعہ اس کے ساتھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے، ہاں اگر کوئی شہید ہو جائے تو وہ آگے بڑھ جائے گا۔ (بیہقی)

سفر میں جن لوگوں کے پاس کتا یا گھنٹی ہو تو اُن کے ساتھ رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے۔ (ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب في تعليق الاجراس - ۲۵۵۵)

آج کل موبائل میں میوزک کی گھنٹی بھی اس میں شامل ہے۔

(۱۴) سفر میں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھئے

جب سفر میں کہیں رات ہو جائے تو یہ دُعا پڑھئے:

يَآ اَرْضُ! رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَط

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا نزل المنزل - ۲۶۰۳)

''اے زمین! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے شر سے اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ میں خدا نے پیدا کی ہیں اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، اور سیاہ اژدہے سے اور سانپ بچھو سے، اور اس شہر کے باشندوں کے شر سے اور ہر والد اور مولود کے شر سے''

⑮ سفر سے واپسی پر یہ دعا پڑھئے

اور جب سفر سے گھر واپس آئیں تو یہ دعا پڑھئے:

اَوْبًا اَوْبًا لِّرَبِّنَا تَوْبًا لَّا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًاط (حصن حصین)

''پلٹنا ہے، اپنے رب ہی کی طرف پلٹنا ہے اور اپنے رب ہی کے حضور توبہ ہے، ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہنے دے''

⑯ کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور تک ساتھ جائیے

جب کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور اُس کے ساتھ جائیے۔ رخصت کرتے وقت اس سے بھی دُعا کی درخواست کیجئے اور اس کو یہ دُعا دیتے ہوئے رخصت کیجئے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ط

''میں تمہارے دین، امانت اور خاتمۂ عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔''

(حصن حصین، ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الدعاء عند الوداع - ۲۶۰۰)

⑰ کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے

جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے اور اظہارِ محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجئے یا معانقہ بھی کیجئے۔

رنج وغم کے اوقات کیسے گزاریں

① مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجئے

مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجئے۔ کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج وغم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجئے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم، مصیبت وتکلیف، آفت یا ناکامی اور نقصان سے بے خوف اور مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مؤمن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہو کر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ مایوسی کا شکار ہو کر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لیتا ہے اور مؤمن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔ وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا، خدا کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لئے کرتا ہے، یقیناً اس میں خیر کا پہلو ہوگا۔ مؤمن کو ایسا روحانی سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے، خدا کا ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَاط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ. لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ ط

(الحدید: ۲۲-۲۳)

جو مصائب بھی روئے زمین میں آتے ہیں اور جو آفتیں بھی ہم پر آتی ہیں وہ سب اس سے پہلے کہ ہم انہیں وجود میں لائیں، ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ) ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات خدا کے لئے آسان ہے تا کہ تم

اپنی ناکامی پر غم نہ کرتے رہو!

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مؤمن بڑے سے بڑے سانحے کو بھی قضا وقدر کا فیصلہ سمجھ کر اپنے غم کا علاج پالیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا، وہ ہر معاملے کی نسبت اپنے مہربان خدا کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جمالیتا ہے اور صبر وشکر کر کے ہر شر میں سے اپنے لئے خیر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مؤمن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سمیٹتا ہے، اگر وہ دکھ، بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشی اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ خوشحالی اُس کے لئے خیر کا سبب بنتی ہے۔'' (مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب المومن امره كله خير - ۷۵۰۰)

④ تکلیف کی خبر سنتے ہی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھئے

جب رنج وغم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت میں خدانخواستہ گرفتار ہو جائیں تو فوراً اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ، آیت:۱۵۶) پڑھئے۔ ''ہم خدا ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں'' (مسلم، کتاب الجنائز-۲۱۲۶)

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا ہے، اُسی نے دیا ہے اور وہی لینے والا ہے، ہم بھی اسی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑی خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ کسی وقت بھی اُس کے ماتھے پر شکن نہ آئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ: ۱۵۶-۱۵۷)

اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور خوش خبری ان لوگوں کو دیجئے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں ''ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔'' ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہوگی اور ایسے ہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب کوئی بندہ مصیبت پڑنے پر اِنَّا لِلّٰهِ... الخ پڑھتا ہے تو خدا اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے، اس کو اچھے انجام سے نوازتا ہے، اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتا ہے''

(ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر عند المصیبة - ۱۵۹۸)

ایک بار نبی کریم ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ کسی نے کہا، یا رسول اللہ! کیا چراغ کا بجھنا بھی کوئی مصیبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں! جس بات سے بھی مؤمن کو دکھ پہنچے وہ مصیبت ہے''

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت، جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج و غم اور دُکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اُسے کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو خدا اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے''

(بخاری و مسلم، کتاب البر والصلة والادب - ۶۵۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور خدا

جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو اُن کو مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لئے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ خدا کی رضا پر راضی رہیں خدا بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں خدا سے ناراض ہوں، خدا بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے" (ترمذی، کتاب الزهد باب ما جاء في الصبر على البلاء - ۲۳۹۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟" وہ کہتے ہیں: ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے: تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے: تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ تو خدا اُن سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو" (ترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصيبة اذا احتسب - ۱۰۲۱)

(۳) کسی بھی حادثے پر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے

کسی تکلیف اور حادثے پر اظہارِ غم ایک فطری امر ہے، البتہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھئے کہ غم اور اندوہ کی انتہائی شدت میں بھی زبان سے کوئی ناحق بات نہ نکلے اور صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے اور جان کنی کا عالم تھا، یہ رقت انگیز منظر دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: "اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں مگر زبان سے وہی نکلے گا جو پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگا"

(بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي انا بك لمحزونون - ۱۳۰۳)

(۴) کوئی ایسی حرکت بھی نہ کریں جو شریعت کے خلاف ہو

غم کی شدت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے جس سے ناشکری اور شکایت کی بو آئے اور جو شریعت کے خلاف ہو۔ دھاڑیں مار مار کر رونا، گریبان پھاڑنا، گالوں پر طمانچے مارنا، چیخنا چلاّنا اور ماتم میں سر، سینہ پیٹنا مومن کے لئے کسی طرح جائز نہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص گریبان پھاڑتا، گالوں پر طمانچے مارتا اور جاہلیت کی طرح چیختا اور چلاتا اور بین کرتا ہے وہ میری اُمت میں نہیں''۔

(ترمذی، ابواب الجنائز – ۹۹۹)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے اور ان کی شہادت کی خبر اُن کے گھر پہنچی تو اُن کے گھر کی عورتیں چیخنے چلاّنے لگیں اور ماتم کرنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ماتم نہ کیا جائے مگر وہ باز نہ آئیں تو آپ ﷺ نے دوبارہ منع فرمایا، پھر بھی وہ نہ مانیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا، ان کے منہ میں خاک بھر دو۔

(بخاری، کتاب الجنائز باب ما ینھی من النوح والبکاء والزجر عن ذالک – ۱۳۰۵)

ایک بار آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک عورت انگیٹھی لئے ہوئے آئی۔ آپ ﷺ نے اس کو اتنی سختی سے ڈانٹا کہ اسی وقت بھاگ گئی۔

(سیرت النبی، جلد ششم)

اور آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جنازے کے پیچھے کوئی آگ اور راگ نہ لے جائے۔

عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچھے چلتے تو اظہارِ غم میں اپنی چادر پھینک دیتے تھے۔ صرف کرتہ پہنے رہتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا: ''جاہلیت کی رسم اختیار کر رہے ہو، میرے جی میں آیا کہ تمہارے حق میں ایسی بددُعا کروں کہ تمہاری صورتیں ہی مسخ ہو جائیں۔ لوگوں نے

اسی وقت اپنی اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہ کیا۔
(ابن ماجه، ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن التسلب مع الجنازه – ۱٤۸)

⑤ بیماری کو برا بھلا نہ کہیے

بیماری کو برا بھلا نہ کہیے اور نہ حرفِ شکایت زبان پر لائیے۔ بلکہ نہایت صبر وضبط سے کام لیجئے اور اجر آخرت کی تمنا کیجئے۔

بیماری جھیلنے اور اذیتیں برداشت کرنے سے مومن کے گناہ دھلتے ہیں اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور آخرت میں اجر عظیم ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن کو جسمانی اذیت یا بیماری یا کسی اور وجہ سے جو بھی دُکھ پہنچتا ہے خدا تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے'' (مسلم، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض...الخ – ٦٥٥٩)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ایک خاتون کو کانپتے دیکھ کر پوچھا، اے اُم سائب یا میتب! کیا بات ہے، تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے بخار نے گھیر رکھا ہے، اس کو خدا سمجھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ''نہیں بخار کو برامت کہو۔ اس لئے کہ بخار اس طرح اولادِ آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو دور کر کے صاف کرتی ہے'' (مسلم، کتاب البر والصلة والادب باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض او حزن ... الخ – ٦٥٧٠)

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے بولے ''تمہیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں؟'' میں نے کہا، ضرور دکھائیے، کہا دیکھو! یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یارسول اللہ ﷺ! مجھے مرگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں بالکل ننگی ہو جاتی ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے خدا سے دُعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس

تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو خدا تمہیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں دُعا کر دوں کہ خدا تمہیں اچھا کر دے گا" یہ سن کر وہ خاتون بولیں، یا رسول اللہ ﷺ! میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ یہ دُعا فرما دیجئے کہ میں اس حالت میں ننگی نہ ہو جایا کروں، تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اس دراز قد خاتون اُمِ رفز کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا"

(مسلم، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض او حزن اونحو ذالك - ٦٥٧١)

⑥ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایئے

کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایئے۔ عزیزوں کی موت پر غمزدہ ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری امر ہے لیکن اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے۔ البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ اس مدت میں نہ وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ خوشبو لگائے اور نہ کوئی اور بناؤ سنگار کرے"

(ترمذی، کتاب الطلاق و اللعان، باب ما جاء فی عدة المتوفی عنها زوجها - ١١٩)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے روز تعزیت کے لئے کچھ خواتین پہنچیں۔ انہوں نے سب کے سامنے خوشبو لگائی اور فرمایا مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ میں نے یہ خوشبو محض اس لئے لگائی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کو شوہر کے سوا کسی عزیز کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔ (ترمذی-۱۱۹۶)

⑦ رنج و غم میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجئے

رنج و غم اور مصیبت میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجئے۔ نبی کریم ﷺ جب

غزوۂ اُحد سے واپس تشریف لائے تو خواتین اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حال معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ جب حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور کہا اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ اُنہوں نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا اور دُعائے مغفرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ اُنہوں نے پھر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دُعائے مغفرت کی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام میں چلے گئے ان کے جانے کے بعد بچے کا انتقال ہو گیا۔ بیگم ابوطلحہ نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ وہ شام کو اپنے کام سے واپس گھر آئے تو بیوی سے پوچھا: بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ یہ کہہ کر ابوطلحہ کے لئے کھانا لائیں۔ انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے حکیمانہ انداز میں پوچھا: اگر کوئی کسی کو عاریۃً کوئی چیز دے دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو روک لے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، بھلا یہ حق کیسے حاصل ہو جائے گا۔ تو صابرہ بیوی نے کہا، اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجئے۔

(مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی طلحة الانصاری - ۶۳۲۲)

⑧ راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجئے

راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجئے اور اس راہ میں جو دُکھ پہنچیں ان پر رنجیدہ ہونے کے بجائے مسرت محسوس کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے اپنی راہ میں قربانی قبول فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سخت بیمار پڑیں۔

حضرت ان کی عیادت کے لئے آئے۔ ماں نے ان سے کہا، بیٹے! دل میں یہ آرزو ہے کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں خدا مجھے زندہ رکھے، یا تو میدانِ جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں۔ یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ خدا کا کرنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی زندگی ہی میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کافی ضعیف ہو چکی تھیں، لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت انگیز منظر دیکھنے کے لئے تشریف لائیں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں ”اس سوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اُترے“

(۹) دکھ، درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے

دُکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے۔ دوستوں کے رنج و غم میں شرکت کیجئے اور ان کا غم غلط کرنے میں ہر طرح کا تعاون کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دُکھے تو سارا بدن دُکھ محسوس کرتا ہے اور سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔“ (مسلم کتاب البر والصلۃ والادب-۶۵۸۹)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانا بھجواؤ اس لئے کہ آج وفورِ غم میں ان کے گھر والے کھانا نہ پکا سکیں گے۔

(ابو داؤد، ابواب الجنائز، باب صنعة الطعام لاهل الميّت – ۳۱۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا

اور جنت کی چادر اُڑھائی جائے گی۔

(ترمذی، ابو اب الجنائز باب آخرفی فضل التعزیة ۱۰۷۶)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی خبر گیری کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود مصیبت زدہ کو ملے گا۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی اجرمن عزی مصابا ۱۰۷۳)

اسی سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جنازے میں شرکت کی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا اور جو نمازِ جنازہ کے بعد دفن میں بھی شریک ہوا تو اُس کو دو قیراط ملیں گے۔ کسی نے پوچھا: دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے۔ فرمایا: دو پہاڑوں کے برابر۔

(مسلم کتاب الجنائز ۲۱۸۹)

⑩ غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے

مصائب کے نزول اور غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ نماز پڑھ کر خدا سے دُعا کیجئے۔ قرآن میں ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ" ط (البقرہ، آیت: ۱۵۳)

"مومنو! (مصائب اور آزمائش میں) صبر اور نماز سے مدد لو"

غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ البتہ دھاڑے مار مار کر زور زور سے رونے سے پرہیز کیجئے۔ نبی کریم ﷺ روتے تو رونے میں آواز نہ ہوتی۔ ٹھنڈا سانس لیتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور سینے سے ایسی آواز آتی جیسے کوئی ہانڈی اُبل رہی ہو، یا چکی چل رہی ہو۔ آپ ﷺ نے خود اپنے غم اور رونے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمگین ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکالتے ہیں

جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔"

(بخاری، ابواب الجنائز، باب قول النبی انابك لمحزونون - ۱۳۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فکرمند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر فرماتے: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (پاک و برتر ہے عظمت والا خدا) اور جب زیادہ گریہ وزاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

(ترمذی، ابواب الدعوات، باب ما یقول عند الکرب - ۳۴۳۶)

⑪ پریشانی کے وقت یہ دعائیں پڑھیے

رنج وغم کی شدت، مصائب کے نزول اور پریشانی و اضطراب میں یہ دُعائیں پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذوالنون علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو دُعا کی تھی وہ یہ تھی:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب و پاک ہے، میں ہی اپنے اوپر ظلم ڈھانے والا ہوں۔

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں خدا سے یہ دُعا مانگتا ہے، خدا اُسے ضرور قبولیت بخشتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ باب ما یقول اذا نزل به کرب اوشدۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رنج وغم میں مبتلا ہوتے تو یہ دُعا کرتے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ط

(بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب - ۶۳۴۶، و مسلم)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ آسمان وزمین کا مالک ہے۔ عرش بزرگ کا مالک ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

یہ کلمہ ننانوے (۹۹) بیماریوں کی دوا ہے، سب سے کم بات یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا رنج وغم سے محفوظ رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۲۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو کوئی بھی دُکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دُعا مانگے، خدا تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرمادے گا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ ط (احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ حصن حصین)

”خدایا میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے، میری پیشانی تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے (یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں) تیرا ہی حکم میرے معاملے میں نافذ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انصاف ہے۔ میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے پاس خزانۂ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا، تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوا بنایئے“

(۱۴) مصائب وآلام میں کبھی موت کی تمنا نہ کیجئے

اگر کبھی خدانخواستہ مصائب وآلام اس طرح گھیر لیں کہ زندگی دشوار ہو جائے اور رنج وغم ایسی ہیبت ناک شکل اختیار کرلیں کہ آپ کو زندگی وبال معلوم ہونے لگے تب

بھی کبھی موت کی تمنا نہ کیجئے اور نہ کبھی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے کی شرمناک حرکت کا تصور کیجئے۔ یہ بزدلی بھی ہے اور بدترین قسم کی خیانت اور معصیت بھی، ایسے اضطراب اور بے چینی میں برابر خدا سے یہ دُعا کرتے رہئے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّىْ وَتَوَفَّنِىْٓ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّىْ ط(بخاری، کتاب الدعوات باب الدعاء بالموت والحیاۃ - ۶۳۵۱ و مسلم)

''خدایا! جب تک میرے حق میں زندہ رہنا بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت ہی بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔''

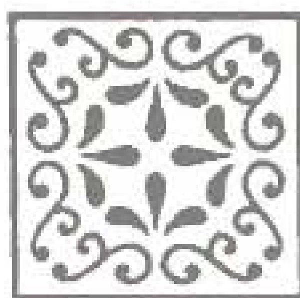
(۱۳) جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دُعا پڑھئے

جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دُعا پڑھئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بھی کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دُعا مانگی (انشاء اللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ اللّٰهُ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ط(ترمذی، ابواب الدعوات باب ما جاء ما یقول اذا رای مبتلی - ۳)

''خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچائے رکھا، جس میں تم مبتلا ہو اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی''

لیکن اگر یہ دعا مبتلا کے سامنے پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ وہ نہ سنے۔



ہم تلاوتِ قرآن کس طرح کریں؟

① قرآن کی تلاوت دل لگا کر کیجئے

قرآن مجید کی تلاوت ذوق وشوق کے ساتھ دل لگا کر کیجئے اور یہ یقین رکھئے کہ قرآن مجید سے شغف خدا سے شغف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری اُمت کے لئے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔“

② اکثر وقت تلاوت میں مشغول رہئے اور کبھی نہ اُکتایئے

اکثر و بیشتر وقت تلاوت میں مشغول رہئے اور کبھی تلاوت سے نہ اُکتایئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کا ارشاد ہے جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کہ وہ مجھ سے دُعا مانگنے کا موقع نہ پا سکے تو میں اس کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا“ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن-۲۹۲۶)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بندہ تلاوت قرآن ہی کے ذریعے خدا کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن-۲۹۱۱)

اور آپ ﷺ نے تلاوتِ قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ”جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی زنبیل کہ اس کی خوشبو چار سو مہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اُس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل کہ اُس کو ڈاٹ لگا کر بند کر دیا گیا ہے“

(ترمذی، ابواب الامثال باب ما جاء فی مثل المومن القارئ للقران وغیر القارئ - ۲۸۶۵)

(۳) قرآن کریم کی تلاوت محض طلبِ ہدایت کے لئے ہو نہ کہ لوگوں پر اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے کے لئے

قرآن پاک کی تلاوت محض طلبِ ہدایت کے لئے کیجئے۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے، اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے اور اپنی دینداری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ یہ انتہائی گھٹیا مقاصد ہیں اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے بلکہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۴) تلاوت سے پہلے طہارت ونظافت کا پورا اہتمام کیجئے

تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجئے۔ بغیر وضو قرآن مجید چھونے سے پرہیز کیجئے۔ اور پاک صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجئے۔

(۵) تلاوت کے وقت دل میں عاجزی ہو

تلاوت کے وقت قبلہ رُخ دوزانو ہو کر بیٹھئے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ، یکسوئی، دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

''کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے۔ تا کہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں'' (سورۂ ص، آیت:۲۹)

(۶) تجوید وترتیل کا حتی الوسع خیال رکھئے

تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہو سکے لحاظ رکھئے۔ حروف ٹھیک ٹھیک ادا کیجئے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو'' (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ ایک ایک حرف واضح کر کے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کر کے پڑھا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا، جس طرح ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے، اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ، تمہارا ٹھکانا تمہاری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے''

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ان الذی لیس فی جوفه من القرآن کالبیت الخرب - ۲۹۱٤)

⑦ قرآن درمیانی آواز سے پڑھیے

نہ زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی آواز میں پڑھیے۔ خدا کی ہدایت ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا.

''اور اپنی نماز میں نہ تو زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی دھیرے دھیرے بلکہ دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجیے'' (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۱۱۰)

⑧ تہجد کی نماز میں قرآن پڑھیے

یوں تو جب بھی موقع ملے تلاوت کیجیے لیکن سحر کے وقت تہجد کی نماز میں بھی قرآن پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ تلاوت قرآن کی فضیلت کا سب سے اونچا درجہ ہے اور مؤمن کی یہ تمنا ہونی چاہیے کہ وہ تلاوت کا اونچے سے اونچا مرتبہ حاصل کرے۔

⑨ تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کریں

تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو نہیں سمجھا'' (ترمذی، ابواب القراءات، باب فی کم اقرا القرآن-۲۹۴۹)

(۱۰) قرآن کی وقعت وعظمت کا احساس رکھیئے

قرآن کی عظمت ووقعت کا احساس رکھیئے اور جس طرح ظاہری طہارت اور پاکی کا لحاظ کیا ہے۔ اسی طرح دل کو بھی گندے خیالات، برے جذبات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجئے۔ جو دل گندے اور نجس خیالات اور جذبات سے آلودہ ہے اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت ووقعت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف وحقائق ہی کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب قرآن شریف کھولتے تو اکثر بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے: یہ میرے جلال وعظمت والے پروردگار کا کلام ہے۔

(۱۱) قرآن تدبر وتفکر کے ساتھ پڑھیئے

یہ سمجھ کر تلاوت کیجئے کہ روئے زمین پر انسان کو اگر ہدایت مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے، اور اسی تصور کے ساتھ اس میں تفکر اور تدبر کیجئے اور اس کے حقائق اور حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ فرفر تلاوت نہ کیجئے بلکہ سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیئے اور اس میں غور وفکر کرنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ''القارعۃ'' اور ''القدر'' جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آلِ عمران جیسی بڑی بڑی سورتیں فرفر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ساری رات ایک ہی آیت کو دہراتے رہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

''اے خدا! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو انتہائی زبردست حکمت والا ہے''۔ (سورۃ المائدہ، آیت:۱۱۸)

(۱۲) قرآن کے احکام پر عمل کی نیت سے قرآن پڑھیئے

اس عزم کے ساتھ تلاوت کیجئے کہ مجھے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی

بدلنا ہے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی بنانی ہے اور پھر ہدایت ملے تو اُس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے اور کوتاہیوں سے زندگی کو پاک کرنے کی مسلسل کوشش کیجئے۔ قرآن آئینے کی طرح آپ کا ہر ہر داغ اور ہر ہر دھبہ آپ کے سامنے نمایاں کر کے پیش کر دے گا۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان داغ دھبوں سے اپنی زندگی کو پاک کریں۔

(۱۳) قرآنی آیات سے اثر لینے کی کوشش کیجئے

تلاوت کے دوران قرآن کی آیات سے اثر لینے کی بھی کوشش کیجئے۔ جب رحمت، مغفرت اور جنت کی لازوال نعمتوں کے تذکرے پڑھیں تو خوشی اور مسرت سے جھوم اُٹھیئے اور جب خدا کے غیظ وغضب اور عذابِ جہنم کی ہولناکیوں کا تذکرہ پڑھیں تو بدن کانپنے لگے۔ آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں اور دل توبہ اور ندامت کی کیفیت سے رونے لگے جب مومنین صالحین کی کامرانیوں کا حال پڑھیں تو چہرہ دمکنے لگے اور جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو غم سے نڈھال نظر آئیں۔ وعید اور ڈراوے کی آیات پڑھ کر کانپ اُٹھیں اور بشارت کی آیات پڑھ کر روح شکر کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔

(۱۴) تلاوت کے بعد دعا فرمایئے

تلاوت کے بعد دُعا فرمایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دُعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی التَّفَكُّرَ وَالتَّدَبُّرَ بِمَا يَتْلُوْهُ لِسَانِیْ مِنْ كِتَابِكَ وَالْفَهْمَ لَهٗ وَالْمَعْرِفَةَ بِمَعَانِيْهِ وَالنَّظْرَ فِیْ عَجَآئِبِهٖ وَالْعَمَلَ بِذَالِكَ مَا بَقِيْتُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

''خدایا میری زبان تیری کتاب میں سے جو کچھ تلاوت کرے۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس میں غور وفکر کروں، خدایا! مجھے اس کی سمجھ دے۔ مجھے اس کے مفہوم

ومعانی کی معرفت بخش اور اس کے عجائبات کو پانے کی نظر عطا کر اور جب تک زندہ رہوں مجھے توفیق دے کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے کے بعد یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ! اس قرآن میں میرے حصے کی جو ہدایت ہے مجھے عطا فرما۔

حج۔عرفات ۱۴۲۹ھ

مریض کی عیادت کس طرح کریں؟

(۱) مریض کی عیادت ضرور کیجئے

مریض کی عیادت ضرور کیجئے، عیادت کی حیثیت محض یہی نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کی ایک ضرورت ہے یا باہمی تعاون اور غم خواری کے جذبے کو اُبھارنے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا دینی حق ہے اور خدا سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے، خدا سے تعلق رکھنے والا، خدا کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہوسکتا۔ مریض کی غمخواری، دردمندی اور تعاون سے غفلت برتنا دراصل خدا سے غفلت ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: (اس میں اللہ نے اپنے ملنے کا ایڈریس بتایا ہے):

''قیامت کے روز خدا فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟'' بندہ کہے گا: پروردگار! آپ ساری کائنات کے رب بھلا میں آپ کی عیادت کیسے کرتا۔ خدا کہے گا: میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اُس کی عیادت کو جاتا تو تو مجھے وہاں پاتا یعنی تو میری خوشنودی اور رحمت کا مستحق قرار پاتا۔''

(مسلم، كتاب البرو والصلة والادب، باب عيادة المريض - ٦٥٥٦)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ

کیا ہیں؟ فرمایا:

① جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اُس کو سلام کرو۔

② جب وہ تمہیں دعوت کے لئے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو۔

③ جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک مشورہ دو۔

④ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں کہو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"

⑤ جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو۔

⑥ اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔"

(ترمذی، ابواب الادب باب ما جاء فی تشمیت العاطس-۲۷۳۶)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ جنت کے بالا خانے میں ہوگا"

(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اس سے ملاقات کے لئے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے تم اچھے رہے، تمہارا چلنا اچھا رہا، تم نے اپنے لئے جنت میں ٹھکانا بنالیا۔

(ترمذی، ابواب البر والصلة، باب زيارة الاخوان، ۲۰۰۸)

④ مریض کو بہلائیے اور تسلی بخش کلمات کہئے

مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر یا بدن پر ہاتھ پھیریئے اور تسلی و تشفی کے کلمات کہئے۔ تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہو، اور بے صبری اور شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اُس کی زبان پر نہ آئے۔

حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے اپنا قصہ سنایا کہ ''میں ایک بار مکہ مکرمہ میں سخت بیمار پڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی کی وصیت کر جاؤں، اور ایک تہائی بچی کے لئے چھوڑ دوں''۔ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا، آدھے مال کی وصیت کر جاؤں اور آدھا لڑکی کے لئے چھوڑ جاؤں؟ فرمایا: نہیں۔ تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں؟'' فرمایا: ''ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بہت ہے۔'' اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، اور میرے منہ پر، اور پیٹ پر پھیرا، پھر دُعا کی: اے خدا! سعد کو شفا عطا فرما، اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔ اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں'' (مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث-۴۲۰۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میری آنکھیں دکھنے آگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور کہنے لگے، زید! تمہاری آنکھ میں یہ تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے آنکھوں کی اس تکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو تمہیں اس کے صلے میں جنت نصیب ہوگی۔'' نوٹ:۔ بیماری آئے تو دوا کی ضرور فکر کیجئے ڈاکٹر اور حکیم سے ضرور مشورہ کیجئے پھر جو اللہ کی مرضی ہو اس پر خوش رہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو اُس کے سرہانے بیٹھتے تھے، اس کے بعد سات بار فرماتے:

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ ط

''میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دُعا سات بار پڑھنے سے مریض ضرور شفایاب ہوگا، اِلّا یہ کہ اُس کی موت ہی آگئی ہو۔

(ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ – ۳۱۰۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایک بوڑھی خاتون) اُم السائب کی عیادت کو آئے۔ ام السائب بخار کی شدت میں کانپ رہی تھیں، پوچھا کیا حال ہے؟ خاتون نے کہا، خدا اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو، یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔''

(مسلم، کتاب البر والصلة والآدب باب ثواب المومن فیما تصیبه من مرض ... الخ – ۶۵۷۰)

④ مریض کے پاس جایئے، حال پوچھئے، صحت کی دُعا کیجئے

مریض کے پاس جا کر اُس کی طبیعت کا حال پوچھئے اور اس کے لئے صحت کی دُعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ جب مریض کے پاس پہنچتے تو پوچھتے: ''کَیْفَ تَجِدُكَ'' کہئے طبیعت کیسی ہے؟ پھر تسلی دیتے اور فرماتے: ''لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ'' گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، خدا نے چاہا تو یہ مرض جاتا رہے گا اور یہ مرض گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور تکلیف کی جگہ پر سیدھا ہاتھ پھیرتے اور یہ دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا

(بخاری، کتاب المرضی باب دعاء العائد للمریض – ۵۶۷۵ و مسلم)

''خدایا! اس تکلیف کو دور فرما۔ اے انسانوں کے رب اس کو شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی سے شفا کی توقع نہیں۔ ایسی شفا بخش کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہے''

④ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھئے، شور وشغب بھی نہ کیجئے

مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھئے اور نہ شور وشغب کیجئے۔ ہاں اگر مریض آپ کا کوئی بے تکلف دوست یا عزیز ہے اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو ضرور آپ اس کے جذبات کا احترام کیجئے۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور شور وشغب نہ کرنا سنت ہے''

⑤ مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھئے

مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھئے اور ہمدردی کا اظہار کیجئے اور جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہوں، ضرور کیجئے۔ مثلاً ڈاکٹر کو دکھانا، حال کہنا، دَوا وغیرہ لانا اور اگر ضرورت ہو تو مالی امداد بھی کیجئے۔

حضرت ابراہیم بن ابی حبلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بار میری بیوی بیمار پڑ گئیں۔ میں اِن دنوں حضرت امّ الدرداء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو فرماتیں، کہو تمہاری بیوی کی طبیعت کیسی ہے؟ میں جواب دیتا، ابھی تو بیمار ہیں۔ پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں اُن کے یہاں بیٹھ کر کھانا کھاتا اور واپس آجاتا۔ ایک دن جب میں پہنچا اور اُنہوں نے حال پوچھا تو میں نے بتایا کہ خدا کے فضل وکرم سے اب قریب قریب اچھی ہوگئی ہیں۔ فرمانے لگیں۔ جب تک کہتے تھے کہ بیوی بیمار ہیں تو میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کر دیا کرتی تھی اب جب وہ ٹھیک ہوگئی ہیں تو اس انتظام کی کیا ضرورت ہے''!

⑥ غیر مسلم مریض کی عیادت کے لئے بھی جایئے

غیر مسلم مریض کی عیادت کے لئے بھی جایئے اور مناسب موقع پا کر حکمت کے

ساتھ اس کو دین حق کی طرف متوجہ کیجئے۔ بیماری میں آدمی خدا کی طرف نسبتاً زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور قبولیت کا جذبہ بھی بالعموم زیادہ بیدار ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے بیٹھے تو اُس کو اسلام کی دعوت دی۔ لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا خیال کیا ہے؟) باپ نے لڑکے سے کہا (بیٹے!) ابوالقاسم کی بات مان لے۔ چنانچہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے "شکر ہے اس خدا کا جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا۔"

(بخاری، كتاب المرضى باب عيادة المشرك - ٥٦٥٧)

⑦ مریض کے گھر پہنچنے کے بعد اِدھر اُدھر تاکنے سے بچئے

مریض کے گھر عیادت کے لئے پہنچیں تو اِدھر اُدھر تاکنے سے پرہیز کیجئے اور احتیاط کے ساتھ اس انداز سے بیٹھئے کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بار کسی مریض کی عیادت کے لئے گئے اور ان کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک خاتون بھی موجود تھیں۔ حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس خاتون کو گھورنے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب محسوس ہوا تو فرمایا: اگر تم اپنی آنکھیں پھوڑ لیتے تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا"

⑧ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا رہنے والوں کی عیادت نہ کیجئے

جو لوگ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ خدا کی نافرمانی کر رہے ہوں، اُن کی عیادت کے لئے نہ جایئے۔

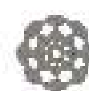
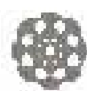
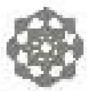
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب پینے والے جب بیمار پڑیں

تو اُن کی عیادت کے لئے نہ جاؤ۔

⑨ مریض سے اپنے لئے دعا کروایئے

مریض کی عیادت کے لئے جایئے تو مریض سے بھی اپنے لئے دُعا کرایئے۔

''ابن ماجہ میں ہے جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کرو۔ مریض کی دُعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دُعا۔ (یعنی فرشتے خدا کی مرضی پا کر ہی دُعا کرتے ہیں اور اُن کی دُعا مقبول ہوتی ہے)

میزبانی اس طرح کیجئے

① مہمان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیجئے

مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیجئے اور نہایت خوشدلی، وسعت قلب اور عزت و اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیجئے۔ تنگ دلی، بے رُخی، سرد مہری اور کڑھن کا اظہار ہرگز نہ کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہئے''

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللّٰہ و الیوم الاخر فلا یوذ جارہ – ۶۰۱۸ و مسلم)

خاطر تواضع کرنے میں وہ ساری ہی باتیں داخل ہیں جو مہمان کے اعزاز و اکرام، آرام و راحت، سکون و مسرت اور تسکین جذبات کے لئے ہوں۔ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، ہنسی خوشی کی باتوں سے دل بہلانا، عزت و اکرام کے ساتھ بیٹھنے لیٹنے کا انتظام کرنا۔ اپنے معزز دوستوں سے تعارف اور ملاقات کرانا، اس کی ضروریات

کا لحاظ رکھنا، نہایت خوشدلی اور فراخی کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام کرنا اور خود بنفس نفیس خاطر مدارات میں لگے رہنا۔ یہ سب ہی باتیں ''اکرام ضیف'' میں داخل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس اُن کی خاطرداری فرماتے۔

جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے: ''اور کھایئے، اور کھایئے'' جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار سے باز آتے۔

(۲) مہمان کے آنے پر سب سے پہلے سلام دُعا کیجئے اور خیریت معلوم کیجئے

مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اُس سے سلام دُعا کیجئے اور خیریت و عافیت معلوم کیجئے۔ قرآن میں ہے:

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ (سورۃ الذاریات، آیت: ۲۴ - ۲۵)

''کیا آپ (ﷺ) کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کیا''

(۳) دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجئے اور حسب حیثیت اچھی چیز پیش کیجئے

دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجئے اور جو اچھے سے اچھا میسر ہو مہمان کے سامنے فوراً پیش کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جب آئے تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام فوراً اُن کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ گئے اور جو موٹا تازہ بچھڑا اُنہیں میسر تھا اُسی کا گوشت بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔

قرآن میں ہے:

فَرَاغَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ. فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیْهِمْ ط (الذاریات، آیت: ۲۶ - ۲۷)

''تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھنوا) لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا''

''فَرَاغَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ چپکے سے گھر میں مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کا انتظام کرنے کے لئے چلے گئے اس لئے کہ مہمانوں کو دکھا کر اور جتا کر ان کے کھانے پینے اور خاطر تواضع کرنے کی دوڑ دھوپ ہوگی تو وہ شرم اور میزبان کی تکلیف کی وجہ سے منع کریں گے اور پسند نہ کریں گے کہ ان کی وجہ سے میزبان کسی غیر معمولی زحمت میں پڑے اور پھر میزبان کے لئے موقع نہ ہوگا کہ وہ خاطر خواہ خاطر داری کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کی خاطر داری پر جس انداز سے اُبھارا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہدایت دے رہے تھے: ''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، انہیں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنی چاہئے۔ مہمان کے انعام کا موقع پہلی شب و روز ہے''

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ - ۶۰۱۹ و مسلم)

پہلے شب و روز کی میزبانی کو انعام سے تعبیر کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح انعام دینے والا دل کی انتہائی خوشی اور محبت کے گہرے جذبات کے ساتھ انعام دیتے ہوئے روحانی سرور محسوس کرتا ہے، ٹھیک یہی کیفیت پہلے شب و روز میں میزبان کی ہونی چاہئے اور جس طرح انعام لینے والا مسرت اور شادمانی کے جذبات

سے سرشار انعام دینے والے کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنا حق سمجھ کر انعام وصول کرتا ہے، ٹھیک اسی کیفیت کا مظاہرہ پہلے شب و روز میں مہمان کو بھی کرنا چاہئے اور بغیر کسی جھجک کے اپنا حق سمجھتے ہوئے خوشی اور قربت کے جذبات کے ساتھ میزبان کی پیش کش قبول کرنی چاہئے۔

④ مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجئے

مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجئے۔ رفع حاجت کے لئے پوچھئے، منہ ہاتھ دھونے کا انتظام کیجئے۔ ضرورت ہو تو غسل کا انتظام بھی کیجئے، کھانے پینے کا وقت نہ ہو جب بھی معلوم کرلیجئے۔ اور اس خوش اسلوبی سے کہ مہمان تکلف میں انکار نہ کرے۔ جس کمرے میں لیٹنے بیٹھنے اور ٹھہرانے کا نظم کرنا ہو وہ مہمان کو بتا دیجئے۔

⑤ ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہئے

ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہئے اور اسی طرح رات گئے تک مہمان کو پریشان نہ کیجئے، تاکہ مہمان کو آرام کرنے کا موقع ملے اور وہ پریشانی محسوس نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب مہمان آتے تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے مہمانوں سے کچھ دیر کے لئے الگ ہو جاتے۔

⑥ مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجئے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجئے

مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجئے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجئے۔ مہمان زحمت نہیں بلکہ رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خدا جس کو آپ کے یہاں بھیجتا ہے اس کا رزق بھی اُتار دیتا ہے۔ وہ آپ کے دسترخوان پر آپ

کی قسمت کا نہیں کھاتا بلکہ اپنی قسمت کا کھاتا ہے اور آپ کے اعزاز و اکرام میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

⑦ مہمان کی عزت و آبرو کا لحاظ رکھئے

مہمان کی عزت و آبرو کا بھی لحاظ رکھئے اور اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھئے، آپ کے مہمان کی عزت پر کوئی حملہ کرے تو اس کو اپنی غیرت وحمیت کے خلاف چیلنج سمجھئے۔

قرآن میں ہے کہ جب لوط علیہ السلام کے مہمانوں پر بستی کے لوگ بدنیتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے تو وہ مدافعت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: "یہ لوگ میرے مہمان ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کر کے مجھے رسوانہ کرو، ان کی رسوائی میری رسوائی ہے"

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ.

(الحجر: ٦٨ – ٦٩)

لوط (علیہ السلام) نے کہا: "بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوانہ کرو، خدا سے ڈرو اور میری بے عزتی سے باز رہو"

⑧ تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے سے میزبانی کے تقاضے پورے کیجئے

تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے کے ساتھ میزبانی کے تقاضے پورے کیجئے۔ تین دن تک کی ضیافت مہمان کا حق ہے اور حق ادا کرنے میں مومن کو انتہائی فراخ دِل ہونا چاہئے۔ پہلا دن خصوصی خاطر مدارات کا ہے، اس لئے پہلے روز مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ بعد کے دو دنوں میں اگر وہ غیر معمولی اہتمام نہ رہ سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ ط

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ – ۶۰۱۹، مسلم)

"اور مہمان نوازی تین دن تک ہے، اس کے بعد میزبان جو کچھ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا"

⑨ مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھئے

مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھئے اور مہمان کو ملازموں یا بچوں کے حوالے کرنے کے بجائے خود اس کی خدمت اور آرام کے لئے کمر بستہ رہئے۔ نبی کریم ﷺ معزز مہمانوں کی مہمان نوازی خود فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جا کر بطور مہمان ٹھہرے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عزت و احترام سے انہیں ایک کمرے میں سلا دیا۔ سحر کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی ہی شفقت سے آواز دی: "آپ پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا ہے"۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوراً اُٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ شرم سی محسوس ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تاڑ گئے اور نہایت محبت کے ساتھ بولے: "بھائی! تم کوئی خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہئے"

⑩ مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلا بتا دیجئے، پانی کا لوٹا دے دیجئے، قبلہ کا رُخ بتا دیجئے، نماز کی جگہ اور مصلّٰی وغیرہ مہیا کر دیجئے

مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلا بتا دیجئے، پانی کا لوٹا دے دیجئے، قبلہ کا رُخ بتا دیجئے، نماز کی جگہ اور مصلّٰی وغیرہ مہیا کر دیجئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم نے ایک کمرے میں ٹھہرانے کے بعد کہا: "حضرت! قبلے کا رُخ یہ ہے، پانی کا برتن یہاں رکھا ہے، بیت الخلا اس طرف ہے"

(۱۱) کھانا کھانے کے لئے جب ہاتھ دھوئے تو پہلے میزبان دھوئے، پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائے

کھانا کھانے کے لئے جب ہاتھ دھلوائیں تو پہلے خود ہاتھ دھو کر دستر خوان پر پہنچے اور پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائیے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہی عمل کیا، تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: کھانے سے پہلے تو میزبان کو پہلے ہاتھ دھونا چاہئے اور دستر خوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلوانے چاہئیں اور سب کے بعد میزبان کو ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ہوسکتا ہے کہ اُٹھتے اُٹھتے کوئی اور آ پہنچے ہمارے یہاں مرکز نظام الدین دہلی میں مولانا زبیر الحسن صاحب مدظلہ سب سے آخر میں دستر خوان سے اٹھتے ہیں دستر خوان پر بیٹھے بیٹھے مہمانوں کی خاطر داری فرماتے ہیں۔

(۱۲) دستر خوان پر خورد ونوش کا سامان اور برتن وغیرہ زیادہ رکھئے

دستر خوان پر خورد ونوش کا سامان اور برتن وغیرہ مہمانوں کی تعداد سے کچھ زیادہ رکھے۔ ہوسکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آ جائیں اور پھر ان کے لئے انتظام کرنے کو دوڑنا بھاگنا پڑے۔ اور اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہوگا تو آنے والا بھی سُبکی کے بجائے مسرت اور عزت افزائی محسوس کرے گا۔

(۱۳) مہمان کے لئے ایثار سے کام لیجئے

مہمان کے لئے ایثار سے کام لیجئے۔ خود تکلیف اُٹھا کر اُس کو آرام پہنچائیے۔
ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا، حضور! میں بھوک سے بے تاب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلایا، کھانے کے لئے جو کچھ موجود ہو بھیج دو۔ جواب آیا، اُس خدا کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر

بنا کر بھیجا ہے یہاں تو پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا بھیجا۔ وہاں سے بھی یہی جواب آیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا۔ اب آپ ﷺ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آج رات کے لئے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری اُس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا: ''میرے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں ان کی خاطر داری کرو۔'' بیوی نے کہا: ''میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔'' صحابی نے کہا: ''بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تا کہ اس کو یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں''

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ صبح جب یہ صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا: ''تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا'' (بخاری و مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف-۵۳۵۹)

(۱۴) اگر مہمان کسی موقع پر میزبان سے بے مروتی کرے تب بھی میزبان فیاضی کا سلوک کرے

اگر آپ کے مہمان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہو، تب بھی آپ اس کے ساتھ نہایت فراخدلی، وسعتِ ظرف اور فیاضی کا سلوک کیجئے۔

حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ

ایک بار اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "اگر کسی کے پاس میرا گزر ہو اور وہ میری ضیافت اور مہمانی کا حق ادا نہ کرے، اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں یا اس (کی بے مروتی اور بے رُخی) کا بدلہ اُسے چکھاؤں؟" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہیں بلکہ تم بہر حال اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔" (مشکوٰۃ، باب الضیافۃ)

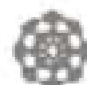
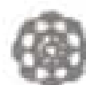
⑮ مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دُعا کے لئے درخواست کیجئے

مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دُعا کے لئے درخواست کیجئے، بالخصوص اگر مہمان نیک، دیندار اور صاحبِ فضل ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے والد کے یہاں مہمان ٹھہرے۔ ہم نے ﷺ کے سامنے ہریسہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا تناول فرمایا، پھر ہم نے کھجوریں پیش کیں۔ آپ ﷺ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ پکڑ کر پھینکتے جاتے تھے۔ پھر پینے کے لئے کچھ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور اپنی دائیں طرف بیٹھنے والے کے آگے بڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور درخواست کی کہ حضور ﷺ ہمارے لئے دُعا فرمائیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ط

(مسلم، کتاب الاشربۃ – ۵۳۲۸)

"خدایا! تو نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں برکت فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر"

ہم مہمانی کس طرح کریں؟

① مہمان میزبان کے لئے یا اس کے بچوں کے لئے کچھ تحفہ لے لیا کرے

کسی کے یہاں مہمان بن کر جائیں تو حسبِ حیثیت میزبان، یا میزبان کے بچوں کے لئے کچھ تحفے تحائف لیتے جایئے اور تحفے میں میزبان کے ذوق اور پسند کا لحاظ کیجئے۔ تحفوں اور ہدیوں کے تبادلے سے محبت اور تعلق کے جذبات بڑھتے ہیں۔ اور تحفہ دینے والے کے دل میں گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

② مہمان بغیر ضرورت تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے

جس کے یہاں بھی مہمان بن کر جائیں کوشش کریں کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں، الاّ یہ کہ خصوصی حالات ہوں اور میزبان ہی شدید اصرار کرے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کردے''۔

(بخاری کتاب الادب، باب اکرام الضیف و خدمتہ ایاہ بنفسہ — ۶۱۳۵)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کردے''۔ لوگوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! گنہگار کیسے کرے گا'' فرمایا: ''اس طرح کہ وہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان کے پاس ضیافت کے لئے کچھ نہ رہے''

③ ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنئے

ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنئے۔ دوسروں کو بھی اپنے یہاں آنے کی دعوت دیجئے اور دل کھول کر خاطر تواضع کیجئے۔

④ موسم کے لحاظ سے ضروری سامان لے کر جائیں

مہمانی میں جائیں تو موسم کے لحاظ سے ضروری سامان اور بستر وغیرہ لے کر جایئے۔ جاڑے میں خاص طور پر بغیر بستر کے ہرگز نہ جایئے، ورنہ میزبان کو ناقابل برداشت تکلیف ہوگی اور یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مہمان میزبان کے لئے وبالِ جان بن جائے۔

⑤ میزبان کی ذمہ داریوں کا بھی لحاظ رکھئے

میزبان کی مصروفیات اور ذمہ داریوں کا بھی لحاظ رکھئے اور اس کا اہتمام کیجئے کہ آپ کی وجہ سے میزبان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں اور ذمہ داریوں میں خلل نہ پڑے۔

⑥ میزبان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کریں

میزبان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کیجئے۔ وہ آپ کی خاطر مدارات اور دلجوئی کے لئے از خود جو اہتمام کرے اسی پر میزبان کا شکریہ ادا کیجئے اور اس کو کسی بیجا مشقت میں نہ ڈالیئے۔

⑦ میزبان کے گھر کی خواتین سے گفتگو وغیرہ نہ کریں

اگر آپ میزبان کی خواتین کے لئے غیر محرم ہیں تو میزبان کی غیر موجودگی میں بلاوجہ ان سے گفتگو نہ کیجئے نہ ان کی آپس کی گفتگو پر کان لگایئے اور اس انداز سے رہئے کہ آپ کی گفتگو اور طرزِ عمل سے انہیں کوئی پریشانی بھی نہ ہو اور کسی وقت بے پردگی بھی

نہ ہونے پائے۔

⑧ اگر میزبان کے ساتھ نہ کھانا ہو تو اچھے انداز میں معذرت کریں

اور اگر کسی وجہ سے آپ میزبان کے ساتھ نہ کھانا چاہیں یا روزے سے ہوں تو نہایت اچھے انداز میں معذرت کریں۔ اور میزبان کے لئے خیر و برکت کی دُعا مانگیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنے والے معزز مہمانوں کے سامنے پر تکلف کھانا رکھا اور وہ ہاتھ کھینچتے ہی رہے تو حضرت نے درخواست کی: ''آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں؟'' جواب میں فرشتوں نے حضرت کو تسلی دیتے ہوئے کہا: ''آپ ناگواری نہ محسوس فرمائیں دراصل ہم کھا نہیں سکتے، ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔''

⑨ میزبان کے لئے خیر و برکت کی دعا کیجئے

جب کسی کے یہاں دعوت میں جائیں تو کھانے، پینے کے بعد میزبان کے لئے کشادہ روزی، خیر و برکت اور مغفرت و رحمت کی دُعا کیجئے۔ حضرت ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت کی، جب آپ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو صلہ دو!'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''صلہ کیا دیں؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے۔ یہ اس کا صلہ ہے''۔

(ابو داؤد، کتاب الاطعمة باب فی الدعاء لرب الطعام اذا اکل عنده – ۳۸۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے روٹی اور زیتون پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور یہ دُعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلآئِکَۃُ

(ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ - ۳۸۵۴)

"تمہارے یہاں روزے دار، روزہ افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت ومغفرت کی دُعا کریں"

بیوی کے منہ میں لقمہ دینا بھی ثواب ہے اور وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر جانا بھی ثواب ہے

وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر جانا بھی ثواب ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں فتح مکہ کے سال ایسا مریض ہوا کہ یہ محسوس ہونے لگا کہ ابھی موت آنے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بہت سا مال ہے اور (فرائض میراث کے اعتبار سے) صرف میری بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی مال کی وصیت کردوں، فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تہائی مال کی وصیت کرسکتے ہو، اور تہائی (بھی) بہت ہے۔ بلاشبہ اگر تم اپنے وارثوں کو (جن کو عصبہ ہونے کے اعتبار سے میراث پہنچتی ہے) مالدار ہونے کی حالت میں چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ دو، جو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا کریں، اور اس میں شک نہیں کہ تم جو بھی کوئی خرچہ کروگے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو تمہیں ضرور اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ اُٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں دے دوگے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقہ علی الاھل - ۵۳۵۴، صفحہ ۳۸۳)

رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ "تہائی بھی بہت ہے"۔ اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ تہائی مال سے کم کی وصیت کرے۔

حضور اقدس ﷺ کی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دس (۱۰) نصیحتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

① اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا اگرچہ تو قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے۔

② اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جا۔

③ فرض نماز ہرگز قصداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔

④ شراب ہرگز مت پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔

⑤ گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

⑥ میدانِ جہاد سے مت بھاگ اگرچہ (دوسرے) لوگ (تیرے ساتھی) ہلاک ہو جائیں۔

⑦ جب لوگوں میں (وبائی) موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا (اس جگہ کو چھوڑ کر مت جانا)

⑧ اور جن کا خرچہ تجھ پر لازم ہے (بیوی بچے وغیرہ) ان پر اپنا اچھا مال خرچ کرنا۔

⑨ اور ان کو ادب سکھانے کے پیش نظر ان سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا۔

(۱۰) اوران کواللہ کے احکام (قوانین) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۸، بحوالہ مسند احمد)

اس حدیث میں جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے بہت اہم ہیں، ورد زبان اور حرز جان بنانے کے قابل ہیں، آب زر سے لکھی جائیں تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوگا۔ ہم نے نصیحت (۹) اور (۱۰) کے جوڑ سے تعلیم وتربیت کے ذیل میں اس حدیث کو لیا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان نصیحتوں پر عمل کرے۔

پہلی نصیحت

یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بنانا، اگرچہ تجھے قتل کردیا جائے اس میں شرک کی اور مشرک کی مذمت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ شرک سے اس قدر پرہیز لازم ہے کہ اگر شرک سے پرہیز کرنے کی وجہ سے قتل کیا جانے لگے یا آگ میں ڈالا جانے لگے تب بھی زبان سے شرک کا کوئی کلمہ نہ نکالے اور نہ شرکیہ عمل کرے۔ اس میں افضل اور اعلیٰ مرتبہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن کفر وشرک کا کلمہ کسی بھی دباؤ اور خوف سے نہ کہے اور اس بارے میں کسی بھی طاقت کے سامنے نہ جھکے یہ ایمان کا اونچا مرتبہ ہے، اگرچہ اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ جان جانے کا واقعی خطرہ ہو تو صرف زبان سے کفر وشرک کا کلمہ کہہ کر جان بچالے لیکن دل سے مومن ہی رہے۔ اعتقادِ قلبی نہ بدلے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَانُهٗ "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ط

(سورۃ النحل، آیت: ۱۰۶)

دوسری نصیحت

یہ فرمائی کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر، یعنی ایسا طریقہ اختیار نہ کر جس سے ان کو تکلیف پہنچے۔ اولاد پر واجب ہے کہ والدین کی فرماں برداری کریں وہ جو کچھ کہیں

اس کو مانیں (بشرطیکہ) گناہ کرنے کو نہ کہیں، کیونکہ گناہ کرنے میں کسی کی فرماں برداری نہیں ماں باپ کی بات نہ ماننا ان کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف دینا یہ سب عقوق (نافرمانی) میں داخل ہے جس سے حدیث شریف میں سختی سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں یہاں تک فرمادیا کہ اگر ماں باپ یوں کہیں کہ اپنے گھربار سے نکل جا تب بھی ان کی فرمانبرداری کے لئے تیار رہنا چاہئے، یہ بات الگ ہے کہ ماں باپ خود ہی کوئی ایسا حکم نہ دیں گے جس سے ان کی اپنی اولاد کو، یا اولاد کی اولاد کو تکلیف پہنچے یا بیٹے کی بیوی کسی تکلیف میں مبتلا ہو، یا بیٹی کا شوہر کسی مصیبت سے دوچار ہو۔

تیسری نصیحت

یہ فرمائی کہ فرض نماز ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہوگیا۔ یعنی نماز کی پابندی کرتے ہوئے یہ شخص اللہ کے یہاں باعزت تھا، ثواب کا مستحق تھا، امن وامان میں تھا، فرض نماز چھوڑنے سے اللہ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہی کہ اس کو امن وامان اور عزت سے رکھے اور مصائبِ دنیا اور عذابِ آخرت سے بچائے۔

چوتھی نصیحت

یہ فرمائی کہ شراب ہرگز نہ پی، کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، جس طرح سے نماز اُمّ العبادات ہے یعنی سب عبادتوں کی جڑ ہے، جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور طرح طرح کی عبادات نماز کی پابندی کی وجہ سے ادا ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً تسبیح، درود، استغفار، تلاوت، نفلیں، دُعائیں یہ سب چیزیں نماز کی برکت سے عمل میں آتی رہتی ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی نیکیاں نماز کے جوڑ اور تعلق سے ادا ہو جاتی ہیں، بالکل اس کے برعکس شراب ہے جو اُمّ الخبائث

ہے یعنی جو شراب پی لے وہ ہر طرح کی بیہودگی، بے حیائی، بدمعاشی اور حیوانیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، عقل انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور شراب پی کر عقل پر پردہ چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے نشہ میں انسان ہر وہ حرکت کر گزرتا ہے جس کی اجازت نہ مذہب دیتا ہے نہ انسانیت دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ یعنی شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے، سچ فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو قومیں شراب پیتی ہیں ان کی حالت نظروں کے سامنے ہے، یہ لوگ ہر برے سے برا گندہ کام کر گزرتے ہیں۔ جو نام کے مسلمان اس ناپاک چیز کے پینے کو اختیار کر لیتے ہیں وہ بھی یوروپ اور امریکہ کے گندے لوگوں کی طرح بے حیائی اور بے شرمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پانچویں نصیحت

یہ فرمائی کہ گناہ مت کرنا کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے جو انسان خداوند قدوس کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا رہے اسے اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ اسے مصائب دنیا اور عذابِ آخرت سے بچاتے ہیں اور بندہ نے جیسے ہی گناہ کر لیا بس اللہ تعالیٰ کے غصہ اور نزولِ عذاب کا مستحق ہو گیا۔ گناہ مصیبت کا سبب ہے اس کی وجہ سے طرح طرح کی وبائیں نازل ہوتی ہیں۔ آج کل ہمارا سارا معاشرہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے، مرد و عورت، بوڑھے جوان، حاکم ومحکوم، امیر وغریب، سب گناہوں میں لت پت ہیں، خال خال کوئی شخص ہے جس کے گناہ کم ہوں ورنہ سب ہی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور عذابِ خداوندی کو ہر وقت دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

اور لطف یہ ہے کہ سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبتیں اور آفتیں، زلزلے، سیلاب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں، لیکن اس اقرار کے باوجود گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں،

مصیبتیں اقرارِ گناہ سے نہیں ٹلیں گی، ترکِ گناہ سے دفع ہوں گی۔

چھٹی نصیحت

یہ فرمائی کہ میدانِ جہاد سے مت بھاگنا، اگرچہ تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہونے والے ہلاک ہو جائیں، میدانِ جہاد سے بھاگنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے، آج کل تو مسلمانوں نے جہادِ شرعی چھوڑ ہی دیا ہے، جس کی برکات سے محروم ہیں۔

ساتویں نصیحت

یہ فرمائی کہ جب کسی جگہ طاعون وغیرہ کی وجہ سے اموات ہونے لگیں اور تو وہاں موجود ہو، تو وہاں سے مت جانا، بلکہ وہاں خوب جم کر ثابت قدم رہنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم کو خبر ملے کہ فلاں سرزمین میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی سرزمین میں پہلے سے موجود ہو اور وہاں طاعون شروع ہو جائے تو وہاں سے فرار ہونے کی نیت سے مت نکلو۔

(بخاری، کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون - ۵۷۲۸ و مسلم)

یہ نصیحت بہت سی حکمتوں اور فائدوں پر مبنی ہے، علماء نے بتایا ہے کہ جو لوگ وبائی مرض میں مبتلا نہ ہوں، صحیح سالم ہوں، اگر یہ لوگ وہاں سے چلے جائیں تو مرنے والوں کی نعشیں یوں ہی پڑی رہیں گی، اور اُن کے کفن و دفن کا کوئی انتظام نہ ہو سکے گا، اس لئے حاضرین کو حکم دیا کہ وہاں رہیں، اور اللہ جل شانہ کی قضا و قدر پر راضی رہیں اگر مرنا ہے تو دوسری جگہ جا کر بھی مر جائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی جگہ طاعون شروع ہو جانے کی صورت میں اگر کوئی شخص اپنے اسی شہر میں صبر

کرتے ہوئے اور ثواب سمجھتے ہوئے اور یہ یقین کرتے ہوئے ٹھہرا رہے کہ اسے اس کے علاوہ کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دی ہے، تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا (بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون-۵۷۳۴)

اور یہ جو فرمایا کہ ''جس جگہ کے بارے میں معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے اس جگہ مت جاؤ۔'' اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر یہ شخص وہاں جا کر طاعون میں مبتلا ہو گیا تو یہ خیال آئے گا کہ یہاں نہ آتا تو اس تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا، ایسا خیال کرنے سے عقیدۂ توحید میں کمزوری آئے گی اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہیں۔

آٹھویں نصیحت

یہ فرمائی کہ اپنے اہل وعیال پر اپنا عمدہ مال خرچ کرنا اور۔

نویں نصیحت

یہ فرمائی کہ ان کو ادب سکھاتا رہ اور اس بارے میں غافل نہ ہو، لاٹھی اُٹھا کر مت رکھ دے بلکہ تنبیہ کرتا رہ۔

دسویں نصیحت

یہ فرمائی کہ اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ (کے احکام) کے بارے میں ڈراتا رہ۔ یہ آخری تین نصیحتیں اہل وعیال کی پرورش اور ان کی دینی نگہداشت سے متعلق ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرو، ان پر اپنا عمدہ مال خرچ کرتے رہو، ان کو اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمتوں سے محروم مت رکھو، تاکہ دوسروں کی طرف اُن کی نظر نہ جائے، لیکن اس جسمانی پرورش اور دنیاوی داد ودہش کے ساتھ ان کے دین کی بھی فکر رکھو یعنی ان کو ادب سکھاؤ، اور یہ بتاؤ کہ خالق تعالیٰ شانہ کے کیا احکام ہیں، جن کو بجالائیں، اور مخلوق کے ساتھ صحیح طریقہ پر کس طرح زندگی گزاریں۔

یہ جو فرمایا کہ "لاٹھی اُٹھا کر مت رکھ دو" اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال کی تعلیم اور تادیب کے سلسلہ میں ہرگز کوتاہی نہ کرو، اور ان کو یہ نہ سمجھنے دو کہ والد کو ہماری دینداری کی زیادہ فکر نہیں ہے، دین پر ڈالنے اور دیندار بنانے کے لئے اُن پر سختی کرو۔ اور پوری طرح ان کے اعمال اور احوال کی نگرانی کرتے رہو، ڈانٹ او رمار پیٹ سے بھی ضرورت کے وقت دریغ نہ کرو، ہر وقت ڈنڈا تیار رکھو، تاکہ دین سے غافل نہ ہو جائیں، یہ مطلب نہیں کہ مار پیٹ ہی سے کام چلاؤ اور رات دن مارا پیٹا کرو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمہاری جانب سے وہ ڈھیلا پن محسوس نہ کریں، وہ یہی سمجھتے رہیں کہ دینی کاموں میں کوتاہی کی تو مار پڑے گی، ساتھ ہی حکمت وموعظت کو ہاتھ سے نہ جانے دو، دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا باقی رہنا سمجھاؤ، اور یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے، اس کی معرفت ضروری ہے، اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے دنیا وآخرت سنورتی ہے، وہ رحیم وکریم ہے، اور شدید العقاب بھی ہے، اس سے اُمید رکھیں، اور ڈرتے بھی رہیں، اللہ کی بے انتہا رحمت ہمیں کس کس طرح سے اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ان کو سمجھائیں اور اللہ کی پکڑ کا بھی احساس دلائیں، جب اس طریقہ پر بچوں کی تعلیم اور تربیت ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیندار ہوں گے، اور اللہ جل شانہ کے فرماں بردار ہوں گے، رسول اکرم ﷺ کی سیرت کو دل وجان سے محبوب رکھیں گے اور ارشادات پر عمل پیرا ہوں گے اور ماں باپ کے بھی خدمت گزار اور اطاعت شعار ہوں گے۔

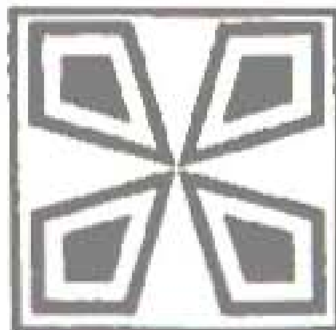
تجربہ شاہد ہے کہ ماں باپ کی طرف سے غفلت برتنے والا جب بھی کوئی شخص دینداروں کی صحبت میں آجاتا ہے اور آخرت کی فکرمندی کا سبق سیکھنے لگتا ہے تو ماں باپ کے حقوق کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا ہے، بہت سے نافرمان لڑکے جماعت میں نکل کر ماں باپ کی فرمانبرداری کرنے لگے۔

آج کل لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ اولاد کو دیندار بنانے کو عیب سمجھتے ہیں، پیدائش

کے دن ہی سے ان کے لئے کافروں کی وضع اور کافروں کا لباس اور کافروں کے طور طریق پسند کرتے ہیں، قرآن و حدیث اور اسلامی احکام و آداب پڑھانے کے بجائے دوسری چیزیں پڑھواتے ہیں، اور دینداروں سے دور رکھتے ہیں، کہ مبادا مُلا نہ بن جائے، جب دین اور اہل دین سے دور رکھتے ہیں تو سنِ شعور کو پہنچ کر وہ نہ خدا کو پہچانتے ہیں، نہ رسول کو جانتے ہیں، نہ ماں باپ کی کوئی حیثیت سمجھتے ہیں، ان فیشن کے پرستاروں کے نزدیک ماں باپ کی حیثیت گھر کے بوڑھے ملازم سے بھی کم ہوتی ہے، اس میں بہت بڑا قصور ماں باپ کا ہے، جنہوں نے اولاد کو فسق و فجور کے راستہ پر ڈالا اور اسلام سے جاہل رکھا، اب اولاد بُرا برتاؤ کرتی ہے تو شکایت کیا ہے۔

جو اولاد دینی تقاضوں سے بے خبر ہوتی ہے، ماں باپ کے حقوق سے بھی ناواقف ہوتی ہے، وہ نہ زندگی میں ماں باپ کا اکرام و احترام کرتی ہے نہ موت کے بعد اُن کے لئے استغفار کرتی ہے، نہ ان کے نام کا صدقہ دیتی ہے، نہ اُن کے لئے دعا کرتی ہے، جن والدین نے اولاد کے دین اور آخرت کا ناس کر دیا، ان کو اولاد سے نہ زندگی میں کچھ اُمید رکھنا چاہئے نہ موت کے بعد دُعا اور صدقہ کا منتظر رہنا چاہئے، جس کو دُعا اور صدقہ و استغفار کی اہمیت اور ضرورت ہی نہیں بتائی گئی وہ کیوں صدقہ دے، اور کیسے دُعا کرے:

فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِی الْاَبْصَارِ



امن والا سونا، امن والا جاگنا

① شام کا اندھیرا چھا جانے لگے تو بچوں کو گھر بلا لیجئے

جب شام کا اندھیرا چھا جانے لگے تو بچوں کو گھر میں بلا لیجئے اور باہر نہ کھیلنے دیجئے، ہاں، جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو نکلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نہ نکلنے دیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو، اس لئے کہ اس وقت شیاطین (زمین) میں پھیل جاتے ہیں، البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو۔“

(بخاری، کتاب الاشربة، باب تغطیة الاناء، ۵۶۲۳، صحاح ستہ، بحوالہ حصن حصین)

② شام ہوتے ہی مندرجہ ذیل دُعا پڑھئے

جب شام ہو جائے تو یہ دُعا پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی دُعا پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ.

(ترمذی، کتاب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی - ۳۳۹۱)

”خدایا! ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری ہی مدد سے صبح کی۔ تیری ہی عنایت سے جی رہے ہیں اور تیرے ہی اشارے پر مر جائیں گے، اور انجام کار تیرے ہی پاس اُٹھ کر حاضر ہوں گے“

③ مغرب کی اذان کے وقت مندرجہ ذیل دُعا پڑھئے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَآ اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ

(ترمذی، ابو داؤد، کتاب الصلاۃ باب ما یقول عند اذان المغرب - ۵۳۰)

"خدایا! یہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا، تیرے دن کے جانے کا اور تیرے مؤذنوں کی پکار کا، پس تو میری مغفرت فرمادے"

نوٹ: بندہ کی کتاب "مومن کا ہتھیار" اس میں صبح وشام کی اکثر دعائیں بندہ نے جمع کردی ہیں پڑھنے کا اہتمام کیجئے۔

④ عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے پرہیز کیجئے

عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے سے پرہیز کیجئے۔ اس طرح اکثر عشاء کی نماز خطرے میں پڑجاتی ہے اور کیا خبر کہ نیند کی اس موت کے بعد خدا بندے کی جان واپس کرتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لئے ہی لے لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ عشاء سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے۔

⑤ رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کیجئے

رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کرلیجئے۔ نبی کریم ﷺ ایسے گھر میں سونے سے پرہیز فرماتے جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

⑥ رات میں جلد سونے اور سحر میں جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیے

رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کیجئے۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "عشاء کی نماز کے بعد یا تو ذکرِ الٰہی کے لئے جاگا جاسکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لئے۔"

⑦ رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجئے

رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجئے۔ خدا نے رات کو آرام وسکون کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور دن کو سوکر اُٹھنے اور ضروریات کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت قرار دیا ہے۔ سورۂ فرقان، آیت ۴۷ میں ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا.

''اور وہ خدا ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ پوش اور نیند کو راحت و سکون اور دن اُٹھ کھڑے ہونے کو بنایا''

اور سورۃ النباء، آیت ۱۱-۹ میں ہے:

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا. وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا، وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا.

''اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے سکون و آرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا''

اور سورۃ النمل آیت ۸۶ میں ہے:

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِیْ ذَالِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ.

''کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اُس میں آرام و سکون حاصل کریں اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ اس میں مؤمنوں کے لئے سوچنے کے اشارات ہیں''

رات کو تاریک اور سکون و آرام کا وقت بنانے اور دن کو دوڑ دھوپ اور محنت کے لئے روشن بنانے میں اشارہ یہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے اور دن میں اپنی ضروریات کے لئے محنت اور کوشش کی جائے۔ دن کی روشنی میں اپنی معاش اور ضروریات کے لئے تندہی اور سخت کوشی کے ساتھ لگے رہئے یہاں تک کہ آپ کے اعضاء اور قوتیں تھکان محسوس کرنے لگیں۔ اس وقت رات کی پرسکون اور پردہ پوش فضا میں سکون وراحت سے ہم آغوش ہو جایئے اور دن طلوع ہوتے ہی پھر خدا کا نام لیتے ہوئے تازہ دم میدانِ عمل میں اُتر پڑیئے۔ جو لوگ آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے دن میں خراٹے لیتے ہیں، یا دادِ عیش دینے اور لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے لئے رات بھر جاگتے ہیں، وہ قدرت کی حکمتوں کا خون کرتے ہیں اور اپنی صحت و زندگی کو برباد کرتے

ہیں۔ دن میں پہروں تک سونے والے اپنے دن کے فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہیں۔ اور جسم و جان کو بھی آرام سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ دن کی نیند رات کا بدل نہیں بن پاتی۔ نبی کریم ﷺ نے تو اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ آدمی رات رات بھر جاگ کر خدا کی عبادت کرے اور اپنے کو نا قابلِ برداشت مشقت میں ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک بار نبی کریم ﷺ نے پوچھا، کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم پابندی سے دن میں روزے رکھتے ہو اور رات رات بھر نمازیں پڑھتے ہو؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! بات تو صحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ پیو۔ اسی طرح سوؤ بھی اور اُٹھ کر نماز بھی پڑھو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری، کتاب التهجد-١١٥٣)

⑧ زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجئے

زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجئے۔ دنیا میں مؤمن کو آرام طلبی اور عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ زندگانی مؤمن کے لئے جہاد ہے۔ اور مؤمن کو جفاکش، سخت کوش، اور محنتی ہونا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ”نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی“

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی فراش رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا، آپ کے یہاں نبی کریم ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ فرمایا: ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی کریم ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے کہا، وہی ٹاٹ کا بستر

تھا، البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں، اس کو دہرا ہی رہنے دیا کرو، رات بستر کی نرمی تہجد کے لئے اُٹھنے میں رکاوٹ بنی"

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون رضی اللہ عنہا آئیں اور اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا بستر دیکھا۔ گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا، اُس میں اُون بھر کر خوب ملائم بنا دیا۔ اور نبی کریم ﷺ کے لئے بھیجا۔ نبی کریم ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! فلاں انصاری خاتون رضی اللہ عنہا آئی تھیں اور آپ ﷺ کا بستر دیکھ گئی تھیں۔ اب یہ اُنہوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں! اس کو واپس کر دو، مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لئے واپس کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، مگر نبی کریم ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس ہی کرنا پڑا۔

(جمع الوسائل فی شرح شمائل ،باب ما جاء فی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

نبی کریم ﷺ ایک بار چٹائی پر سو رہے تھے، لیٹنے سے آپ ﷺ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ دیکھ کر رونے لگا، نبی کریم ﷺ نے مجھے روتے دیکھا، تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ بوریے پر۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ رونے کی بات نہیں ہے، ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں، جبکہ حال یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام منہ میں صور لئے کان لگائے (حکم

بجالانے کے لئے) سر جھکائے انتظار کررہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے''

(ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ما جاء فی شأن الصور – ۲۴۳۱)

نبی کریم ﷺ کا یہ اُسوہ مطالبہ کرتا ہے کہ مؤمن اس دنیا میں مجاہدانہ زندگی گزارے اور عیش کوشی سے پرہیز کرے۔

(۹) سونے سے پہلے وضو کر لیجئے اور پاک صاف ہو کر سوئیے

سونے سے پہلے وضو کرنے کا بھی اہتمام کیجئے اور پاک وصاف ہو کر سوئیے۔ اگر ہاتھوں میں چکنائی وغیرہ لگی ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سوئیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہو اور وہ اُسے دھوئے بغیر سو گیا اور اُسے کوئی نقصان پہنچا (یعنی کسی جانور نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (کہ دھوئے بغیر کیوں سو گیا تھا؟)''

(ترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ما جاء فی کراھۃ البیتوتۃ وفی یدہ ریح غمر – ۱۸۵۹)

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے آپ ﷺ وضو فرماتے اور اگر کبھی اس حال میں سونے کا ارادہ فرماتے کہ غسل کی حاجت ہوتی تو ناپاکی کے مقام کو دھوتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب الجنب یتو ضأثم، ینام – ۲۸۸)

(۱۰) سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کیجئے، برتن ڈھانکئے، چراغ بجھا دیجئے

سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیجئے۔ کھانے پینے کے برتن ڈھانک دیجئے، چراغ یا لالٹین وغیرہ بجھا دیجئے۔ اور اگر آگ جل رہی ہو تو اُس کو بھی بجھا دیجئے۔ ایک بار مدینے میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو آگ بجھا دیا کرو''

(ترمذی، کتاب الاطعمۃ – ۱۸۱۳)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو کیونکہ اس وقت شیاطین زمین میں پھیل جاتے ہیں، پھر جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کر دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی بتی بجھادو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی پانی کی مشک کا منہ باندھ دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی کھانے پینے کے برتن ڈھانک دو۔ اور اگر ڈھانکنے کے لئے کوئی سرپوش وغیرہ موجود نہ ہو تو کوئی اور چیز ہی برتن پر رکھ دو''

(بخاری، کتاب الاشربة، باب تغطية الاناء - ۵۶۲۳، صحاح ستہ، بحوالہ حصن حصین)

(۱۱) سوتے وقت بستر کے قریب یہ چیزیں رکھ لیجئے

سوتے وقت بستر پر اور بستر کے قریب یہ چیزیں ضرور رکھ لیجئے۔ پینے کا پانی اور گلاس، لوٹا، لاٹھی، روشنی کے لئے ماچس یا ٹارچ، مسواک، تولیہ وغیرہ اور اگر آپ کہیں مہمان ہوں تو گھر والوں سے بیت الخلاء وغیرہ ضرور معلوم کر لیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ رات میں کسی وقت ضرورت پیش آ جائے اور زحمت ہو۔ نبی کریم ﷺ جب آرام فرماتے تو آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔

(۱) تیل کی شیشی۔ (۲) کنگھا۔ (۳) سرمہ دانی۔ (۴) قینچی۔ (۵) مسواک۔ (۶) آئینہ۔ (۷) اور لکڑی کی ایک چھوٹی سی سیخ جو سر وغیرہ کھجانے کے کام میں آتی۔

(۱۲) سونے کے وقت کپڑے وغیرہ پاس رکھئے اور اُٹھتے ہی جھاڑ لیجئے

سوتے وقت اپنے جوتے اور کپڑے وغیرہ پاس ہی رکھئے کہ جب سو کر اُٹھیں تو تلاش نہ کرنے پڑیں اور اُٹھتے ہی جوتے میں پیر نہ ڈالیے۔ اسی طرح کپڑے بھی بغیر جھاڑے نہ پہنئے۔ پہلے جھاڑ لیجئے ہو سکتا ہے کہ جوتے یا کپڑے میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ وہ آپ کو تکلیف پہنچا دے۔

(۱۳) سونے سے پہلے بستر جھاڑ لیجئے

سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجئے۔ اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لئے اُٹھیں اور پھر آ کر لیٹیں تب بھی بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور جب کوئی شب میں بستر سے اُٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اُسے جھاڑ دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز آ گئی ہے'' (ترمذی، ابوداؤد، ابواب الادب باب ما یقول عند النوم-۵۰۵۰)

(۱۴) جب بستر پر پہنچیں تو یہ دُعاء پڑھئے

جب بستر پر پہنچیں تو یہ دُعاء پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَّا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ ط (شمائل ترمذی، باب فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھرپور مدد فرمائی اور جس نے ہمیں رہنے بسنے کو ٹھکانا بخشا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا''۔

(۱۵) بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھئے

بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھ لیجئے۔ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو'' (احمد)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پر پہنچتا ہے تو اسی وقت ایک فرشتہ اور شیطان اُس کے پاس آپہنچتے ہیں۔ فرشتہ اُس سے کہتا ہے: ''اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کرو'' اور شیطان کہتا ہے: ''اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو''۔ پھر اگر وہ آدمی خدا کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اُس کی حفاظت کرتا ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بستر پر تشریف لیجاتے تو دونوں ہاتھ دُعا مانگنے کی طرح ملاتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی سورتیں تلاوت فرما کر ہاتھوں پر دَم فرماتے اور جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور آپ ﷺ تین مرتبہ یہ عمل فرماتے۔

(شمائل ترمذی، باب فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹیں

جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے:

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ط

(شمائل ترمذی، باب فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

''خدایا! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا، جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اُٹھا حاضر کرے گا''

حصن حصین میں ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

(۱۷) پٹ لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجئے

پٹ لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجئے۔ حضرت یعیش رضی اللہ عنہ کے والد طخفۃ الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی صاحب نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا اور کہا، اس طرح لیٹنے کو خدا ناپسند فرماتا ہے۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(ابو داؤد، ابواب الادب باب فی الرجل ینبطح علی بطنہ – ۵۰٤۰)

(۱۸) سونے کا انتظام ایسی جگہ رکھئے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو

سونے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو، ایسے بند کمروں میں سونے سے پرہیز کیجئے جہاں تازہ ہوا کا گزر نہ ہوتا ہو۔

(۱۹) منہ لپیٹ کر نہ سوئیے

منہ لپیٹ کر نہ سوئیے۔ اس طرح سونے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے، چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیے، تاکہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

(۲۰) بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے پرہیز کیجئے

ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجئے جہاں کوئی منڈیر یا جنگلا وغیرہ نہ ہو اور چھت سے اُترتے وقت اہتمام کیجئے کہ زینے پر پاؤں رکھنے سے پہلے آپ روشنی کا انتظام کرلیں۔ بعض اوقات معمولی غلطی سے کافی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

(۲۱) سخت سردی کے باوجود بھی کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سوئیے

کیسی ہی سخت سردی پڑ رہی ہو، کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سوئیے اور نہ بند کمرے میں لالٹین جلا کر سوئیے۔ آگ جلنے سے بند کمروں میں جو گیس پیدا ہوتی

ہے وہ صحت کے لئے انتہائی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو اس سے جان کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے۔

(۲۲) سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کیجئے

سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کرتے۔

(بخاری، کتاب الدعوات، و مسلم)

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ط

''اے میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے ہی سہارے میں اُس کو بستر سے اُٹھاؤں گا۔ اگر تو رات ہی میں میری جان قبض کرے تو اُس پر رحم فرما۔ اور اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے''

اگر یہ دُعا یاد نہ ہو تو مختصر سی دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ ط

(بخاری، کتاب الدعوات باب وضع الید تحت الخد الیمنی و مسلم)

''خدایا! میں تیرے ہی نام سے موت کی آغوش میں جاتا ہوں، اور تیرے ہی نام سے زندہ اُٹھوں گا''

(۲۳) رات کے آخری حصے میں اُٹھنے کی عادت ڈالیئے

رات کے آخری حصے میں اُٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نفس کی تربیت اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آخری شب میں اُٹھنا اور خدا کو یاد کرنا ضروری ہے۔ خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہی امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ راتوں کو اُٹھ کر خدا کے حضور

رکوع اور سجود کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اوّل رات میں آرام فرماتے اور اخیر شب میں اُٹھ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

(۲۴) نیند سے بیدار ہونے پر دُعا پڑھئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ط

(بخاری، کتاب الدعوات، باب وضع الید تحت الخد الیمنی و مسلم)

"شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں مردہ کر دینے کے بعد زندگی سے نوازا اور اسی کے حضور اُٹھ کر حاضر ہونا ہے"

(۲۵) اچھا خواب دیکھنے پر خدا کا شکر ادا کیجئے

جب کوئی اچھا خواب دیکھیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے۔ اور اس کو اپنے حق میں بشارت سمجھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اب نبوت میں سے بشارتوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا، لوگوں نے پوچھا، بشارت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اچھا خواب۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات - ۶۹۹۰)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "تم میں جو زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا"۔ اور آپ ﷺ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ "جب کوئی اچھا خواب دیکھو تو خدا کی حمد و ثنا کرو اور اس کو بیان کرو۔ اور دوست سے بھی بیان کرو۔" نبی کریم ﷺ جب کبھی کوئی خواب دیکھتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی فرماتے کہ اپنا خواب بیان کرو، میں اس کی تعبیر دوں گا۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب الرئویا من اللّٰہ، باب تعبیر الرئویا بعد صلاۃ الصبح)

(۲۶) سونے کے وقت درود شریف کثرت سے پڑھئے

درود شریف کثرت سے پڑھئے۔ توقع ہے کہ خدا تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی زیارت

سے مشرف فرمائے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے سوال کیا کہ کوئی خاص درود شریف بتایئے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو تو فرمایا: کوئی خاص ورد نہیں ہے بس خلوص پیدا کرنا چاہئے۔ پھر کچھ تأمل کے بعد ارشاد فرمایا: البتہ حضرت سیّد حسن کو اس درود کا عمل کارگر ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ط

"خدایا! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اُن کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے بقدر جو تیرے علم میں ہیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"

(بخاری، کتاب التعبیر – ٦٩٩٤، شمائل ترمذی باب ما جاء فی رویة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المنام)

حضرت یزید فارسی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حیات تھے۔ حضرت یزید نے ان سے ذکر کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ جس نے خواب میں مجھے (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"۔ پھر پوچھا: تم نے خواب میں جس ذات کو دیکھا ہے، اس کا حلیہ بیان کر سکتے ہو"۔ حضرت یزید نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد و قامت انتہائی متوازن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گندمی مائل بہ سفیدی تھا، آنکھیں سرمگیں، ہنستا خوبصورت گول چہرہ، نہایت اُبھری ہوئی داڑھی جو پورے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی، اور سینے پر پھیلی ہوئی تھی۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں

دیکھتے تب بھی اس سے زیادہ حلیہ نہ بیان کر سکتے (یعنی تم نے جو حلیہ بیان کیا وہ واقعی نبی کریم ﷺ کا ہی حلیہ ہے)

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام)

⑳ اگر ناپسندیدہ خواب دیکھیں تو کسی سے بیان نہ کیجئے، اور خدا کی پناہ مانگئے

جب کبھی خدانخواستہ کوئی ناپسندیدہ اور ڈراؤنا خواب دیکھو تو ہرگز کسی سے بیان نہ کیجئے اور اس خواب کی برائی سے خدا کی پناہ مانگئے۔ خدا نے چاہا تو اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ناگوار خوابوں کی وجہ سے اکثر بیمار پڑ جایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے مجھے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنائی: ''اچھا خواب خدا کی جانب سے ہوتا ہے، اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے نہ بیان کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور کروٹ بدل لے، تو وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا''

(ریاض الصالحین، مسلم، کتاب الرؤیا — ۵۸۹۷)

㉘ اپنے جی سے گھڑ کر جھوٹے خواب کبھی بیان نہ کیجئے

اپنے جی سے گھڑ کر جھوٹے خواب کبھی بیان نہ کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو خواب دیکھے بغیر اپنی جانب سے گھڑ گھڑ کر بیان کرے گا اس کو یہ سزا دی جائے گی کہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ایسا کبھی نہ کر سکے گا''

(بخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمہ — ۷۰۴۲)

(۲۹) خواب سنانے والے کو اچھی تعبیر دیجئے اور اس کے حق میں دُعا کیجئے

جب کبھی کوئی دوست اپنا خواب سنائے تو اس کی اچھی تعبیر دیجئے اور اس کے حق میں دُعا کیجئے، ایک آدمی نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہتر خواب دیکھا ہے، اور بہتر تعبیر ہوگی''

نبی کریم ﷺ عام طور پر فجر کی نماز کے بعد پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے فرماتے جس نے جو خواب دیکھا ہو بیان کرو، اور سننے سے پہلے یہ الفاظ فرماتے:

خَیْرًا تَلَقَّاهُ وَشَرًّا تَوَقَّاهُ وَخَیْرًا لَّنَا وَشَرًّا عَلٰی اَعْدَآئِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

''اس خواب کی بھلائی تمہیں نصیب ہو، اور اس کی برائی سے تم محفوظ رہو ہمارے حق میں خیر اور ہمارے دشمنوں کے لئے وبال ہو اور حمد و شکر خدا ہی کے لئے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے''

(۳۰) پریشان کن خواب دیکھ کر گھبراہٹ محسوس ہو تو مندرجہ ذیل کلمات پڑھئے اور اپنے بچوں کو بھی یہ دُعا یاد کرا دیجئے

کبھی خواب میں ڈر جائیں یا کبھی پریشان کن خواب دیکھ کر پریشان ہو جائیں تو خوف اور پریشانی دور کرنے کے لئے یہ دُعا پڑھئے اور اپنے ہوشیار بچوں کو بھی یہ دُعا یاد کرائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خواب میں ڈر جاتا یا پریشان ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ اُس کی پریشانی دور کرنے کے لئے یہ دُعا تلقین فرماتے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔ (ابوداؤد، ترمذی، کتاب الدعوات باب دعاء الفزع فی النوم)

"میں خدا ہی کے کلماتِ کاملہ کی پناہ مانگتا ہوں، اُس کے غضب و غصے سے، اُس کی سزا سے، اُس کے بندوں کی برائی سے، شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں"

نمازِ جنازہ کا طریقہ بہتر انداز میں

(۱) نمازِ جنازہ میت کا ایک حق ہے

نمازِ جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجئے۔ جنازے کی نماز مُردے کے لئے دُعائے مغفرت ہے اور یہ میت کا ایک اہم حق ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر کے ہی کھڑے ہو جایئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جنازے کی نماز پڑھا کرو، شاید کہ اس نماز سے تم پر غم طاری ہو۔ غمگین آدمی خدا کے سائے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے" (حاکم)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھتی ہیں اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے"

(ابو داؤد، کتاب الجنائز باب فی الصف علی الجنازة - ٣١٦٦)

(۲) میت کا سر شمال اور پاؤں جنوب اور رُخ قبلہ کی طرف رکھیئے

نمازِ جنازہ کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھئے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رُخ قبلے کی طرف رکھئے۔

(۳) امام میت کے سینے کے سامنے رہے

اگر آپ نمازِ جنازہ پڑھا رہے ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ میت کے

سینے کے مقابلے میں رہیں۔

④ صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھئے

جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھئے اگر تھوڑے لوگ ہوں تو ایک صف بنایئے۔ ورنہ تین، پانچ، سات جتنے افراد زیادہ ہو جائیں زیادہ صفیں بناتے جایئے لیکن تعداد طاق رہے۔

⑤ امام و مقتدی کی نیت نماز میں میت کے لئے مغفرت چاہنا ہو

نمازِ جنازہ شروع کریں تو یہ نیت کیجئے کہ ہم اس میت کے واسطے ارحم الراحمین سے مغفرت چاہنے کے لئے اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ امام بھی یہی نیت کرے اور مقتدی بھی یہی نیت کریں۔

⑥ نماز میں امام جو پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں

نمازِ جنازہ میں جو امام پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں۔ مقتدی خاموش نہ رہیں، البتہ امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آہستہ کہیں۔

⑦ نماز میں پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر باندھئے اور پھر ثنا پڑھئے

نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیے۔ پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جایئے اور پھر ہاتھ باندھ لیجئے اور ثنا پڑھئے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَآئُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

”خدایا! تو پاک ہے اور برتر ہے، اپنی حمد و ثنا کے ساتھ اور تیرا نام خیر و برکت والا ہے اور تیری بزرگی اور بڑائی بہت بلند ہے، اور تیری تعریف بڑی عظمت والی

ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"

⑧ دوسری تکبیر بغیر ہاتھ اُٹھائے ہوئے کہئے پھر درود شریف پڑھئے

اب دوسری تکبیر کہئے لیکن تکبیر میں ہاتھ نہ اُٹھایئے اور نہ سر سے کوئی اشارہ کیجئے دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

"خدایا! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت فرما اور اُن کی آل پر رحمت فرما جیسے تو نے رحمت فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ خدایا تو برکت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اُن کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بیشک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے"

⑨ تیسری تکبیر بغیر ہاتھ اُٹھائے کہئے پھر میت کے لئے مسنون دُعا پڑھئے

اب بغیر ہاتھ اُٹھائے تیسری تکبیر کہئے اور میت کے لئے مسنون دُعا پڑھئے۔ پھر چوتھی تکبیر کہئے اور دونوں طرف سلام پھیر دیجئے۔

⑩ اگر میت بالغ مرد یا بالغ عورت ہے تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھئے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ.
اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (ابوداؤد، کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت)

''خدایا! ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، ہمارے حاضروں، ہمارے غائبوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مَردوں، ہماری عورتوں کی تو مغفرت فرما دے۔ خدایا! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ موت دے۔ اے اللہ اس (مرحوم) کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ فرما''

(۱۱) اور اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دُعا پڑھئے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

''خدایا! تو اس لڑکے کو ہمارے لئے ذریعہ مغفرت بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول کر لی جائے''

(۱۲) اور اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ دُعا پڑھئے

اس دُعا کا مطلب بھی وہی ہے جو لڑکے کے لئے پڑھی جانے والی دُعا کا ہے:
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ط

(۱۳) جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہئے

جنازے کے لئے جاتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہئے اور یہ غور کیجئے کہ جس طرح آج آپ اس میت کو زمین کے حوالے کرنے جا رہے ہیں، ٹھیک اسی طرح ایک دن دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے، اس غم اور فکر کے نتیجے میں آپ کم از کم اتنے وقت کے لئے آخرت کے تصور میں گھلنے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی اُلجھنوں اور باتوں سے محفوظ رہیں گے۔

حقوق العباد کے متعلق ہمارے اسلامی معاشرے کی ہدایت

(۱) وقف کے مالوں میں خیانت کرنا شخصِ واحد کا مال مارنے سے زیادہ سخت ہے

جو حضرات کسی مسجد یا کسی دوسری وقف شدہ جائداد کے متولی ہیں، یا کسی مدرسہ کے مہتمم ہیں ان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا سخت ضروری ہے۔ جب وقف کا مال قبضہ میں ہوتا ہے اور عام طور سے چندہ کی رقوم آتی رہتی ہیں۔ ان سب کو وقف کرنے والے کی شروط کے مطابق اور چندہ دینے والوں کی متعین کردہ مد کے مطابق ہی خرچ کرنا لازم ہے۔ بہت سے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس بارے میں خوفِ آخرت سے بے نیاز ہوکر ایسی ایسی حرکتیں کر گزرتے ہیں جو اُن کے لئے آخرت کا وبال اور عذاب بنتی چلی جاتی ہیں۔

مسجد و مدرسہ کے لئے سفیر بن کر چندہ کرنے نکلتے ہیں، بہت سے لوگ تو پیسہ دے دیتے ہیں، رسید مانگتے ہی نہیں اور بعض حضرات رسید لینے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن سفیر صاحب کی دیانت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے رسید کے اس حصہ پر کیا لکھا ہے، جو حساب لینے والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس طرح سے جو چندہ ہوتا ہے اس میں سے غبن کرنا بہت آسان ہوتا ہے، آخرت کی جواب دہی کا یقین نہ ہو تو نفس اور شیطان خیانت کرواہی دیتے ہیں۔

عیدگاہ یا کسی بڑے اجتماع میں مدرسہ یا مسجد کے لئے چندہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اس موقع پر رسید نہیں دی جاتی، پورا چندہ جمع ہوکر مہتمم یا متولی کے پاس پہنچ جاتا ہے اگر آخرت میں حساب دینے کا تصور نہ ہو تو اس میں سے جتنا چاہیں غبن کر سکتے ہیں، اس کی بعض تلخ داستانیں سنی گئی ہیں۔

بہت سی جگہ اس کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو خوفِ خدا نہیں وقف کے بہت سے اموال اپنی اولاد یا دیگر افرادِ خاندان پر یا اپنی ذات پر بلا استحقاق شرعی خرچ کر جاتے ہیں۔

اس قسم کی خیانت اور مساجد و مدارس کے اموال کا غبن کسی شخص واحد کا مال مارنے سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ شخص واحد سے معافی مانگ لینا یا ادا کر دینا آسان ہے۔ لیکن عمومی چندہ یا عام مستحقین کی خیانت کرنے کے بعد تلافی کرنا دشوار ترین گھاٹی ہے۔ اگر اللہ توبہ کی توفیق دے دے تو اہل حقوق نا معلوم ہونے کی وجہ سے ان تک حقوق پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں پا سکتا۔

محض یاددہانی اور تذکیر کے طور پر یہ باتیں لکھ دی گئی ہیں۔ جو خیر خواہی پر مبنی ہیں اور اجمالی طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔ جو حضرات مبتلا ہوں اپنا جائزہ لیں اور اپنا انجام سوچ کر اُس مال میں تصرف کریں جو اُن کا ذاتی نہیں ہے۔ دوسروں پر خرچ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو امین بنایا ہے۔

(۴) یتیم کا مال کھانا اپنے پیٹوں میں آگ بھرنا ہے

سب کو معلوم ہے کہ یتیم کا مال کھانا اور اُصولِ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی ملک میں لے لینا یا اپنے اوپر یا اپنی اولاد کے اوپر خرچ کر دینا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا. (سورۃ النساء: آیت ۱۰)

”بے شک جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں بس یہی بات ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے“

جو لوگ یتیم خانوں کے نام سے ادارے لئے بیٹھے ہیں اور وہ یا اُن کے سفراء

چندہ کرتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے مضمون پر غور کرلیں اور اپنا حساب اسی دنیا میں کرلیں۔ شرعاً جتنا حق الخدمت لے سکتے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں لے رہے ہیں؟ خوب غور فرمالیں اگر کوئی غبن کیا ہے تو اس کی تلافی یومِ آخرت سے پہلے کرلیں۔

اور بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یتیم کا مال کھانے کا گناہ انہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو یتیم خانے چلا رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت گھر گھر یتیموں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے اس کی نابالغ اولاد، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب یتیم ہو تے ہیں۔ شرعی اُصول کے مطابق میراث تقسیم نہیں کی جاتی یا چچا یا بڑے بھائی کے قبضے میں مرنے والے کی رقوم اور جائداد جو کچھ ہوتی ہیں ان میں سے تھوڑا بہت بغیر حساب ان بچوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ تو ان کے مستحقین پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتے اور پوری جائداد پر قبضہ کرلیتے ہیں اور اپنے نام یا اپنی اولاد کے نام کردیتے ہیں۔ جب یہ یتیم بچے بالغ ہوتے ہیں تو باپ کی میراث میں سے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ یہ سب یتیم کا مال کھانے میں داخل ہے، اگر کسی نے بہت ہمت کی اور مرنے والے کی جائداد اور مال تقسیم ہی کردیا تو اس میں مرتے والے کی بیوی اور بچیوں کو کچھ بھی نہیں دیتے۔ یہ سب بیوہ اور یتیم کا مال کھانے میں شامل ہے۔

(۳) بیوی بھی مرحوم شوہر کے مال کی حصہ دار ہے

بہت سے دینداری کے مدّعی مرنے والے بھائی کی جائداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے وہ بے چاری مجبوراً نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے شوہر کی میراث سے جو شرعاً حصہ اس کو ملتا۔ اس کا دبالینا پھر بھی حلال نہیں ہوتا۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائداد میں سے حصہ دے دیا گیا تو ہماری

زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا، بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

(۴) بھائیوں کا بہنوں کو ورثہ کی رقم نہ دینا خدا سے بغاوت کرنا ہے

ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کر دیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں لہٰذا معاف ہی کر دیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر اُن کا حصہ بانٹ کر اُن کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائداد کی آمدنی جتنی بھی اُن کے حصہ کی ہو ان کو دے دی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کر دیں تو معافی کا اعتبار ہوگا، مجبوری رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔

بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر اُن کو اُن کی سسرال سے بلائیں گے، بچوں سمیت آئیں گی، کھائیں گی، پئیں گی۔ اس سے ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے۔ اوّل تو ان پر اتنا خرچ نہیں ہوتا، جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے، دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کرو۔ پیسہ اُن کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے۔ یہ کیا صلہ رحمی ہوئی؟ تیسرے ان سے معاملہ کرو کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں؟ یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟

(۵) مہر بیوی کا حق ہے جو رسماً معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا

اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کر دینے سے معاف نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کر دے۔ اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور

پر معاف کر دیا کہ معاف کروں یا نہ کروں ملتا تو ہے ہی نہیں تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا (نساء، آیت:۴)

''سو، اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھالو''

اس بارے میں بھی یہی صورت کریں کہ اُن کا مہر اُن کے ہاتھ میں دے دیں پھر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں، اس کو بے تکلف قبول کرلیں۔

(۶) شادی کی جانے والی لڑکی کے مہر پر وَلی (والد وغیرہ) کا قبضہ کرلینا بغیر رضامندی کے درست نہیں

لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی ہے اوران کا مہر والد یا دوسرا کوئی وَلی وصول کر لیتا ہے۔ وصول کرلینا اوراس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اس کے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرالینا یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کر لی یا جہیز میں لگا دی۔ حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے، عموماً یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ گانا بجانا اور رنڈی کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ جہیز بھی دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام بھی نہ آئیں۔ سب جانتے ہیں کہ خلافِ شرع اور دکھاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح خرچ کرنا کیسے حلال ہوسکتا ہے؟ جو کچھ خرچ کریں شرع کے موافق خرچ کریں، اور وہ بھی اپنے مال سے نہ کہ

لڑکی کے مہر سے، اس کے مال سے خرچ کرنا بلا اُس کی اجازت کے ظلم ہے۔ اس سے پوچھتے تک نہیں اور اس کا مال اُڑا دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے یہی اجازت ہے تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے، رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔ اس کی رقم اس کو دے دو اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو اور بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو، پھر وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دے دے اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شرعاً شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ ایجاب وقبول سے نکاح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد رخصت کر دو۔ سواری کا خرچ شوہر دے گا۔ جو اپنی بیوی کو لے جائے گا، لڑکی یا اس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچہ نہیں آتا۔ رواجی بکھیڑوں اور نام ونمود کے قصوں نے خلافِ شرع کاموں میں لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لے کر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کر لیا۔ یہ بھی جاہلانہ جواب ہے، کیونکہ شرعاً آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی اس کا عوض وصول کرنا خلافِ شرع ہے بلکہ خلافِ محبت ہے اور خلافِ شفقت بھی۔ گویا آپ جو کچھ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک سودے بازی ہے اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھی کچھ بھی نہیں۔ پندرہ بیس سال خرچ کر کے اس کے مال سے وصول کر لیں گے، اُدھار خرچ کر کے وصول کر لینا یہ تو غیر بھی کر دیتے ہیں، آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کون سا سلوک کیا؟

⑦ بغیر بلائے کسی کی دعوت میں پہنچ کر کھانا حلال نہیں ہے

بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھانا حلال نہیں ہے۔ اگر مروّت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔ اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا

جائے اور صاحبِ خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے تو زائد آدمی کا کھالینا حرام ہے۔

⑧ مذاق میں کسی کی چیز لے کر سچ مچ رکھ لینا بھی ظلم ہے

بعض لوگ مذاق میں کسی کی چیز لے کر چل دیتے ہیں اور پھر سچ مچ رکھ لیتے ہیں، حالانکہ جس کی ملکیت ہوتی ہے وہ خوشی سے اس کو دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس طرح لینا حرام ہے۔ اگرچہ صاحبِ خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے۔

⑨ میت کی مالیت میں ترکہ تقسیم کئے جانے سے قبل کوئی تصرف نہ کیجئے

عموماً رواج ہے کہ کسی کے مرجانے پر اس کے مال سے فقراء اور مساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دے دیتے ہیں۔ حالانکہ ترکہ تقسیم کئے بغیر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل تو سب وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا ضروری نہیں ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔ مشترک مال میں سب کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور سے رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

مال تقسیم کر کے ہر ایک وارث کا حصہ اس کے حوالے کردو۔ پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصالِ ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریاکاری کے خرچ کردے اور یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دے دے۔

⑩ مقروض مورث کا قرض ادا کئے بغیر مال پر قبضہ کرنا مرنے والے پر ظلم کرنا ہے

بہت سے وارثین مرنے والے کے قرضے ادا نہیں کرتے خود ہی سب دبا کر بیٹھ

جاتے ہیں۔ یہ مرنے والے پر ظلم ہے کہ وہ بے چارہ قرضوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں پکڑا جائے گا اور اپنے اوپر بھی ظلم ہے کہ غیر کے مال پر قابض ہو گئے۔

شریعت کا قانون یہ ہے کہ ترکہ سے اولاً کفن دفن کے اخراجات کئے جائیں، پھر اس کے قرضے ادا کئے جائیں پھر باقی مال میں سے ۱/۳ کے اندر اس کی وصیت نافذ کی جائے (اگر اس نے وصیت کی ہو) اور ۲/۳ مال وارثوں کو شریعت کی تقسیم کے مطابق دے دیا جائے۔ اگر قرض ترکہ سے زیادہ یا ترکہ کے برابر ہو تو کسی وارث کو کچھ بھی نہ ملے گا۔ یہ شریعت کا اُصول ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ اگر قرضے ادا کر بھی دیئے تو مرنے والے کی وصیت نافذ نہیں کرتے۔ مرنے والے کو اختیار ہے کہ قرضوں سے جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وصیت کر سکتا ہے جب مرنے والا وصیت کر دے تو وارثوں پر اس کی وصیت نافذ کرنا واجب ہے۔ اس کی وصیت کے بعد جو مال بچے اس کو آپس میں تقسیم کریں۔ البتہ ۱/۳ سے زائد میں وصیت نافذ کرنا واجب نہیں ہے۔ اور جو وصیت خلافِ شرع ہو اس کا نافذ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ دس ہزار روپے مسجد یا مدرسے میں دے دیئے جائیں تو ادائیگی قرض کے بعد جو بچے اگر اس کے ۱/۳ میں اس کی گنجائش ہو تو وصیت کے مطابق مسجد و مدرسہ میں بقدر وصیت کے مال دے دیں۔ اگر ۱/۳ میں دس ہزار کی گنجائش نہ ہو اور بالغ ورثاء اپنی خوشی سے اپنے حصہ سے دینا گوارا نہ کریں تو جس قدر ۱/۳ میں ہو سکتا ہو اُسی قدر دے دیں خود دبا کر نہ بیٹھ جائیں۔

فائدہ: اگر مرنے والے پر قرض نہ ہو تو کفن و دفن کے بعد جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وارثوں پر لازم ہے کہ مرحوم کی وصیت نافذ کر دیں۔ لوگ دکھاوے کے لئے ایصالِ ثواب کے نام سے دیگیں تو پکوا دیتے ہیں لیکن وصیت نافذ نہیں کرتے اور قرضے ادا نہیں کرتے حالانکہ یہ چیزیں مرنے والے کا حق ہیں۔

بہت سے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے لیکن سستی کرتے رہتے ہیں اور اتنی تاخیر

ہو جاتی ہے کہ مرض الموت دبا لیتا ہے یا اتنا بڑھاپا آ جاتا ہے کہ حج کے سفر کے قابل نہیں رہتے۔ ان میں بعض لوگ وصیت کر دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے مال سے حج کرا دیا جائے۔ ان کے فرض کی ادائیگی کے لئے اُن کی وصیت پورا کرنا اور بعد ادائے قرضہ جات ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر اُن کی طرف سے حج کرانا فرض ہے۔ وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے گھر سے یا جہاں سے ۱/۳ میں گنجائش ہو تو حج بدل کے لئے آدمی بھیجیں۔ بعض وارثین پیسہ بچانے کے لئے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہی سے حج بدل کرا دیتے ہیں۔ جس میں تھوڑے سے ریال خرچ ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے مرحوم مرنے والے کی وصیت پوری نہیں ہوتی۔ پیسہ بچا کر خود رکھ لینا حرام ہے۔ اور ایسا کرنے سے حج بدل کے اُصول کے مطابق حج نہیں ہوتا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ وصیت نہ کی ہو تب بھی اولاد ماں باپ کی طرف سے ان کے ترکہ سے بلکہ اپنے مال سے حج کرا دے اور ترکہ ۱/۳ سے حج نہ ہو سکتا ہو تو بخوشی اپنے مال سے ملا دے لیکن وصیت ہوتے ہوئے بھی وصیت کے مطابق ان کے حج پر خرچ نہ کرنا بڑا ظلم ہے۔

حقوق العباد کی رعایت بہت ضروری ہے اور اہم فریضہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس کا حق کہاں اور کیسے دبا رہے ہیں؟ اس لئے ہم نے تفصیل سے یہ چند باتیں لکھ دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

بہت سے لوگ مرید ہو کر بھی غافل ہیں

مرید ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ عموماً لوگ اس ضرورت ہی سے ناواقف ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی رواجی طور پر مرید ہو جاتے ہیں، اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن پیر صاحب ہماری سفارش کر دیں گے۔ اس سے زیادہ کسی چیز کا تصور پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں عموماً نہیں پایا جاتا۔ بھلا بے عمل خلافِ شرع پیر کیا سفارش کر سکتے ہیں؟

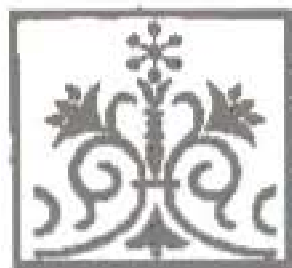
مرید ہوتے وقت جو کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں اس توبہ کے لوازم کا پورا کرنا لازم ہے (ان لوازم کا ذکر پیچھے گزر چکا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے) اگر مرید ہوئے اور فرائض کا اہتمام نہ کیا، گناہوں سے نہ بچے اور حلال و حرام کی تمیز نہ کی۔ حرام مال کماتے رہے، یا حرام جگہ خرچ کرتے رہے، یا لوگوں کے حقوق دباتے رہے۔ یا مال مارتے رہے تو ایسی مریدی والی توبہ سچی نہیں ہے۔

شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لینے کے بعد حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ ہونے کا باعث یہ بھی ہے کہ عموماً بہت سے پیر جو آباءواجداد کی گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں، خود ہی فکرِ آخرت سے خالی ہیں، خالص دنیادار ہیں۔ مال جمع کرنے کو مقصدِ زندگی بنا رکھا ہے۔ پیری مریدی بھی ایک دھندہ ہے جو کسب مال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے فکرِ آخرت کے بجائے حب دنیا میں اضافہ ہوتا ہے۔

مرید ہونے کا ارادہ کریں تو اوّل لازم ہے کہ ایسا مرشد تلاش کریں جو شریعت کا پابند ہو اور آخرت کا فکر مند ہو۔ دنیادار نہ ہو، دنیا سے محبت نہ رکھتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے آخرت کی فکر بڑھتی ہو اور گناہ چھوٹتے ہوں، نیکیوں کی رغبت ہوتی ہو۔ حرام سے بچنے کی طرف اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف طبیعت چلتی ہو اور فرائض و شرعی احکام کی طرف رغبت ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص مرید کرتا ہو لیکن فرائض و حقوق کا خیال نہ رکھتا ہو۔ اس کی زندگی گناہوں والی ہو تو اس قابل نہیں ہے کہ اس سے مرید ہوں۔ اس شخص سے دور بھاگنا واجب ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نہ باید داد دست

(اصلاحی بیان، صفحہ ۷۷)



کبائر اور صغائر کا بیان

کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟

کبیرہ گناہ کون سے ہیں اس کے بارے میں حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکبائر کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی تعیین میں حضرات علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں جنہیں بخاری و مسلم کی حدیث اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ میں بیان فرمایا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ ستر (۷۰) کے قریب ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ جن احادیث میں سات گناہوں کا ذکر ہے اس میں حصر مقصود نہیں ہے، بلکہ اس میں بہت بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ فرما دیا ہے، نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو کبیرہ گناہ ہیں ان میں خود فرق مراتب ہے۔ بعض بعض سے بڑے ہیں۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر (صفحہ ۱۵۹، جلد ۳) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر دوزخ کے داخلے کی یا اللہ کے غصے کی یا لعنت کی یا عذاب کی وعید آئی ہو، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات سو (۷۰۰) کے قریب ہیں۔ ساتھ ہی اُن کا یہ مقولہ بھی نقل کیا ہے کہ لَا کَبِیْرَةَ مَعَ اسْتِغْفَارٍ وَّلَا صَغِیْرَةَ مَّعَ اِصْرَارٍ یعنی جب استغفار ہوتا ہے تو کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا بلکہ وہ محو ہو جاتا ہے (بشرطیکہ استغفار سچے دل سے ہو، زبانی جمع خرچ نہ ہو) اور صغیرہ پر اصرار رہے تو پھر وہ صغیرہ نہیں رہتا، بلکہ بڑھ کر کبیرہ بن جاتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

وقد اختلف الناس فی تعدادھا وحصرھا اختلاف الاثار فیھا. والذی اقول انه قد جاء ت فیھا احادیث کثیرة صحاح و حسان لم یقصد به الحصر ولکن بعضھا اکبرمن بعض الی ما یکثر ضررہ الی آخر ما قال.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ستر (۷۰) گناہ لکھے ہیں اور ان کے بارے میں جو وعیدیں ہیں وہ بھی درج کی ہیں۔ ان کی کتاب سے مراجعت کر لی جائے۔

نوٹ: بندہ نے اپنی کتاب بکھرے موتی کی کسی جلد میں گناہ اور اس کی وعیدیں تحریر کی ہیں۔

کبیرہ گناہوں کی فہرست

اجمالی طور پر ہم حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے کبیرہ گناہوں کی فہرست لکھتے ہیں:

① شرک اور شرک کے علاوہ وہ عقائد واعمال جن سے کفر لازم آتا ہے (کفر و شرک کی کبھی مغفرت نہ ہوگی (کما جاء مصرحا فی کتاب اللہ تعالیٰ)

② کسی جان کو عمداً قتل کرنا۔

③ جادو کرنا۔

④ فرض نماز کو چھوڑنا یا وقت سے پہلے پڑھنا۔

⑤ زکوٰۃ نہ دینا۔

⑥ بلا رخصت شرعی رمضان مبارک کا کوئی روزہ چھوڑنا یا رمضان مبارک کا روزہ رکھ کر بلا عذر توڑ دینا۔

⑦ حج فرض ہوتے ہوئے حج کئے بغیر مر جانا۔

⑧ والدین کو تکلیف دینا اور ان اُمور میں ان کی نافرمانی کرنا جس میں فرمانبرداری واجب ہے۔

⑨ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔

⑩ زنا کرنا۔

⑪ غیر فطری طریقے پر عورت سے جماع کرنا یا کسی مرد یا لڑکے سے اغلام کرنا۔

⑫ سود کا لین دین کرنا یا سود کا کاتب یا شاہد بننا۔

⑬ ظلماً یتیم کا مال کھانا۔

⑭ اللہ پر یا اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا۔

⑮ میدانِ جہاد سے بھاگنا۔

⑯ جو اقتدارِ اعلیٰ پر ہو اس کا رعیت کو دھوکہ دینا اور خیانت کرنا۔

⑰ تکبر کرنا۔

⑱ جھوٹی گواہی دینا یا کسی کا حق مارا جا رہا ہو تو جانتے ہوئے گواہی نہ دینا۔

⑲ شراب پینا یا کوئی نشہ والی چیز کھانا پینا۔

⑳ جوا کھیلنا۔

㉑ کسی پاکدامن عورت کو تہمت لگانا۔

㉒ مالِ غنیمت میں خیانت کرنا۔

㉓ چوری کرنا۔

㉔ ڈاکہ مارنا۔

㉕ جھوٹی قسم کھانا۔

㉖ کسی بھی طرح سے ظلم کرنا (مار پیٹ کر ہو یا ظلماً مال لینے سے ہو یا گالی گلوچ کرنے سے ہو)

㉗ ٹیکس وصول کرنا۔

㉘ حرام مال کھانا یا پینا یا پہننا یا خرچ کرنا۔

㉙ خودکشی کرنا یا اپنا کوئی عضو کاٹ لینا۔

㉚ جھوٹ بولنا۔

㉛ قانونِ شرعی کے خلاف فیصلے کرنا۔

㉜ رشوت لینا۔

(۳۳) عورتوں کا مردوں کی یا مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا (جس میں داڑھی مونڈنا بھی شامل ہے)۔

(۳۴) اپنے اہل وعیال میں فحش کام یا بے حیائی ہوتے ہوئے دور کرنے کی فکر نہ کرنا۔

(۳۵) تین طلاق دی ہوئی عورت کے پرانے شوہر کا حلالہ کروانا اور اس کے لئے حلالہ کر کے دینا۔ اس کو دماغی چالاکی کہا جاتا ہے، اس سے احتیاط فرمائیے۔

(۳۶) بدن یا کپڑوں میں پیشاب لگنے سے پرہیز نہ کرنا۔

(۳۷) دکھاوے کے لئے اعمال کرنا۔

(۳۸) کسبِ دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا اور علم دین کو چھپانا۔

(۳۹) خیانت کرنا۔

(۴۰) کسی کے ساتھ سلوک کر کے احسان جتانا۔

(۴۱) تقدیر کو جھٹلانا۔

(۴۲) لوگوں کے خفیہ حالات کی ٹوہ لگانا، تجسس کرنا اور کن سوئی لینا۔

(۴۳) چغلی کرنا۔

(۴۴) لعنت بکنا۔

(۴۵) دھوکہ دینا اور جو عہد کیا ہو اس کو پورا نہ کرنا۔

(۴۶) کاہن اور منجم (غیب کی خبریں بتانے والے) کی تصدیق کرنا۔

(۴۷) شوہر کی نافرمانی کرنا۔

(۴۸) تصویر بنانا یا گھر میں لٹکانا۔

(۴۹) کسی کی موت پر نوحہ کرنا، منہ پیٹنا، سر منڈانا، ہلاکت کی دُعا کرنا۔

(۵۰) سرکشی کرنا، اللہ کا باغی ہونا، مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

(۵۱) مخلوق پر دست درازی کرنا۔

(۵۲) پڑوسی کو تکلیف دینا۔

(۵۳) مسلمانوں کو تکلیف دینا اور اُن کو برا کہنا۔

(۵۴) خاص کر اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا۔

(۵۵) ٹخنوں پر یا اس سے نیچے کوئی کپڑا پہنا ہوا لٹکانا۔

(۵۶) مردوں کو ریشم اور سونا پہننا۔

(۵۷) غلام کا آقا سے بھاگ جانا۔

(۵۸) غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا۔

(۵۹) جانتے بوجھتے ہوئے اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو باپ بنا لینا۔ یعنی یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں میرا باپ ہے حالانکہ وہ اس کا باپ نہیں۔

(۶۰) فساد کے طور پر لڑائی جھگڑا کرنا۔

(۶۱) (بوقت حاجت) بچا ہوا پانی دوسروں کو نہ دینا۔

(۶۲) ناپ تول میں کمی کرنا۔

(۶۳) اللہ کی گرفت سے بے خوف ہو جانا۔

(۶۴) اولیاء اللہ کو تکلیف دینا۔

(۶۵) نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنا۔

(۶۶) بغیر عذر شرعی نماز جمعہ چھوڑنا۔

(۶۷) ایسی وصیت کرنا جس سے کسی وارث کو ضرر پہنچانا مقصود ہو۔

(۶۸) مکر کرنا اور دھوکہ دینا۔

(۶۹) مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی ٹوہ لگانا اور ان کی پوشیدہ چیزوں پر دلالت کرنا۔

(۷۰) کسی صحابی کو گالی دینا۔

یہاں تک حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے اقتباس ختم ہوا۔ ہم نے ترتیب سے

نمبر ڈالے ہیں۔ بعض چیزیں مکرر بھی آگئی ہیں اور بعض مشہور چیزیں اُن سے رہ گئی ہیں۔ اور ان کی کتاب کے بعض نسخوں میں بعض چیزیں زائد ہیں۔ (جو ذیل میں درج شدہ فہرست میں آگئی ہیں) صغائر و کبائر کے بیان میں علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی صاحب بحرالرائق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک رسالہ ہے جو ''الاشباہ والنظائر'' کے آخر میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے مزید کبیرہ گناہوں کی فہرست دی ہے، جو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی فہرست سے زیادہ ہے۔ مثلاً:

(۷۱) کسی ظالم کا مددگار بننا۔ قدرت ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنا۔

(۷۲) جادو سیکھنا اور سکھانا یا اُس پر عمل کرنا۔

(۷۳) قرآن کو بھول جانا۔

(۷۴) کسی حیوان (جاندار) کو زندہ جلانا۔

(۷۵) اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو جانا۔

(۷۶) مُردار یا خنزیر بغیر اِضطرار کے کھانا۔

(۷۷) صغیرہ گناہ پر اِصرار کرنا۔

(۷۸) گناہوں پر مدد کرنا اور ان پر آمادہ کرنا۔

(۷۹) گانے کا پیشہ اختیار کرنا۔

(۸۰) لوگوں کے سامنے ننگا ہونا۔

(۸۱) ناچنا۔

(۸۲) دنیا سے محبت کرنا۔

(۸۳) حاملینِ قرآن اور علماء کرام کے حق میں بدگوئی کرنا۔ دین کا کام کرنے سے بشری ضرورتوں سے مستغنی نہیں ہوتا ہے۔

(۸۴) اپنے امیر کے ساتھ غدر (بغاوت) کرنا۔

(۸۵) کسی کے نسب میں طعن کرنا۔

(۸۶) گمراہی کی طرف دعوت دینا۔

(۸۷) اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا۔

(۸۸) اپنے غلام کو خصّی کرنا یا اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ دینا۔

(۸۹) کسی محسن کی ناشکری کرنا۔

(۹۰) حرم میں الحاد کرنا۔

(۹۱) نرد (۱) کھیلنا۔ اور وہ کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر اُمت کا اجماع ہے۔

(۹۲) بھنگ پینا (ہیروئن اسی کے حکم میں ہے)۔

(۹۳) کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

(۹۴) بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا۔

(۹۵) مشت زنی کرنا۔

(۹۶) حالتِ حیض میں جماع کرنا۔

(۹۷) مسلمانوں کے ملک میں مہنگائی ہو جائے تو خوش ہونا۔

(۹۸) جانور کے ساتھ بدفعلی کرنا۔

(۹۹) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔

(۱۰۰) کھانے کو عیب لگانا۔

(۱۰۱) بے رِیش حسین لڑکے کی طرف دیکھنا۔

(۱۰۲) کسی کے گھر میں بلا اجازت نظر ڈالنا اور بلا اجازت اندر چلے جانا۔

علامہ ابن نجیم کی فہرست متعلقہ کبائر ختم ہوئی۔ ہم نے مکررات کو ختم کر دیا ہے، یعنی حافظ ذہبی کے رسالہ میں جو چیزیں آئی تھیں ان کو نہیں لیا اور بعض دیگر چیزوں کو بھی چھوڑ دیا ہے۔

---

(۱) ایک کھیل ہے جسے تختہ نرد بھی کہتے ہیں

صغیرہ گناہ

اس کے بعد حافظ ابن نجیم نے صغائر کی فہرست دی ہے، جو یہ ہے:

① جہاں نظر ڈالنا حرام ہو وہاں دیکھنا۔
② بیوی کے سوا کسی کا شہوت سے بوسہ لینا یا بیوی کے سوا کسی کو شہوت سے چھونا۔
③ اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں رہنا۔
④ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔
⑤ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا یعنی سلام کلام بند رکھنا۔
⑥ کسی نمازی کا نماز پڑھتے ہوئے اپنے اختیار سے ہنسنا۔
⑦ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔
⑧ مصیبت پر نوحہ کرنا اور منہ پیٹنا (یا گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی دہائی دینا)
⑨ مرد کو ریشم کا کپڑا پہننا۔
⑩ تکبر کی چال چلنا۔
⑪ فاسق کے ساتھ بیٹھنا۔
⑫ مکروہ وقت میں نماز پڑھنا۔
⑬ مسجد میں نجاست داخل کرنا یا دیوانے کو یا بچے کو مسجد میں لے جانا، جس کے جسم یا کپڑے پر نجاست ہونے کا غالب گمان ہو۔
⑭ پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا۔
⑮ تنہائی میں بطور عبث شرمگاہ کو کھولنا۔
⑯ لگاتار نفلی روزے رکھنا جس میں بیچ میں افطار نہ ہو۔
⑰ جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ دینے سے پہلے اس سے وطی کرنا۔

(۱۸) کسی عورت کا بغیر شوہر اور محرم کے سفر کرنا۔

(۱۹) کسی دوسرے خریدار سے زیادہ قیمت دلوانے کے لئے مال کے دام زیادہ لگا دینا جبکہ خود خریداری کا ارادہ نہ ہو۔

(۲۰) ضرورت کے وقت مہنگائی کے انتظار میں غلہ روکنا۔

(۲۱) کسی مسلمان بھائی کی بیع پر بیع کرنا یا کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔

(۲۲) باہر سے مال لانے والوں سے شہر سے باہر ہی سودا کر لینا (تاکہ سارا مال اپنا ہو جائے اور پھر دام چڑھا کر بیچیں)۔

(۲۳) جو لوگ دیہات سے مال لائیں اُن کا مال اپنے قبضہ میں کر کے مہنگا بیچنا۔

(۲۴) اذان جمعہ کے وقت بیع وشراء (خرید وفروخت) کرنا۔

(۲۵) مال کا عیب چھپا کر بیچنا۔

(۲۶) شکار یا مویشیوں کی حفاظت کی ضرورت کے بغیر کتا پالنا۔

(۲۷) مسجد میں حاضرین کی گردنوں کو پھاند کر جانا۔

(۲۸) زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جانے کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا۔

(۲۹) راستے میں بیع وشراء (خرید وفروخت) یا کسی ضرورت کے لئے کھڑا ہونا جس سے راہ گیروں کو تکلیف ہو، یا راستے میں پیشاب پاخانہ کرنا (سائے اور دھوپ میں جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں اور پانی کے گھاٹ پر پیشاب پاخانہ کرنا بھی اسی ممانعت میں داخل ہے)

(۳۰) بحالت جنابت اذان دینا یا مسجد میں داخل ہونا یا مسجد میں بیٹھنا۔

(۳۱) نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا اور کپڑے وغیرہ سے کھیلنا۔

(۳۲) نماز میں گردن موڑ کر دائیں بائیں دیکھنا۔

(۳۳) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔ اور ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں ہیں۔

(۳۴) روزے دار کو بوس وکنار کرنا۔ اگر اپنے نفس پر اطمینان نہ ہو۔

(۳۵) گھٹیا مال سے زکوٰۃ دینا۔

(۳۶) ذبح کرنے میں اخیر تک (پوری گردن) کاٹ دینا۔

(۳۷) بالغ عورت کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلینا۔

(۳۸) ایک سے زیادہ طلاق دینا۔

(۳۹) زمانۂ حیض میں طلاق دینا۔

(۴۰) جس طہر میں جماع کیا ہو اس میں طلاق دینا۔

(۴۱) اولاد کو لینے دینے میں کسی ایک کو ترجیح دینا۔ الّا یہ کہ علم یا صلاح کی وجہ سے کسی کو ترجیح دے۔

(۴۲) قاضی کو مدّعی اور مدّعی علیہ کے درمیان برابری نہ کرنا۔

(۴۳) سلطان کا یا جس کے مال میں غالب حرام ہو ہدیہ قبول کرنا اور اس کا کھانا کھانا اور اس کی دعوت قبول کرنا۔

(۴۴) کسی کی زمین میں بغیر اجازت کے چلنا۔

(۴۵) انسان یا کسی حیوان کا مثلہ کرنا (یعنی ہاتھ، پاؤں، ناک، کان کاٹ دینا)

(۴۶) نماز پڑھتے ہوئے تصویر پر سجدہ کرنا یا ایسی صورت میں نماز پڑھنا کہ نمازی کے مقابل تصویر ہو۔

(۴۷) کافر کو سلام کرنا۔

(۴۸) بچہ کو وہ لباس پہنانا جو بالغ کے لئے جائز نہ ہو۔

(۴۹) پیٹ بھرنے کے بعد بھی کھاتے رہنا۔

(۵۰) مسلمان سے بدگمانی کرنا۔

(۵۱) لہو ولعب کی چیزیں سننا۔

(۵۲) غیبت سن کر خاموش رہ جانا (غیبت کرنے والے کو منع نہ کرنا اور تردید نہ کرنا)

(۵۳) زبردستی امام بننا (جبکہ مقتدیوں کو اس کی امامت گوارا نہ ہو اور اس کی ذات میں دینی اعتبار سے کوئی قصور ہو)۔

(۵۴) خطبے کے وقت باتیں کرنا۔

(۵۵) مسجد کی چھت پر یا مسجد کے راستے میں نجاست ڈالنا۔

(۵۶) دل میں یہ نیت رکھتے ہوئے کسی سے کوئی وعدہ کر لینا کہ پورا نہیں کروں گا۔

(۵۷) مزاح یا مدح میں افراط کرنا۔

(۵۸) غصہ کرنا (ہاں اگر دینی ضرورت سے ہو تو جائز ہے)۔

عام طور سے جن چیزوں میں لوگ مبتلا ہیں وہ ہم نے ذکر کر دی ہیں، بعض چیزیں جو ابن نجیم کی کتاب میں ہیں وہ ہم نے چھوڑ دی ہیں اور صغائر میں انہوں نے بعض وہ چیزیں ذکر کی ہیں جن کو حافظ ذہبی نے کبائر میں شمار کیا ہے اور یوں بھی مذکورہ گناہوں میں بعض کو صغائر میں شمار کرنا محل نظر ہے۔ خاص کر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا اور سلام کلام بند رکھنا اس کو صغائر میں شمار کرنا درست نہیں ہے۔ اس پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔ اور یہ ایک اجتہادی امر ہے کہ صغیرہ گناہ کون کون سے ہیں، اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق حضرات اکابر نے تعیین فرمادی ہے۔

حج یا عمرہ کے اِحرام میں داخل ہو کر اُسے فاسد کر دینا یا ممنوعاتِ احرام کا قصداً ارتکاب کرنا یا نماز شروع کر کے بغیر عذر شرعی کے توڑ دینا اس کا ذکر نہ حافظ ذہبی نے کیا نہ ابن نجیم نے، اگر دیگر احادیث شریفہ پر نظر ڈالی جائے تو بہت سے اور گناہ بھی سامنے آجائیں گے۔ (اصلاحی بیان، صفحہ ۹۱-۱۰۰)



ہمارے اسلام میں سلام کی کیا اہمیت ہے

① مسلمان بھائی سے ملاقات ہونے پر السلام علیکم کہیے

جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے ''السلام علیکم'' کہیے، قرآن پاک کی سورۃ الانعام، آیت:۵۴ میں ہے:

''وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (سورۃ الانعام، آیت:۵۴)

''اے نبی! جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیے ''السلام علیکم''

اس آیت میں نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ اُمت کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ: مسلمان جب بھی مسلمان سے ملے تو دونوں ہی جذباتِ محبت ومسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی اور عافیت کی دُعا کریں۔ ایک السلام علیکم کہے تو دوسرا جواب میں وعلیکم السلام کہے۔ سلام باہمی اُلفت ومحبت بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم لوگ جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ مؤمن نہیں بنتے اور تم مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ'' (ابوداؤد، کتاب الادب، ابواب السلام، باب افشاء السلام-۵۱۹۳)

② ہمیشہ اسلامی طریقہ پر سلام کیجئے

ہمیشہ اسلامی طریقہ پر سلام کیجئے۔ کسی سے ہم کلام ہوں یا مکاتبت کریں، ہمیشہ کتاب وسنت کے بتائے ہوئے یہ الفاظ ہی استعمال کیجئے۔ اس اسلامی طریقے کو چھوڑ

کر سوسائٹی کے رائج کئے ہوئے الفاظ وانداز اختیار نہ کیجئے۔ اسلام کا بتایا ہوا یہ اندازِ خطاب نہایت سادہ، بامعنیٰ اور پُر اثر بھی ہے اور سلامتی و عافیت کی جامع ترین دُعا بھی۔ آپ جب اپنے کسی بھائی سے ملتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تم کو ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ خدا تمہارے جان و مال کو سلامت رکھے۔ گھر بار کو سلامت رکھے، اہل و عیال اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ دین و ایمان کو سلامت رکھے، دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی، خدا تمہیں ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں ہیں، اور اُن سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میرے دل میں تمہارے لئے نصح و خیر خواہی، محبت و خلوص اور سلامتی و عافیت کے انتہائی گہرے جذبات ہیں۔ اس لئے تم میری طرف سے کبھی کوئی اندیشہ محسوس نہ کرنا، میرے طرزِ عمل سے تمہیں کوئی دُکھ نہ پہنچے گا۔ سلام کے لفظ پر ''الف لام'' داخل کر کے السلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کے لئے سلامتی اور عافیت کی ساری دُعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اگر یہ الفاظ شعور کے ساتھ سوچ سمجھ کر آپ اپنی زبان سے نکالیں تو مخاطب کی ملاقات پر قلبی مسرت کا اظہار کرنے اور خلوص و محبت، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر الفاظ کیا ہو سکتے ہیں۔ السلام علیکم کے الفاظ سے بھائی کا استقبال کر کے آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو وہ ہستی سلامتی سے نوازے جو عافیت کا سرچشمہ اور سراپا سلام ہے، جس کا نام ہی السلام ہے اور وہی سلامتی اور عافیت پا سکتا ہے جس کو وہ سلامت رکھے اور جس کو وہ سلامتی سے محروم کر دے، وہ دونوں جہان میں سلامتی سے محروم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''السلام'' خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کو خدا نے زمین میں (زمین والوں کے لئے) رکھ دیا ہے۔ پس ''السلام'' کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔''

(الادب المفرد، باب السلام اسم من اسماء الله عزوجل – ۹۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُن کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جاؤ اور اُن بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں جو دُعا دیں اُس کو غور سے سننا (اور محفوظ رکھنا) اس لئے کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی دُعا ہوگی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا ''السلام علیکم'' فرشتوں نے جواب میں کہا: ''السلام علیک ورحمۃ اللہ'' یعنی ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر کے جواب دیا۔ (بخاری، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام-۶۲۲۷ و مسلم)

قرآن حکیم میں ہے کہ فرشتے جب مؤمنوں کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو آ کر سلام علیک کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ، الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلآ ئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (النحل:۳۱-۳۲)

''ایسی ہی جزا دیتا ہے خدا متقی لوگوں کو، ان متقی لوگوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''سلام علیکم'' جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال (صالحہ) کے صلہ میں۔''

جنت کے دروازوں پر جب یہ متقی لوگ پہنچیں گے تو جنت کے ذمہ دار بھی انہی الفاظ کے ساتھ اُن کا شاندار خیر مقدم کریں گے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآؤُهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ.

(الزمر، آیت: ۷۳)

''اور جو لوگ پاکیزگی اور فرمانبرداری کی زندگی گزارتے رہے۔ ان کے جتھے جنت کی طرف روانہ کر دیئے جائیں گے اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے (اُن کے استقبال میں) کھلے ہوئے ہوں گے۔ تو جنت کے

ذمہ دار اُن سے کہیں گے: "سلامٌ علیکم بہت ہی اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ کے لئے"

اور جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے جنت کے ہر ہر دروازے سے داخل ہو کر اُن کو السلام علیکم کہیں گے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (سورۃ الرعد، آیت:۲۴-۲۳)

"اور فرشتے ہر ہر دروازے سے اُن کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے 'سلام علیکم' یہ صلہ ہے تمہارے صبر و ثبات کی روش کا پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر"

اور اہل جنت آپس میں خود بھی ایک دوسرے کا استقبال انہی کلمات کے ساتھ کریں گے:

دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (سورہ یونس، آیت:۱۰)

"وہاں اُن کی زبان پر یہ صدا ہوگی کہ "اے خدا! تو پاک و برتر ہے، اور اُن کی باہمی دُعا یہ ہوگی کہ "سلام" (ہو تم پر)"

اور خدا کی طرف سے بھی ان کے لئے سلام و رحمت کی صدائیں ہوں گی۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ. هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ. لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ. سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یٰس، ۵۵-۵۸)

"جنت والے اس دن عیش و نشاط کے مشغلوں میں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیگمات گھنے سایوں میں، مسہریوں پر تکیہ لگائے (شاد کام بیٹھے) ہوں گے۔ اُن کے لئے جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے ہوں گے اور وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے۔ رب رحیم کی جانب سے ان کے لئے سلام کی صدا ہے"

غرض جنت میں مؤمنوں کے لئے چار سو، سلام ہی سلام کی صدا ہو گی۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا، اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (واقعہ،۲۵:۲۶)

''نہ وہ وہاں بے ہودہ بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی باتیں بس (ہر سو) سلام ہی کی صدا ہو گی''

کتاب وسنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کے ہوتے ہوئے مؤمن کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اظہارِ محبت ومسرت کے لئے دوسرے طریقے اختیار کرے۔

(۳) ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے پہلے سے تعارف ہو یا نہ ہو

ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے اس سے پہلے سے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لئے اتنی بات بالکل کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے اور مسلمان کے لئے مسلمان کے دل میں محبت وخلوص اور خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات ہونا ہی چاہئیں۔

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غریبوں کو کھانا کھلانا، اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تمہاری اُس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔''

(بخاری ، کتاب الاستیذان باب السلام للمعرفة وغیر المعرفة – ۶۲۳۶ و مسلم)

(۴) گھر میں داخل ہونے پر گھر والوں کو سلام کیجئے

جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجئے۔ قرآن میں ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (النور:۶۱)

"پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو۔ دُعائے خیر خدا کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات ہے۔

(ترمذی، ابواب الاستیذان باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیته – ۲۶۹۸)

اسی طرح جب آپ کسی دوسرے کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیجئے۔ سلام کئے بغیر گھر کے اندر نہ جایئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (النور:۲۷)

"اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو۔ اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے معزز مہمانوں کی حیثیت سے پہنچے تو اُنہوں نے آکر سلام کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اُن کو سلام کیا۔

⑤ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجئے

چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجئے۔ یہ بچوں کو سلام سکھانے کا بہترین طریقہ بھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو اُن کو سلام کیا اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاستیذان باب التسلیم علی الصبیان – ٦٢٤٧ و مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خط میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔

(الادب المفرد، باب السلام علی الصبیان – ١٠٤٤)

(۶) خواتین مردوں کو سلام کرسکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کرسکتے ہیں

خواتین، مردوں کو سلام کرسکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کرسکتے ہیں۔ حضرت اسماء انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو سلام کیا۔(الادب المفرد، باب التسليم على النساء - ١٠٤٧)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا، اُمّ ہانی ہوں۔ فرمایا: خوب! خوش آمدید۔(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء في مرحبا - ٢٧٣٤)

(۷) سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے

زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالیے اور سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔ آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کیا کیجیے۔ سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور خدا ہر دُکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی، آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو"

(ترمذی، کتاب الاستیذان - ٢٦٨٨)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "سلام کو خوب پھیلاؤ، خدا تم کو سلامت رکھے گا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بہت زیادہ سلام کیا کرتے تھے۔ سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور پھر سامنے آتے، تو پھر سلام کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اُس کو سلام کرے۔ اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور وہ پھر اُس کے سامنے آئے تو اُس کو پھر سلام کرے" (الادب المفرد باب حق من سَلَّمَ اذا قام – ۱۰۱۰)

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے ہمراہ بازار جایا کرتا۔ پس جب ہم دونوں بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس کے پاس سے بھی گزرتے اس کو سلام کرتے چاہے وہ کوئی کباڑیا ہوتا، چاہے کوئی دکاندار ہوتا، چاہے کوئی غریب اور مسکین ہوتا۔ غرض کوئی بھی ہوتا آپ اُس کو سلام ضرور کرتے۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا، حضرت بازار جا کے کیا کیجئے گا، آپ نہ تو کسی سودے کی خریداری کے لئے کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی مال کے بارے میں معلومات کرتے ہیں۔ نہ مول بھاؤ کرتے ہیں، نہ بازار کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں۔ آیئے یہیں بیٹھ کر کچھ بات چیت کریں۔ حضرت نے فرمایا: اے ابوبطن! (توند والے) ہم تو صرف سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں جو ملے ہم اُسے سلام کریں۔"

(الادب المفرد، باب من خرج یسلم ویسلم علیه – ۱۰۰۶، مؤطا امام مالك)

(۸) مسلمان کو سلام کرنا اُس کا حق تصور کیجئے

سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کیجئے اور اس حق کو ادا کرنے میں فراخدلی کا ثبوت دیجئے۔ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے"

(مسلم، کتاب السلام – ۵٦٥٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے (الادب المفرد، باب من بخل بالسلام - ۱۰۴۲)

⑨ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجئے

سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجئے اور اگر کبھی خدانخواستہ کسی سے اَن بن ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح صفائی کرنے میں پہل کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے"

(ابو داؤد، کتاب الادب باب فی فضل من بدأ بالسلام - ۵۱۹۷)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کئے رہے کہ جب دونوں ملیں تو ایک اِدھر کترا جائے اور دوسرا اُدھر۔ اُن میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے"

(الادب المفرد، باب من بدأ بالسلام - ۹۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو اُن دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: "جو ان دونوں میں خدا کے نزدیک زیادہ بہتر ہو" (ترمذی، کتاب الاستیذان - ۲۶۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام میں پہل کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ کوئی شخص ان سے سلام کرنے میں پہل نہیں کر پاتا تھا۔

(الادب المفرد، باب من بدأ بالسلام - ۹۸۲)

⑩ ہمیشہ زبان سے السلام علیکم اونچی آواز سے کہہ کر سلام کیجئے

ہمیشہ زبان سے السلام علیکم کہہ کر سلام کیجئے اور ذرا اونچی آواز سے سلام کیجئے تاکہ وہ شخص سن سکے جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔ البتہ اگر کہیں زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ

نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور خیال ہے کہ آپ کی آواز اس تک نہ پہنچ سکے گی یا کوئی بہرہ ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا تو ایسی حالت میں اشارہ کر سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اس کو سناؤ اس لئے کہ سلام خدا کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی دُعا ہے۔

(الادب المفرد، باب یسمع اذا سلم - ۱۰۰۵)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے پاس سے گزرے وہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا"

(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم علی النساء-۲۶۹۷)

مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ کے اشارے سے بھی سلام کیا۔ اسی بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابوداؤد میں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ سلام زبان سے ہی کیجئے البتہ کہیں ضرورت ہو تو ہاتھ یا سر کا اشارہ بھی کر سکتے ہیں عین اس وقت بھی زبان سے الفاظ ادا کرنے چاہئے۔

(۱۱) اپنے بڑوں کو اور چلنے والا بیٹھنے والوں کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام میں پہل کریں

اپنے بڑوں کو سلام کرنے کا اہتمام کیجئے۔ جب آپ پیدل چل رہے ہوں اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو بیٹھنے والوں کو سلام کیجئے اور جب آپ کسی چھوٹی ٹولی کے ساتھ ہوں اور کچھ زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنے میں پہل کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''چھوٹا شخص بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں'' (الادب المفرد، باب یسلم الصغیر علی الکبیر – ۱۰۰۱)

⑫ سواری والا پیدل چلنے والوں اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے

اگر آپ سواری پر چل رہے ہوں، تو پیدل چلنے والوں، اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''سواری پر چلنے والے، پیدل چلنے والوں کو اور پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں''

(الادب المفرد، باب یسلم الصغیر علی الکبیر – ۱۰۰۰)

⑬ کسی کے یہاں ملنے جائیں تو پہنچتے ہی سلام کیجئے

کسی کے یہاں ملنے جائیں، یا کسی کی بیٹھک یا نشست گاہ میں پہنچیں، یا کسی مجمع کے پاس سے گزریں یا کسی مجلس میں پہنچیں تو پہنچتے وقت بھی سلام کیجئے اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگیں تب بھی سلام کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو، اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے'' (کہ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو کوئی اہمیت نہ دیں)

(ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم عند القیام و عند القعود – ۲۷۰)

(۱۴) مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجئے

مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجئے، مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر سلام نہ کیجئے۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اُس نے آپ کا نام لے کر سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا، خدا نے سچ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور پھر آپ گھر تشریف لے گئے، لوگ انتظار میں بیٹھے رہے کہ آپ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ خیر جب آپ باہر آئے تو حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: (حضرت ہم لوگ آپ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکے) تو فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے" (الادب المفرد، باب من کرہ تسلیم الخاصة - ۱۰۴۹)

(۱۵) کسی کے واسطہ سے بھی سلام پہنچوا سکتے ہیں

اگر اپنے کسی بزرگ یا عزیز اور دوست کو کسی دوسرے کے ذریعے سلام کہلوانے کا موقع ہو یا کسی کے خط میں سلام لکھوانے کا موقع ہو تو اس موقع سے ضرور فائدہ اُٹھائیے اور سلام کہلوائیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! جبرئیل علیہ السلام تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان باب تسلیم الرجال علی النساء والنساء علی الرجال - ۶۲۴۹ و مسلم)

(۱۶) سوئے ہوئے لوگوں کے پاس اس طرح سلام کیجئے

کہ جاگنے والا سن لے اور سونے والا بیدار نہ ہو

اگر آپ کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں کچھ لوگ سو رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کیجئے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والوں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے کچھ دودھ رکھ لیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کچھ رات گئے تشریف لاتے تو آپ ﷺ اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جاگے نہیں اور جاگنے والا سن لے۔ پس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حسب معمول سلام کیا۔

(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب کیف السلام - ۲۷۱۹)

(۱۷) سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیجئے

سلام کا جواب نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے دیجئے۔ یہ مسلمان بھائی کا حق ہے، اس حق کو ادا کرنے میں کبھی بخل نہ دکھایئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں۔

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا۔ (۳) جنازے کے ساتھ جانا۔ (۴) دعوت قبول کرنا۔ (۵) چھینک کا جواب دینا۔

(مسلم، کتاب السلام - ۵۶۵۰، متفق علیہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔“ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! ہمارے لئے تو راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے لئے راستوں میں بیٹھنا ایسا ہی ضروری ہے تو بیٹھو لیکن راستے کا حق ضرور ادا کرو“۔ لوگوں نے کہا: ”راستہ کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: ”نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو دُکھ نہ دینا، سلام کا جواب دینا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے روکنا“ (بخاری، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام-۶۲۲۹، متفق علیہ)

(۱۸) سلام کا جواب پورا دیجئے

سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنے پر ہی اکتفا نہ کیجئے بلکہ ”ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کا اضافہ کیجئے۔

قرآن پاک کی سورۂ نساء، آیت: ۸۶ میں ہے:

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ط

''اور جب کوئی تمہیں دُعا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دُعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو''

مطلب یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بخل نہ کرو۔ سلام کے الفاظ میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دُعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ دہرا دو۔ بہر حال جواب ضرور دو۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اُس نے آکر ''السلام علیکم'' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: دس (یعنی دس نیکیاں ملیں) پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے دیا اور فرمایا بیس (یعنی بیس نیکیاں ملیں) اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اور اُس نے آکر کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا: تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں)

(ترمذی، ابواب الاستیذان والادب باب ما ذکر فی فضل السلام – ۲۶۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، جن جن لوگوں کے پاس سے گزرتے، ابوبکر رضی اللہ عنہ اُنہیں ''السلام علیکم'' کہتے اور وہ جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو لوگ جواب دیتے ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت بڑھ گئے''۔

(الادب المفرد، باب فضل السلام–۹۸۷)

(۱۹) جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہیے

جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہیے، یکبارگی گفتگو شروع کر دینے سے پرہیز کیجیے، جو بات چیت کرنی ہو سلام کے بعد کیجیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرنے لگے اُس کا جواب نہ دو'' (ترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ما جاء فی السلام قبل الکلام)

جب ملاقات کے وقت اپنے بھائی کو سلام کر لیا، اور (ذرا دیر کو) درمیان میں درخت یا پتھر یا دیوار کی آڑ آ گئی۔ پھر اسی وقت دوبارہ ملاقات ہو گئی تو دوبارہ سلام کرے (ابو دائود، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاہ... ۵۲۰۰) یعنی یہ نہ سوچے کہ ابھی آدھا منٹ ہی تو سلام کو ہوا ہے اتنی جلدی دوسرا اسلام کیوں کروں۔

(۲۰) ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجئے

(۱) جب لوگ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔

(۲) جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

(۳) جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

(۴) جب کسی مجلس میں کسی دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو دینی احکام سمجھا رہا ہو۔

(۵) جب اُستاد پڑھانے میں مصروف ہو۔

(۶) جب کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھا ہو۔

اور ذیل کے حالات میں نہ صرف سلام کرنے سے پرہیز کیجئے، بلکہ اپنی بے تعلقی اور روحانی اذیت کا اظہار بھی حکمت کے ساتھ کیجئے۔

(۱) جب کوئی فسق وفجور اور خلافِ شرع لہو ولعب اور عیش وطرب میں مبتلا ہو کر دین کی توہین کر رہا ہو۔

(۲) جب کوئی گالی گلوچ، بے ہودہ بکواس، جھوٹی سچی غیر سنجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بدنام کر رہا ہو۔

(۳) جب کوئی خلافِ دین وشریعت افکار ونظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو

دین سے برگشتہ کرنے اور بدعت و بے دینی اختیار کرنے پر اُبھار رہا ہو۔

④ جب کوئی دینی عقائد و شعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو، اور شریعت کے اُصول و احکام کا مذاق اُڑا کر اپنی اندرونی خباثت اور منافقت کا ثبوت دے رہا ہو۔

(۲۱) یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجئے

یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجئے۔ قرآن شاہد ہے کہ یہود اپنی بد دینی، حق دشمنی، ظلم و درندگی، دجل و فریب اور خباثتِ نفس میں بدترین قوم ہے۔ خدا نے اُس پر بے پایاں انعامات کی بارش کی لیکن اس نے ہمیشہ ناشکری اور بدکرداری کا ثبوت دیا۔ یہی وہ قوم ہے جس نے خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں تک کو قتل کر ڈالا۔ اس لئے مؤمن کو اس روش سے پرہیز کرنا چاہئے جس میں یہود کے اکرام و احترام کا شائبہ بھی ہو، لیکن ایسی روش رکھنی چاہیے جس سے بار بار اُن کو محسوس ہو، کہ حق کی بدترین مخالفت کا انجام ہمیشہ ذلت و مسکنت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو اور جب تم راہ میں ان سے ملو تو ان کو ایک طرف سمٹ جانے پر مجبور کر دو''

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی السلام علی اھل الذمہ – ۵۲۰۵)

یعنی اس طرح وقار اور دبدبے کے ساتھ گزرو کہ یہ راستے میں خود ایک طرف کو سمٹ کر تمہارے لئے راستہ کشادہ چھوڑ دیں۔

(۲۲) جس مجلس میں مسلم اور مشرک سب ہی شریک ہوں تو وہاں سلام کیجئے

جب کسی مجلس میں مسلمان اور مشرکین دونوں جمع ہوں تو وہاں سلام کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ ایک بار ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلم اور مشرک سب

ہی شریک تھے تو آپ ﷺ نے ان سب کو سلام کیا۔

(ترمذی، کتاب الاستیذان ، باب ما جاء فی السلام علی مجلس فیه المسلمون وغیرهم - ۲۷۰۲)

(۴۳) غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السلام علیکم نہ کہئے

اگر کسی غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السلام علیکم نہ کہئے۔ بلکہ آداب عرض تسلیمات وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیجئے اور ہاتھ یا سر سے بھی کوئی اشارہ ایسا نہ کیجئے جو اسلامی عقیدے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہو۔

ہرقل کے نام نبی کریم ﷺ نے جو مکتوب بھیجا تھا اُس میں سلام کے الفاظ یہ تھے:

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

''سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے'' (بخاری، کتاب بدء الوحی-۷)

(۴۴) سلام کے بعد محبت و مسرت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے

سلام کے بعد محبت و مسرت یا عقیدت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اُس کی فضیلت اور اہمیت پر مختلف انداز میں روشنی ڈالی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، ''کیا صحابہ رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جی ہاں تھا۔''

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۲۹)

حضرت سلمہ بن وردان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''میں نے حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا، بنی لیث کا غلام ہوں۔ آپ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''خدا

تمہیں خیر و برکت سے نوازے۔"

ایک بار جب یمن کے کچھ لوگ آئے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا "تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور آنے والوں میں یہ مصافحہ کے زیادہ حقدار ہیں" (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی المصافحة-۵۲۱۳)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب دو مؤمن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے۔" (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بھی ملائے جائیں"

(ترمذی، ابواب الاستیذان والادب، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۳۰)

(۴۵) کوئی دوست یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجئے

کوئی دوست، عزیز یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب مدینے آئے تو نبی کریم ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے، اُن سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا (ترمذی باب ماجاء فی المعانقة والقبلة ۲۷۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ بھی کرتے" (طبرانی)

(۴۶) گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ مت استعمال کیجئے

یہ جو بعض قوموں میں گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ان میں اوّل تو سلامتی کے معنٰی کو پوری طرح ادا کرنے والا کوئی لفظ

نہیں ہے۔ بلکہ ان میں انسانوں کے بارے میں کوئی دُعا ہے ہی نہیں، وقت کو اچھا بتایا جاتا ہے پھر اس سے بطور استعارہ انسانوں کی اچھی حالت مراد لی جاتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان الفاظ میں دائمی سلامتی کی دُعا نہیں ہے بلکہ اوقاتِ مخصوصہ کے ساتھ دُعا مقید ہے۔ اسلام نے جو ملاقات کا تحیہ بتایا ہے وہ ہر لحاظ سے کامل او رجامع ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یوں کہا کرتے تھے: اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا (اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے) اور اَنْعِمْ صَبَاحًا (تو صبح کے وقت میں اچھے حال میں رہے) اس کے بعد جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔

(ابو دائود، کتاب الادب باب فی الرجل یقول: انعم الله بك عينا - ۵۲۲۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے علاوہ ملاقات کے وقت دوسروں کے طریقے اختیار کرنا اور اُن کے رواج کے مطابق کلمات منہ سے نکالنا ممنوع ہے، جو لوگ انگریزوں کے طریقے پر گڈ مارننگ وغیرہ کہتے ہیں یا عربوں کے رواج کے مطابق "صباح الخیر" یا "مساء الخیر" کہتے ہیں اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

دنیا کے مختلف اقوام میں ملاقات کے وقت مختلف الفاظ کہنے کا رواج ہے لیکن اسلام میں جو سلام کے الفاظ مشروع کئے گئے ہیں ان سے بڑھ کر کسی کے یہاں بھی کوئی ایسا کلمہ مروج نہیں جس میں اظہارِ محبت بھی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی ہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی اور ہر طرح کی آفات اور مصائب سے محفوظ رکھے، لفظ "السلام" جہاں اپنا مصدری معنیٰ رکھتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔ شراحِ حدیث نے فرمایا ہے کہ اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو سلامتی دینے والا ہے تمہیں اس کے حفظ وامان میں دیتا ہوں، وہ تمہیں ہمیشہ سلامت رکھے۔

(اصلاحی مضامین، صفحہ ۱۷۸)

رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لئے شعبان سے ذہن تیار کیجئے

① رمضان کا استقبال کرنے کے لئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجئے

رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجئے اور شعبان کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے روزے رکھئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

(ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان – ۷۳۶)

② پورے اہتمام اور شوق سے رمضان کا چاند دیکھئے اور دُعا پڑھئے

پورے اہتمام اور شوق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجئے اور چاند دیکھ کر یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

''خدا سب سے بڑا ہے، خدایا! یہ چاند ہمارے لئے امن و امان و سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔ اے چاند! ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔''

اور ہر مہینے کا نیا چاند دیکھ کر یہی دُعا پڑھئے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات باب ما یقول عند رؤیۃ الھلال – ۳۴۵۱، ابن حبان وغیرہ)

(۳) رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجئے

رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجئے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے لئے کمر بستہ ہو جایئے۔ یہ عظمت و برکت والا مہینہ خدا کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی کریم ﷺ نے رمضان کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! تم پر ایک بہت عظمت و برکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خدا نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور قیام لیل (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے ایک نیکی کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا، خدا اس کو دوسرے مہینوں کے ستر (۷۰) فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا'' (ابن خزیمہ)

(۴) پورے مہینے کے روزے نہایت شوق اور اہتمام کے ساتھ رکھئے

پورے مہینے کے روزے نہایت ذوق و شوق اور اہتمام کے ساتھ رکھئے اور اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھ سکیں تب بھی احترامِ رمضان میں رات کی اہمیت یہ ہے کہ کھلم کھلا کھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے اور اس طرح رہئے کہ گویا آپ روزے سے ہیں۔

(۵) تلاوتِ قرآن کا خصوصی اہتمام کیجئے

تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام کیجئے۔ اس مہینے کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت ہے، قرآن پاک اسی مہینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی پہلی یا تیسری تاریخ کو صحیفے

عطا کئے گئے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کو اس مہینے کی ۱۲ یا ۱۸ کو زبور دی گئی۔ حضرت موسیٰ پر اسی مبارک مہینے کی ۶ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی مبارک مہینے کی ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو انجیل دی گئی۔ اس لئے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن سناتے اور سنتے تھے، اور آخری سال آپ نے دو بار رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دَور فرمایا۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم-٤٩٩٨)

⑥ قرآن پاک ٹھہر کر، سمجھ کر اور اثر لے کر پڑھئے

قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ کثرتِ تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور اثر لینے کا بھی خاص خیال رکھئے۔

⑦ تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے

تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے۔ ایک بار رمضان میں پورا قرآن پاک سننا مسنون ہے۔

⑧ تراویح کی نماز ذوق وشوق کے ساتھ پڑھئے

تراویح کی نماز خشوع خضوع اور ذوق وشوق کے ساتھ پڑھئے اور جوں توں بیس رکعت کی گنتی پوری نہ کیجئے بلکہ نماز کو نماز کی طرح پڑھئے تاکہ آپ کی زندگی پر اس کا اثر پڑے اور خدا سے تعلق مضبوط ہو اور خدا توفیق دے تو تہجد کا بھی اہتمام کیجئے۔

⑨ کثرت سے صدقہ وخیرات کیجئے

صدقہ اور خیرات کیجئے، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کیجئے اور ناداروں

کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''یہ مواسات کا مہینہ ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سخی اور فیاض تو تھے ہی مگر رمضان میں تو آپ ﷺ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رات کو آپ ﷺ کے پاس آتے اور قرآن پاک پڑھتے اور سنتے تھے تو ان دنوں نبی کریم ﷺ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے''

(بخاری، کتاب الصوم، باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان-۱۹۰۲)

(۱۰) شبِ قدر میں زیادہ نوافل اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام کیجئے

شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کیجئے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ اس رات کی اہمیت یہ ہے کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں ہے:

''ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لئے اُترتے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے'' (سورۃ القدر)

حدیث میں ہے کہ شبِ قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے، اس رات کو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ ط (حصن حصین)

''خدایا! تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا ہے کیونکہ معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک سال رمضان آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں پر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے

افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ تمام خیر سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر و برکت سے محروم وہی رہتا ہے جو واقعی محروم ہے"
(ابن ماجه،ابواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان-١٦٤٤)

(۱۱) رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجئے

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجئے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر - ٢٠٢٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت فرماتے۔ اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام کرتے اور پورے جوش اور انہماک کے ساتھ خدا کی بندگی میں لگ جاتے"۔
(بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان - ٢٠٢)

(۱۲) رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجئے

رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجئے۔ ملازمین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیجئے اور فراخدلی کے ساتھ اُن کی ضرورتیں پوری کیجئے اور گھر والوں کے ساتھ بھی رحمت اور فیاضی کا برتاؤ کیجئے۔

(۱۳) نہایت عاجزی اور شوق کے ساتھ زیادہ دُعائیں کیجئے

نہایت عاجزی اور ذوق و شوق کے ساتھ زیادہ دُعائیں کیجئے۔ دُرِّ منثور میں ہے کہ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دُعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف بہت زیادہ غالب ہو جاتا اور حدیث میں ہے کہ "خدا رمضان میں عرش اُٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ رکھنے والوں کی دُعاؤں پر آمین کہو۔

(۱۴) صدقۂ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے

صدقۂ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیجئے بلکہ اتنا پہلے ادا کیجئے کہ حاجت منداور نادار لوگ بسہولت عید کی ضروریات مہیا کر سکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عیدگاہ جا سکیں اور عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے صدقۂ فطر اُمت کے لئے اس لئے ضروری قرار دیا تاکہ وہ ان بے ہودہ اور فحش باتوں سے جو روزہ میں روزہ دار سے سرزد ہو گئی ہوں کفارہ بنے۔ اور غریبوں اور مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہو جائے''

(ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوۃ الفطر – ۱۶۰۹)

(۱۵) رمضان میں خود نیکی کیجئے اور دوسروں کو بھی خیر کے کام کرنے پر اُبھاریئے

رمضان کے مبارک دِنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت سوز، تڑپ، نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی اور خیر کے کام کرنے پر اُبھاریئے، تاکہ پوری فضا پر خدا پرستی، خیر پرستی اور بھلائی کے جذبات چھائے رہیں اور سوسائٹی زیادہ سے زیادہ رمضان کی بیش بہا برکتوں سے فائدہ اُٹھا سکے۔

(۱۶) روزہ کا مفہوم

''صیام'' لغت عرب میں مطلق رک جانے کو کہتے ہیں۔

شرعاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کے ارادہ سے کھانے، پینے اور عورتوں کی مجامعت اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں سے صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب تک اجتناب کرنا۔

⑰ روزے کی تاریخ فرضیت

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پہلی اُمتوں کی طرح اُمت محمدیہ ﷺ پر بھی اپنے درج ذیل فرمان میں روزہ فرض قرار دیا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ''

یہ آیاتِ مبارکہ بروز پیر شعبان المعظم ۲ھ ہجری میں نازل ہوئی۔

⑱ روزے کی فضیلت اور فائدے

فضیلت: درج ذیل احادیث مبارکہ روزے کی فضیلت واہمیت کو ثابت کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْقِتَالِ (رواہ احمد وغیرہ)

''روزہ جہنم سے ڈھال ہے جس طرح تمہارے ایک کی ''لڑائی سے بچانے والی'' ڈھال ہوتی ہے''

اور فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا (صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ - ۲۸۴۰، و صحیح مسلم)

''جو شخص اللہ عزوجل کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ اس کا چہرہ اس دن کے عوض جہنم سے ستر سال دور کردے گا۔''

نیز ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلصَّآئِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ دَعْوَةً لَا تُرَدُّ ط

(رواه ابن ماجه، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوة – ۱۷۵۳، والحاکم و صحّحهٗ)

''افطار کے وقت روزے دار کی دُعا رد نہیں کی جاتی''۔

نیز ارشاد ہے:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَايَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: أَيْنَ الصَّآئِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ ط

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین – ۱۸۹۶، و صحیح مسلم)

''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اس میں کوئی اندر نہیں جا سکے گا۔ پکارا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اور اس (دروازے) سے داخل نہیں ہوگا۔ جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر بعد میں کوئی بھی اس میں داخل نہ ہوگا''

(۱۹) روزے کے فوائد

روزے کے روحانی، اجتماعی اور طبی فائدے ہیں۔ روزے کے روحانی فوائد میں ''صفت صبر'' کے حصول اور اس کو قوی بناتا ہے، یہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے اور اس میں معاون بنتا ہے، اسی طرح نفس و روح میں تقوی کا ملکہ ایجاد کرتا اور اس کو بڑھاتا ہے اور یہ علت تقویٰ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے۔ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ط (البقرہ، آیت: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ اس طرح فرض ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں

پر فرض تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ"

روزے کے اجتماعی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے اُمت میں نظم ونسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے، عدل ومساوات سے محبت بڑھتی ہے اور ایمانداروں میں "جذبۂ ترحم" اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح روزہ معاشرہ کو مفاسد اور خرابیوں سے بچاتا ہے۔ اور روزے کے طبی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے آنتیں درست ہوتی ہیں، معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جسم کو فضلات اور بے کار اجزاء سے پاک وصاف کرتا ہے اور اسی طرح موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا موجب بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے:

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا (رواہ ابن السنی وابو نعیم وحسنہ السیوطی)

"روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے"

⑳ روزے کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کی زبانی

جس شخص نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو خدا کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم – ۱۹۰۳)

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا تو خدا اُس کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں"

(بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا ونیۃ – ۱۹۰۱)

رمضان کے روزے پورے اہتمام سے رکھئے اور کسی شدید بیماری یا عذرِ شرعی کے بغیر کبھی روزہ نہ چھوڑیئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے کسی بیماری یا شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے ایک روزے کی تلافی نہ ہو سکے گی''۔

(ترمذی، کتاب الصیام، باب التغلیظ فیمن افطر عمدا - ۲۳۹۶)

(۲۱) روزہ دار اپنے انداز واطوار سے روزے کی کمزوری کا اظہار نہ کرے

روزے میں ریاکاری اور دکھاوے سے بچنے کے لئے معمول کے مطابق ہشاش وبشاش اور چاق وچوبند اپنے کاموں میں لگے رہئے اور اپنے انداز واطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''آدمی جب روزہ رکھے تو چاہئے کہ حسبِ معمول تیل لگائے کہ اس پر روزے کے اثرات نہ دکھائی دیں۔

(۲۲) روزے میں نہایت اہتمام سے ہر برائی سے دور رہئے

روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کیجئے اس لئے کہ روزے کا مقصد ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اپنی زبان سے کوئی بے شرمی کی بات نہ نکالے اور نہ شور وہنگامہ کرے۔ اور اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزے دار کو سوچنا چاہئے کہ میں تو روزے دار ہوں (بھلا میں کیسے گالی کا جواب دے سکتا ہوں یا لڑ سکتا ہوں)

(بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم - ۱۸۹٤، و مسلم)

(۲۳) احادیث میں روزے کا جو اجر عظیم بیان کیا گیا ہے اسکی آرزو کیجئے

احادیث میں روزے کا جو عظیم اجر بیان کیا گیا ہے اس کی آرزو کیجئے اور خاص

طور پر افطار کے قریب خدا سے دُعا کیجئے کہ خدایا میرے روزے کو قبول فرما اور مجھے وہ اجر وثواب دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "روزے دار جنت میں ایک مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے۔ اس دروازے کا نام ریّان ہے جب روزے دار داخل ہو چکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اور اس دروازے سے نہ جا سکے گا" (بخاری، کتاب الصوم باب الریان للصائمین — ۱۸۹۶)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا: پروردگار میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا، خدایا! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور خدا اس کی سفارش کو قبول فرمالے گا (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ افطار کے وقت روزے دار جو دُعا مانگے اُس کی دُعا قبول کی جاتی ہے رَدّ نہیں کی جاتی۔

(ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوۃ — ۱۷۵۲)

(۴۴) روزے کی تکلیفوں کو برداشت کیجئے

روزے کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کیجئے اور بھوک اور پیاس کی شدت یا کمزوری کی شکایت کر کر کے روزے کی ناقدری نہ کیجئے۔

(۴۵) کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو اس کی قضاء کرلیں

سفر کے دوران یا مرض کی شدت میں روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو چھوڑ دیجئے اور دوسرے دنوں میں اُس کی قضا کیجئے۔ قرآن میں ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

(البقرہ، آیت:۱۸۴)

''جوکوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرلے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سفر پر ہوتے تو کچھ لوگ روزہ رکھتے اور کچھ لوگ نہ رکھتے، پھر نہ تو روزہ دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ روزہ توڑنے والا روزہ دار پر اعتراض کرتا''

(بخاری، کتاب الصوم باب لم یعب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعضھم بعضا ... الخ - ۱۹٤۷)

(۲۶) روزہ میں غیبت اور بدنگاہی سے بچئے

روزے میں غیبت اور بدنگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: روزے دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں ہے اور جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کرے اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ (الدیلمی)

(۲۷) حلال روزی کا اہتمام کیجئے

حلال روزی کا اہتمام کیجئے۔ حرام کمائی سے پلنے والے جسم کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حرام کمائی سے جو بدن پلا ہو وہ جہنم ہی کے لائق ہے۔ (بخاری)

(۲۸) سحری ضرور کھایئے

سحری ضرور کھایئے اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہوگی اور کمزوری اور سستی پیدا نہ ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''سحری کھالیا کرو، اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے''

(بخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحور من غیر ایجاب - ۱۹۲۳)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''سحری کھانے میں برکت ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو اور خدا کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں'' (احمد)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیام لیل میں سہولت حاصل کرو۔ اور سحری کھا کر دن میں روزے کے لئے قوت حاصل کرو''

(ابن ماجه، ابواب الصيام، باب ما جاء في السحور - ۱۶۹۳)

اور صحیح مسلم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔

(مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور وتاكيد استجابه - ۲۵۵۰)

(۲۹) افطار میں تاخیر نہ کیجئے

سورج غروب ہو جانے کے بعد افطار میں تاخیر نہ کیجئے۔ اس لئے کہ روزے کا اصل مقصود فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا ہے نہ کہ بھوکا پیاسا رہنا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے'' (بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار - ۱۹۵۷)

(۳۰) افطار کے وقت کی دعا

افطار کے وقت یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

(ابو دائود، كتاب الصيام باب القول عند الافطار - ۲۳۵۸)

''خدایا! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا''

(۳۱) افطار کے بعد کی دعا

جب روزہ افطار کرلیں تو یہ دُعا پڑھیے۔

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ.

(ابو دائود، كتاب الصيام، باب القول عند الافطار – ۲۳۵۷)

”پیاس جاتی رہی، رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر خدا نے چاہا“

(۳۲) کسی کے یہاں افطار کرنے کی دعا

کسی کے یہاں روزہ افطار کریں تو یہ دُعا پڑھیے:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. (ابو دائود، كتاب الاطعمة، باب فى الدعا لرب الطعام اذا اكل عنده – ۳۸۵٤)

”خدا کرے، تمہارے یہاں روزے دار روزے افطار کریں، اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دُعا کریں“

(۳۳) افطار کرانے کا اہتمام کیجیے

روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کیجیے، اس کا بڑا اجر ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو شخص رمضان میں کسی کا روزہ افطار کرائے تو اس کے صلے میں خدا اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ اور افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب دے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“ لوگوں نے کہا: ”یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کے پاس اتنا کہاں ہے کہ روزے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں“ ارشاد فرمایا: ”صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرا دینا بھی کافی ہے“ (ابن خزیمہ)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

الحمد للّٰہ!

یہ کتاب بروز سنیچر بتاریخ ۱۷ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸؍دسمبر ۲۰۰۶ء شب جمعہ، مدینہ منورہ، ''ریاض الجنۃ'' میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب.

تمت

اطلاع

اطلاعاً عرض ہے کہ الحمد للہ یہ کتاب اب
www.ibnekaseer.net سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ جو
حضرات Internet کے ذریعہ اسے دیکھنا چاہیں وہ مندرجہ بالا
website سے رجوع فرمائیں۔
اس کتاب سے متعلق اپنی قیمتی رائے
mypalanpuri@ibnekaseer.net پر نوازیں۔

جزاك الله تعالی

مجھ کو پہچان

(انسان کے نام انسان کے پیدا کرنے والے کا پیغام)

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری

فرزند

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ

کی مرتب کردہ نئی کتاب

"مجھ کو پہچان"

بہت جلد شائع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے انشاءاللہ

سیرت مصطفیٰ ﷺ

اور

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

یہ دونوں کتابیں حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ پر نہایت معتبر اور آسان اردو زبان میں ہیں۔ لیکن کتابت کے ناصاف ہونے کی وجہ سے عام قارئین کو پڑھنے میں دشواری ہوتی تھی۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کمپیوٹر کتابت اور عمدہ طباعت کے ساتھ